یعنی بدر الزمان نایطہ یہ ارکاٹ کے محمد مراد کا بیٹا تھا جس کو ارکاٹ کی نوائیط نوابی سے تعلق اور رشتہ تھا۔

۵۔ سید محمد میر آصف۔ سلطان کا چیف سیکرٹری تھا۔ سلطان کے جتنے فرامین ہیں ان میں سلطان کے دستخط کے بعد اس کا دستخط موجود ہے۔

ان ناموں میں میر صادق اور پورنیا کے نام نہیں ہیں۔ میر صادق کو سلطان کی شہادت کے وقت سلطان کے وفاداروں نے اسی شام کو قتل کر دیا تھا۔ پورنیا کو میسور کی ہندو ریاست کا دیوان بنایا گیا۔ اگر ان دو ناموں کو فہرست میں شامل کر لیا جائے تو سلطان کی کیبنٹ یعنی مجلس وزرا کی فہرست خود بخود اس طرح مکمل ہو جاتی ہے۔

139104

۱۔ میر غلام علی خاں (غلام علی لہکری) میر صدور یعنی	وزیر اعظم
۲۔ میر غلام علی وکیل	وزیر
۳۔ علی رضا	وزیر
۴۔ بدر الزماں خاں	وزیر
۵۔ میر صادق [1]	وزیر
۶۔ پورنیا	وزیر
۷۔ سید محمد میر آصف	چیف سیکرٹری

ذخیرہ

ان ناموں کو دیکھنے کے بعد فوراً میرا خیال ان کی پچھلی سیاسی تاریخ کی جانب گیا۔ کیونکہ یہ ارکاٹ کی نوابی کی مشہور شخصیتیں تھیں۔ اور سوائے پورنیا کے تمام کے تمام

---

[1] یہ نوٹ آئندہ صفحہ پر دیکھا جائے۔

پانڈیچری اور ارکاٹ سے سلطنت خداداد میں آئے ہوئے تھے۔ اور ان میں خصوصاً علی رضا ارکاٹ کی نوابی کا مدعی تھا۔ اس کو نواب بنانے کے لئے تقریباً دس سال تک فرانس والوں اور انگریزوں میں جنگیں ہوتی رہی ہیں جنھیں تاریخوں میں کرناٹک وارس کا نام دیا گیا ہے۔

اس قدر لکھنے کے بعد یہ ضروری ہے کہ اس اجمال کی تفصیل بھی دیجائے۔ اور یہ تفصیل اہل نوایط کی تاریخ میں ملتی ہے۔ —محمود—

ے میر صادق کے متعلق ولکس لکھتا ہے کہ یہ مشہور فرانسیسی جنرل بُسے کی مسلمان داشتہ کا لڑکا تھا کرمانی اس کا مولد بڑا بالاپور بتاتا ہے۔ مگر میسور میں عام طور پر مشہور ہے کہ وہ میر عالم کا بھائی تھا۔ چاہے اس کی اصلیت کچھ بھی ہو، مگر یہ یعنی میر صادق اہل نوایط کے ساتھ ارکاٹ سے آکر حیدر علی کا ملازم ہوا تھا۔

اہلِ نوائط کی سیاسی تاریخ

نوئط ایک عربی لفظ ہے جس کے معنی ملاح کے ہیں اور نویط کی جمع ہے۔ تاریخ یمن کا مصنّف لکھتا ہے کہ "نوایط ملاحوں کا ایک قبیلہ ہے۔" جنوبی ہند میں اس لفظ کا اطلاق ساحل عراق و عجم کے ان ملاحوں پر ہوا جو ساحل کوکن پر آکر آباد ہوئے۔ ان لوگوں نے یہاں شادیاں بھی کیں اور جو اولاد ہوئی وہ ملکی قانون کی رو سے ماں کے خاندان سے منسوب ہوئی[1] جیسے پھاٹے۔ پھٹانے۔ گرڑمبے۔ جبکری۔ کلامی۔ بجری۔ گھٹانے۔ چیدے۔ موبجے وغیرہ۔ یہی نام آج بھی خالص ہندو مرہٹی خاندانوں میں ملتے ہیں۔ ان میں بعض جو شاہ طاہر دکنی کے مرید ہوئے وہ طاہر کہلائے۔ اس خاندان کے متعلق نظام الملک اوّل کا مقولہ ہے کہ:-

"شاہ طاہر کی طرف سے یہ طاہر ہوئے ورنہ دمڑی کے پھٹانے ہی ہیں"[2]

یہ لوگ غیر معمولی ذہانت و فطانت کے مالک تھے اس لئے جب دکن میں اسلامی سلطنتیں قایم ہوئیں تو انہوں نے ان سلطنتوں میں بڑے بڑے عہدے حاصل کئے۔

---

[1] اس زمانہ میں ہندوستان کے ان حصوں میں ہندو حکومتیں قائم تھیں اور "مرماکتایم" قانون رائج تھا۔

[2] دمڑی پائی کو کہتے ہیں۔ پھٹانے: بھنے ہوئے چنے ہیں لیکن نوایط میں پھٹانے ایک خاندان کا نام بھی ہے۔

دکن کی ان سلطنتوں کو انہوں نے بنایا بھی اور اُجاڑا بھی یہی سلطنت انہیں کے ہاتھوں بنی اور انہیں کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔ اور اس کے کھنڈرات پر بیجاپور۔ گول کنڈہ۔ وارنگل اور احمد نگر کی حکومتیں انہوں نے ہی قایم کیں اور ان کی تباہی بھی انہیں کے ہاتھوں سے ہوئی[1]۔ ان سلطنتوں کو فتح کرنے کے بعد ان سازشوں کے صلہ میں جو اہل نوایط نے بیجاپور اور گول کنڈہ میں کیں، مغلوں نے جنوبی ہند میں انہیں ارکاٹ کی نوابی دی۔ اس طرح اہل نوایط کی ایک حکومت جنوبی ہند میں وجود میں آئی۔

ارکاٹ کا پہلا نائطہ نواب محمد سعید عرف سعادت اللہ خاں ہوا۔ اس کے عہد میں پہلی مرتبہ اہل نوایط کی ایک تاریخ لکھی گئی جس کا نام "سعادت نامہ" ہے۔ یہ نام سعادت اللہ خاں کے نام پر رکھا گیا۔ اور لکھنے والے خود اہل نوائط ہیں۔ اس میں انہوں نے اپنے حسب و نسب اور ہندوستان میں آنے کی وجہ لکھی ہے۔

"پہلی صدی ہجری کے آخر میں حجاج بن یوسف نے جو خلیفہ عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق کا گورنر تھا اور جو اپنے ظلم و ستم کے لئے مشہور ہے، چند معزز اور مالدار بنی ہاشم کو اس قدر ستایا کہ وہ اپنا وطن کوفہ (جو اس زمانہ کا مشہور شہر تھا اور حضرت علی کے مقبرہ کے نزدیک اور دریائے فرات کے مغربی کنارے پر ہے) چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ اور یہاں کے باشندوں کی مہربانیوں سے اپنے اہل و عیال اور سامان وغیرہ ساتھ لے کر نکلے اور خلیج فارس کے کنارے آ کر جہازوں پر سوار ہو کر ہندوستان آئے۔ کوفہ سے نکل کر یہ خاندان ہندوستان کے اس حصہ میں پناہ گزین

---

[1] دکن کی تاریخیں ان کے ناموں سے بھری پڑی ہیں۔

ہو گیا جس کو کوکن کہا جاتا ہے ......" [1]

سعادت نامہ کی اس روایت کو جس کی خود اہل نوایط نے تصدیق کی ہے تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ البتہ تاریخی نقطۂ نظر سے دیکھنا یہ ہے کہ جو لوگ کوفہ سے نکل کر ہندوستان آئے، وہ بنی ہاشم تھے یا کوئی اور۔

اہل نوایط کی اس روایت میں کہا گیا ہے کہ حجاج بن یوسف کے ظلم سے بچنے کے لئے یہ لوگ ہندوستان آئے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ حجاج بن یوسف کا زمانہ ۷۲ھ کا ہے۔ یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے گیارہ سال بعد۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی (جو خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ تھے) شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ اس کے بعد اہل بیت کو یزید نے با اعزاز و اکرام حجاز بھیج دیا۔ یزید کا انتقال ۶۴ھ میں ہوا۔ اس کے بعد معاویہ بن یزید نے چند دن کے بعد خلافت سے دست برداری حاصل کر لی۔ اسی سال ذی الحجہ میں مروان خلیفہ ہوا اور رمضان ۶۵ھ میں اس کی وفات پر عبدالملک بن مروان خلیفہ ہوا۔

یہ وہ زمانہ ہے کہ مکہ معظمہ میں حضرت امام حسین رض کی شہادت کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے خلافت کا دعوے کیا تو دوسری جانب کوفہ میں مختار ثقفی قاتلان حسین سے بدلہ لینے اٹھ کھڑا ہوا اور بنی ہاشم سے ساز باز شروع کر دی اور اسی کام کے لئے اس نے اپنے ایجنٹوں کو مکہ روانہ کیا۔ قاتلان حسین سے اس کی مراد بنی امیہ تھے اور جو لوگ اس کے ساتھ ملے وہ وہی کوفی تھے جو امام حسین کو کربلا میں شہید کر چکے تھے۔

---

[1] میجر ولکس نے بھی اس روایت کو اہل نوایط سے تصدیق کرتے ہوئے اپنی کتاب تاریخ میسور میں لکھا ہے۔

اب بنی ہاشم کے رویہ کو دیکھئے ۔ اس خاندان کے معزز افراد یا سردار مندرجہ ذیل تین اصحاب تھے ۔

(۱) حضرت امام زین العابدین (۲) حضرت ابن عباس (۳) حضرت محمد بن حنفیہ ۔

ان تینوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت نہیں کی بلکہ بالکل غیر جانبدار رہے ۔ ۷۲ھ ذیقعد میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف کو حضرت ابن زبیر کے مقابلہ پہ روانہ کیا ۔ اس نے کعبہ پہ آتش زنی کی اور سنگ باری کی ۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ شہید ہو گئے ۔

اس وقت حضرت زین العابدین ۔ محمد بن حنیفہ اور حضرت ابن عباس مکہ ہی میں مقیم تھے ۔[۱]

اس لئے حجاج بن یوسف پہ یہ الزام کہ اس نے بنی ہاشم پر مظالم کئے ۔ بالکل بے بنیاد ہے ۔ اب دوسرا واقعہ مختار ثقفی کا دیکھئے ۔

"مختار ثقفی نے یہ تحریک اپنی خاص سیاسی مصلحتوں کو مدنظر رکھ کر شروع کی تھی ۔ کوفی اس کے ساتھ مل گئے تھے جو تمام عجمی تھے ۔"

(سیر الصحابہ جلد ششم صفحہ ۲۶۶ ۔ دار المصنفین اعظم گڑھ)

"مختار کے ایجنٹ نے جب مکہ آ کر قاتلان حسین سے بدلہ لینے میں بنی ہاشم کی مدد چاہی تو حضرت امام زین العابدین نے اس کی درخواست قبول نہیں کی ۔ بلکہ اس کی مخالفت کی"[۲] (سیر الصحابہ جلد ششم صفحہ ۲۶۲)

---

[۱] سیر الصحابہ جلد ششم صفحہ ۲۷۰ [۲] امام زین العابدین اس سے واقف تھے کہ مختار ثقفی خلافت کے لئے کوشش کر رہا ہے اور عجمی کوفی جو اصلی قاتلان حسین تھے اس کے ساتھ ملے ہوئے ہیں

ان مذکورہ بالا تحریروں سے صاف ثابت ہے کہ بنی ہاشم مکہ یا مدینہ چھوڑ کر کہیں باہر نہیں گئے۔ اور اس سلوک کو جو ابھی گیارہ سال پہلے ان کوفیوں نے حضرت امام حسینؓ اور اہل بیت سے کیا تھا، دیکھتے ہوئے، قیاس میں بھی نہیں آسکتا کہ بنی ہاشم کوفہ آگئے ہوں۔ کوفی پہلے تو حضرت امام حسین رضؓ کے طرفدار تھے اور انہوں نے امام کو کوفہ بلایا تھا۔ لیکن جب یزید کے گورنر عبداللہ بن زیاد نے سیم و زر کی تھیلیاں پیش کیں اور ڈرایا دھمکایا تو انہوں نے حضرت مسلم رضؓ کو جو امام حسینؓ کے سفیر تھے شہید کر دیا اور بعد میں انہی لوگوں نے حضرت امام حسینؓ کو بھی شہید کیا۔

اب رہا حجاج کا اہل کوفہ پر ظلم کرنا۔ حجاج ابن زبیر کے معاملہ سے فارغ ہو کر کوفہ آیا۔ یہاں اس نے ان ہی کوفیوں سے جو قاتلان حسین تھے بدلہ لینا شروع کیا جو مختار ثقفی کے ساتھ مل گئے تھے اور یہی وہ وقت ہے کہ جان بچانے کے لئے یہ قاتلان حسین کوفہ سے بھاگ کر ہندوستان میں پناہ گزین ہوئے۔ اور جب دکن میں اسلامی سلطنتیں قائم ہوئیں تو جھوٹے نسب نامے[1] تیار کر کے ان حکومتوں میں بڑے بڑے عہدے حاصل کئے[2]

اس پس منظر کو دیکھنے کے بعد کہ کوفہ سے بھاگ کر آنے والے کون تھے، دیکھنا یہ ہے کہ ارکاٹ کی نوابی قائم ہونے کے بعد ہندوستان کی سیاسی حالت پر اس کا اثر کیا پڑا۔ یہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ ارکاٹ کا پہلا ناظم نواب محمد سعید عرف

---

[1] ولکس لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں جب امارت آتی ہے تو نسب نامے تیار کر لئے جاتے ہیں۔

[2] اسی حسب و نسب کی بنا پر دکن کے قدیم امرا جو دلی سے آئے ہوئے تھے، ان میں اور ان کوفیوں میں لڑائیاں چھڑ گئیں۔ اور بہمنی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور بعد میں دکن کی دوسری سلطنتیں بھی اسی حسب و نسب کا شکار ہو گئیں۔

سعادت اللہ خاں تھا۔ ۱۷۳۲ء میں اس کے انتقال کے بعد دوست علی خاں اس کا جانشین ہوا۔ یہ مرہٹوں سے جنگ میں مارا گیا۔ اور اس کا بیٹا صفدر علی نواب بنا۔ صفدر علی کو خود اس کی بہن نے ویلور میں زہر دے کر ہلاک کر ڈالا۔ وہ اپنے شوہر مرتضیٰ خاں کے لئے نوابی حاصل کرنا چاہتی تھی۔

صفدر علی کے انتقال پر ارکاٹ میں اہل نوایط نے اس کے چھوٹے لڑکے محمد سعید کو نوابی کے لئے منتخب کیا تو ویلور والوں نے مرتضیٰ خاں کو چُنا۔ ویلور اور ارکاٹ میں رقابت بڑھنے لگی۔ اس موقع پر نظام الملک آصف جاہ اوّل نے حیدر آباد سے ارکاٹ آ کر محمد سعید کی نوابی کو منظور کر لیا۔ اور آیندہ جھوٹے دعویداران نوابی کا سدباب کرنے کے لئے حکم دیا کہ ہر اس شخص کو جو نواب کہلائے سر دربار لا کر پیٹا جائے [1]

نظام الملک واپس جاتے ہوئے خواجہ عبداللہ کو ارکاٹ کا عارضی نواب مقرر کرتا گیا کہ محمد سعید کے بالغ ہونے تک حکومت کرے لیکن خواجہ عبداللہ حیدرآباد جا کر واپس نہ آیا۔ وہاں اس کا انتقال ہو گیا۔ خواجہ عبداللہ کے عوض نظام الملک نے انوارالدین کو عارضی نواب مقرر کیا۔ اس نے محمد سعید کو ۱۷۴۴ء میں زہر دے کر ختم کر دیا۔

ولکس لکھتا ہے:-

"خود اہل نوایط انوارالدین کو ملزم نہیں گردانتے بلکہ وہ اس کا الزام محمد حسین خاں طاہر اور غلام حسین خاں پر لگاتے ہیں جو اہل نوایط سے ہی ہیں۔"

---

[1] تاریخ میسور از کرنل ولکس: ولکس لکھتا ہے: "ملک کی حالت اس قدر خراب تھی کہ ہر وہ شخص جس کے قبضہ میں مٹی کا بنا ہوا چھوٹے سے چھوٹا قلعہ بھی تھا، نواب کہلاتا تھا۔"

لیکن عام طور پر جو روایت مشہور ہے وہ یہی ہے کہ محمد سعید کے قتل کے معاملہ میں اس کے ماموں مرتضیٰ خاں زیلور، اور انوار الدین کا ہاتھ تھا۔ اول الذکر یہ خیال کرتا تھا کہ محمد سعید کے مر جانے پر نوابی اس کو مل جائے گی اور آخر الذکر اپنے لئے چاہتا تھا۔ آخر انوار الدین کامیاب ہوگیا۔ نظام الملک جو اہل نوایط کی سازشوں سے تنگ تھا اس نے انوار الدین کو مستقل نواب بنا دیا۔ اس طرح اہل نوایط کی حکومت کا ۴۲ سال بعد یعنی ۱۷۴۳ء میں خاتمہ ہوگیا۔

خاندان انوری اور اہل نوایط

انوار الدین ۱۷۴۳ء میں مسند نشین ہوا۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ ساحل کارومنڈل پر جو ارکاٹ کے ماتحت تھا، فرانسیسی اور انگریزی قومیں پانڈیچری اور مدراس میں عرصہ سے تجارت کر رہی تھیں۔ ان دونوں میں تجارتی رقابت تھی اور [illegible] کی وجہ سے ان میں جنگیں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ ان دونوں قوموں نے انوار الدین کی دوستی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کوشش میں انگریز کامیاب ہوگئے [illegible] پانڈیچری کا گورنر [illegible] انوار الدین کو غیر جانبدار رہنے کے لئے لکھا۔ لیکن انوار الدین نے اس نصیحت کی کوئی پروا نہیں کی اور فرانس والوں کے خلاف انگریزوں کی فوجی مدد کی۔ اس [illegible] سے فرانس والے اس کے خلاف ہوگئے۔ اور انھوں نے اہل نوایط کے معزول خاندان کی [illegible] کی۔ اس خاندان میں چندا صاحب [illegible] کا دعوےدار تھا۔ [illegible] کے دوسرے نائط نواب دوست علی کا داماد تھا۔

[illegible] نفۃ الاخبار

لہ ۱۷۴۳ء سے ۱۷۴۸ء تک فرانس والے اور چندا صاحب سازشوں میں مصروف تھے۔ آصف جاہ نظام الملک، اوّل کے خوف سے کوئی کھلی کارروائی نہ ہوسکی۔ ۱۷۴۸ء میں جب نظام الملک کا انتقال ہوگیا تو اس کے دو بیٹوں یعنے ناصر جنگ اور مظفر جنگ میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ انوارالدین نے ناصر جنگ کا ساتھ دیا۔ یہ دیکھ کر چندا صاحب مظفر جنگ سے مل گیا۔ اور ان دونوں نے مل کر ارکاٹ پر چڑھائی کی۔ ۱۷۴۹ء میں آمبور کی جنگ میں انوارالدین مارا گیا اور اس کا بیٹا محمد علی ترچناپلی کو فرار ہوا اور یہاں سے ناصر جنگ کو حالات سے اطلاع دی۔ ناصر جنگ خود مدد پر آگیا۔ مظفر جنگ نے ہتھیار ڈال دیئے اور قید کرلیا گیا۔ چندا صاحب پانڈیچری کو بھاگ گیا۔ بظاہر تمام معاملات یکسو ہوگئے۔ ناصر جنگ نے ارکاٹ کی نوابی محمد علی کو دی اور حیدرآباد واپس ہوا۔ اس واپسی کے وقت راستہ میں کڑپہ کے نواب ہمت بہادر خاں نے اس کو شہید کردیا۔

ناصر جنگ کے شہید ہوتے ہی مظفر جنگ آزاد ہوگیا۔ اب چندا صاحب کی بن آئی اس نے پانڈیچری سے نکل کر ترچناپلی کا محاصرہ کرلیا۔ محمد علی نے یہ دیکھ کر انگریزوں سے مدد مانگی۔ انھوں نے مدراس سے میجر لارنس کو ترچناپلی روانہ کیا اور کلائیو نے ارکاٹ کا محاصرہ کرلیا۔ بہت ممکن تھا کہ مظفر جنگ چندا صاحب کی مدد کو آتا لیکن حیدرآباد جاتے ہوئے راستہ میں یہ بھی قتل ہوچکا تھا۔ اس کے بعد اس کے دوسرے بھائیوں میں حیدرآباد کی لڑائیاں شروع ہوگئیں۔

چندا صاحب کو ترچناپلی کے محاصرہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ محاصرہ نے جب طول کھینچا تو اس کی فوج نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور یہ بعد میں قتل بھی کردیا گیا۔ اب صرف اس کا

لہ ان مضمون میں جتنے واقعات بھی لکھے گئے ہیں وہ عام درسی تاریخوں میں بھی ملتے ہیں۔

ایک کم سن بیٹا علی رضا تھا جو پانڈیچری میں مقیم تھا۔ اگرچہ فرانس والوں نے اس کے لئے بہت کچھ کوشش کی اور ان میں اور انگریزوں میں لڑائیاں بھی ہوئیں مگر فرانس والے کامیاب نہ ہو سکے یہاں تک کہ ۱۷۶۱ء میں انگریزوں نے پانڈی چری پر قبضہ کر لیا اور فرانسیسی اقتدار بالکل ختم ہوگیا۔ اور اس اقتدار کے ختم ہوتے ہی اہل نوایط کی اُمیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔

۱۷۶۱ء وہ سال ہے کہ اگر ایک جانب فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ ہو گیا تو دوسری جانب میسور میں ایک نئی طاقت کا آغاز ہوا، جو نواب حیدر علی کی تھی۔ فرانس والے حیدر علی سے اچھی طرح واقف تھے۔ حیدر علی اور فرانس والوں کی دوستی دس سال پہلے سے تھی[1]۔ بہرطور حیدر علی کی حکومت قائم ہوتے ہی اہل نوایط پانڈیچری و [illegible] ارکاٹ وغیرہ سے نکل کر میسور آنا شروع ہوئے۔ اور اہل نوایط میں علی رضا بھی تھا

---

[1] حیدر علی کا سوانح نویس فرانسیسی جنرل ایم۔ ایم۔ ڈی۔ ایل۔ ٹی لکھتا ہے:۔ "نواب [illegible] جب جنوبی ہند میں آیا تو اس نے اپنے ماتحت زمینداروں اور جاگیرداروں کو فوج کے ساتھ ارکاٹ میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حیدر علی کے والد فتح محمدؐ نے جو دیوان ہی کے جاگیردار تھے اپنی فوج اپنے بیٹے حیدر علی کے ماتحت بھیجی۔ حیدر علی نے یہاں آنے کے بعد فرانسیسیوں سے دوستی کی اور پانڈیچری بھی گئے۔ انور [illegible] نے فوج [illegible] فرانسیسیوں سے [illegible]

اس روایت کے خلاف انگریزی مورخوں نے لکھا ہے کہ حیدر علی [illegible] کی فوج کے ساتھ تھے۔ لیکن [illegible] اقرار ہے [illegible] کی اور پانڈیچری بھی گئے تھے۔

جو چندا صاحب کا بیٹا اور ارکاٹ کی نوابی کا دعوے دار تھا۔ ممکن ہے کہ فرانس والوں نے علی رضا اور اہل نوایط کو میسور جانے کو کہا ہو یا وہ خود بخود یہاں آئے ہوں اور اس کا بھی امکان ہے کہ فرنچ گورنر نے حیدر علی کو لکھا ہو کہ کرناٹک فتح کرنے کے بعد ارکاٹ کی نوابی اہل نوائط کو دی جائے۔

حیدر علی کا آغاز نہایت شاندار تھا۔ تین سال کے اندر اندر انہوں نے پورا میسور علاقہ، سرا، بدنور کی قدیم راجدھانی، کنارا اور ملیبار فتح کر لیا۔ شہنشاہ ہند نے انہیں سرا کی صوبہ داری بھی دے دی۔ حیدر علی کی ان کامیابیوں سے محمد علی نے جو ارکاٹ کا نواب تھا، خطرہ محسوس کیا۔ اس کو یہ خطرہ میسور میں علی رضا اور فرانسیسیوں کی موجودگی سے پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان کے قدیم دشمن تھے[1]۔ اس وقت حیدر علی کی فوج میں بہت سے فرانسیسی افسر موجود تھے جو پانڈیچری سے آکر ملازم ہوئے تھے۔ ایک فرانسیسی جنرل [illegible] تھا جس کو حیدر علی نے دس ہزاری کا خطاب دیا تھا۔ ان کی سوار فوج میں کئی فرانسیسی دستے تھے۔ محمد علی کے ساتھ انگریزوں نے بھی اس خطرہ کو محسوس کیا اور محمد علی کی حمایت کرتے ہوئے حیدر علی سے جنگ شروع کر دی جس کو تاریخ میں میسور کی پہلی جنگ کا نام دیا گیا ہے۔ اگرچہ اس جنگ میں نظام علی خاں (حیدرآباد) نے

---

[1] نشان [illegible] میں لکھا ہے کہ ارکاٹ کے نواب محمد علی کو حیدر علی سے [illegible] دشمنی [illegible] علی رضا کی سرنگاپٹم میں موجودگی [illegible] دشمنی کی [illegible] آتی ہے۔ [illegible] آیا [illegible] حیدر علی [illegible]

پہلے حیدر علی کا ساتھ دیا مگر بعد میں غداری کرتے ہوئے انگریزوں سے مل گیا۔

اس دو سالہ جنگ میں حیدر علی نے انگریزوں کو پے در پے شکستیں دیں اور مدراس کا محاصرہ کر لیا۔ انگریزوں نے عاجز ہو کر صلح کر لی۔ اس صلح کا نام صلح نامہ مدراس ۱۷۶۹ء ہے۔

حیدر علی کی کامیابی اہل نوایط کی کامیابی تھی۔ حیدر علی کی یہ فتح گویا فرانسیسی ڈپلے کی فتح تھی۔ حیدر علی کی اس فتح کے بعد ارکاٹ کی نوایط نوابی کے باقی خاندان بھی میسور میں آگئے۔ ان آنے والوں میں بدر الزمان خاں نائطہ، محمد مہدی عسکری اور غلام علی لنگڑا کے خاندان جو تھے جن کو ارکاٹ کی نائطہ نوابی سے گہرا تعلق تھا اور یہ علی رضا کے قریبی رشتہ داروں میں بھی تھے۔ ان کے ساتھ لنگڑا غلام علی اور میر صادق بھی ارکاٹ سے آئے۔ یہ اگرچہ اہل نوایط سے نہیں تھے مگر ارکاٹ کی نوایط نوابی سے انہیں گہرا تعلق تھا اور یہ بڑے عہدوں پر تھے۔

ان آنے والوں کی خاندانی حیثیت اور انتظامی قابلیت کو دیکھ کر حیدر علی نے انہیں اپنی سلطنت میں بڑے بڑے عہدے دیئے اور وزارت بھی انہیں کے ہاتھوں میں رہنے دی۔ جب ان اہل نوایط کے قدم مضبوطی سے سلطنت حیدری میں جم گئے تو اب انہوں نے اپنی جبلی فطرت سے مجبور ہو کر ان لوگوں کے خلاف سازشیں شروع کیں جو اہل نوایط سے نہیں تھے مگر حیدر علی کے قوت بازو تھے۔ ان کا پہلا شکار نواب فضل اللہ خاں ہیبت جنگ بہادر جو سرا کے قدیم نوابی خاندان سے تھے۔

ولکس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے:۔

"فضل اللہ خاں ہیبت جنگ دہلی کے ایک قدیم خاندان سے تھے سرا کی نوابی اسی خاندان میں تھی یہ سرا کے آخری نواب دلاور خاں کے داماد

تھے۔ مرہٹوں نے جب سرا پر قبضہ کیا تو دلاور خاں کو ایک چھوٹی سی جاگیر دے کر علیحدہ کر دیا۔ فضل اللہ خاں اسی جاگیر میں ایک مختصر سی فوج کے ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے حیدر علی کا اُس نازک وقت پر ساتھ دیا۔ جبکہ وہ اپنی جان بچا کر سرنگاپٹم سے بنگلور بھاگ آئے تھے[1] اور میسور کے

---

[1] حیدر علی میسور کے راجہ کی فوج میں سپہ سالار اعلیٰ تھے۔ ان کی یہ ترقی برہمن کھنڈے راؤ کو پسند نہیں تھی۔ اس نے راجہ اور رانیوں کو ورغلایا کہ حیدر علی فوج میں نہایت ہر دل عزیز ہیں اور یقیناً وہ راج پر قبضہ کر لیں گے اور میسور پر مسلمانوں کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ حیدر علی کو گرفتار کرنے اور انہیں جان سے مارنے کی تیاریاں اور سازشیں ہونے لگیں، مرہٹوں کو بھی کمک کے لئے بلایا گیا۔ حیدر علی کو ان سازشوں کا حال معلوم ہو گیا۔ وہ سرنگاپٹم سے رات کے اندھیرے میں فرار ہوئے اور بنگلور پہنچ گئے۔ راجہ کی فوج اور مرہٹے ان کے تعاقب میں تھے۔ بنگلور پہنچنے کے بعد جس شخص نے انہیں مدد دی اور جس کی وجہ سے انہیں راجہ کی فوج اور مرہٹوں پر فتح ہوئی وہ فضل اللہ خاں تھے۔ حیدر علی کا فرانسیسی سوانح نویس (ایم۔ ڈی۔ ایل۔ ٹی) لکھتا ہے:-

"مقابلہ سے پہلے کھنڈے راؤ کی فوج میں سازش پھیل گئی۔ یہ سازش میسور کی ایک اور رانی دیوائی نے کی تھی جو حیدر علی کی طرف دار تھی، اور اُس سے حیدر علی کے تعلقات تھے جس کی وجہ سے وہ بدنام بھی تھی۔"

بہرطور اس لڑائی کے بعد سرنگاپٹم پر حیدر علی کا قبضہ ہو گیا اور حیدر علی کی سلطنت کی بنیاد پڑی۔ میسور کی پہلی جنگ میں بھی جو انگریزوں اور محمد علی سے ہوئی فضل اللہ خاں نے نمایاں حصہ لیا تھا۔

راجہ کی فوج اور مرہٹے ان کے تعاقب میں تھے۔ ایسے وقت جبکہ دوست بھی دشمن بن جاتے ہیں، فضل اللہ خاں نے حیدر علی کا ساتھ دیا۔ حیدر علی کی عظمت و شہرت بلند کرنے میں کسی شخص نے اتنا حصہ نہیں لیا تھا۔ حیدر علی کو ان کا بہت پاس و لحاظ تھا۔ خود اہل نوایط، جو فضل اللہ خاں کے حلیف تھے بلکہ اندرونی طور پر اس سے بڑھ کر خود حیدر علی کے دشمن تھے[1] کہتے ہیں کہ ہیبت جنگ، حیدر علی کے افسروں میں پہلے افسر کا درجہ رکھتے تھے[2] دربار ہو یا کوئی اور جگہ یہ حیدر علی کے ساتھ اسی مسند پر بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے دائیں بائیں مورچھل لئے کھڑے رہتے تھے؛ جو شاہی کا نشان ہے[3]

---

[1] کرنل ولکس نے یہاں یہ جملہ بے معنی یا سرسری طور پر نہیں لکھا ہے۔ وہ اہل نوایط کی سرشت اور سازشوں سے واقف تھا۔ سلطان کی شہادت کے بعد یہ میسور کی نئی ریاست کا رزیڈنٹ بنا۔ اس کو [illegible] اس لئے بنایا کہ میسوری معاملات کا ماہر تھا۔ وہ ان تمام سازشوں سے واقف تھا جو اہل نوایط نے حیدر علی اور ٹیپو سلطان کے خلاف [illegible] کہ اہل نوایط نے حیدر علی کے خلاف [illegible] بلکہ یہ کامیابی ٹیپو سلطان کے [illegible]

[2] حیدر علی [illegible] کے سپرد کیا [illegible] ولکس [illegible] فضل اللہ خاں [illegible] شر اللہ [illegible]

یہ خدا کا بندہ یعنے فضل اللہ خاں بھی وفاداری اور راسخ الاعتقادی میں ویسا ہی تھا۔ وہ اس عظمت سے مغرور اور سرکش نہیں ہوگیا۔ اس نے اپنے آپ کو ہمیشہ حیدرعلی کا ارادت سرشت ہی لکھا۔ بہرطور حیدرعلی کے عروج کے ساتھ فضل اللہ خاں کے اعزاز و مراتب بھی ترقی کرتے رہے کہ :۔

"اسی زمانہ میں اہل نوائط کا میسور میں ورود ہوتا ہے۔ یہ لوگ پائین گھاٹ (ویلور۔ ارکاٹ۔ ترپاتور۔ پانڈیچری وغیرہ) سے علاقہ میسور میں آتے ہیں اور حیدرعلی کے دربار میں داخل ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کو اپنے حسب نسب پر بڑا زعم تھا[1]۔ اس لئے ہیبت جنگ کے اعزاز ان کی نظروں میں کھٹکنے لگے۔ پہلے شکایت ہائے رنگین سے ابتدا ہوئی اور خدا صاحب کے فرزند (علی رضا جو ملازمت میں داخل تھا) سے حسب و نسب میں مقابلہ کیا جانے لگا۔ پھر حیدرعلی خاں کو مجبور کیا گیا کہ نئے تعلقات (رشتہ) کے

---

[1] ولکس نے یہ جملہ بھی بے معنی نہیں لکھا ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اہل نوائط کو حسب و نسب پر زعم ہے اور اسی بنا پر دکن کی سلطنتیں تباہ ہوئیں مگر یہاں خاص طور پر اس واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو بعد میں ٹیپو سلطان کے زمانہ میں ہوا۔ یعنے ٹیپو سلطان نے اپنے نسبتی برادر برہان الدین کی بدرالزماں کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی۔ اہل نوائط نے حسب و نسب کی بنا پر اس کو اپنی توہین خیال کرتے ہوئے لڑکی کو کنوئیں میں گرا کر مار دیا۔ اور مشہور کر دیا کہ لڑکی کنوئیں میں اتفاقاً گر گئی۔ اس کے بعد تمام اہل نوائط سلطان کے دشمن بن گئے۔ اس کے علاوہ خاص طور پر علی رضا کا نام آنا بھی بے معنی نہیں جس کی تشریح آئندہ صفحات میں ملے گی۔

قائم ہونے کے بعد، دربار کے مراتب پر نظرِ ثانی ہونی چاہیئے۔ جو خود نواب کے بھی شایانِ شان ہو۔ حیدر علی بذاتِ خود اس طبیعت کے آدمی نہیں تھے۔ لیکن سیاسی مصلحتوں کی بنا پر انہیں مجبوراً فضل اللہ خاں کے پاس پیغام بھیجنا پڑا کہ وہ آئندہ سے اپنے مخصوص امتیازات سے دستبردار ہو جائیں"۔

اس کے جواب میں ہیبت جنگ نے حیدر علی کو لکھا کہ:-

مورچھل کی وقعت ایک بے معنی مشت پر سے زیادہ نہیں لیکن یہ ہمیشہ سے میرے سر کے ساتھ وابستہ رہے ہیں۔ اس لئے وہ جدا نہیں ہو سکتے۔ جو ان کو جدا کرے وہ سر کو بھی جدا کرلے۔ جوانی کی ترنگ میں میں نے مسند کے تکیہ اور پہلو کی شرط کی تھی[1] اور اس امتیاز کو میں نے کبھی ذلیل نہیں ہونے دیا۔ اس ایک امتیاز سے مجھے محروم کرنے کی بجائے زیادہ قرینِ فیاضی تو یہ تھا کہ میری عمر اور کمزوری کا لحاظ کرتے ہوئے اس میں ایک اور کا اضافہ کیا جاتا۔ اس حکم کی تعمیل کا آسان ترین طریقہ بس ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں پھر اس دربار میں قدم نہ رکھوں۔

اس کے بعد ولکس پھر لکھتا ہے کہ:-

اہل نوائط نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حیدر علی کو اُبھارا کہ ان رقوم کا مطالبہ کرے جو انہوں نے جمع کر رکھی ہیں۔ ان کا پیچھا اس وقت چھوڑا گیا جب خود اہل نوائط کو اطمینان ہو گیا کہ انہوں نے کچھ چھپایا نہیں اور

---

[1] ولکس اپنی تاریخ کے صفحہ ۲۶۰ پر لکھتا ہے کہ فضل اللہ خاں جب حیدر علی کی ملازمت میں داخل ہوتے تھے تو منجملہ اور شرائط کے مورچھل اور مسند پر ساتھ بیٹھنے کی شرطیں بھی کی تھیں۔

کچھ پتا نہیں رکھا ہے۔"
(ولکس صفحہ ۳۸۶)

فضل اللہ خاں کے واقعہ سے معلوم ہوگا کہ اہل نوایط نے کس طرح حیدر علی کو اپنی گرفت میں لے لیا تھا کہ فضل اللہ خاں جیسے شخص کو بھی جو ان کا قوت بازو تھا انہوں نے یعنے حیدر علی نے علیحدہ کر دیا۔ اس واقعہ کے تین سال بعد حیدر علی کی انگریزوں

ف اس مذکورہ بالا واقعہ سے معلوم ہوگا کہ اہل نوایط نے نواب حیدر علی جیسے ہوشیار شخص کو بھی اپنے جال میں کس طرح پھانس لیا تھا۔ کچھ عجب نہیں تھا کہ یہ نوزائیدہ سلطنت بھی ان نوایط کے ہاتھوں اسی وقت فنا ہو جاتی۔ اگر فضل اللہ خاں صبر و تحمل سے کام نہ لیتے۔ ورنہ فوج میں ان کی ہر دلعزیزی اور اثر و اقتدار کو دیکھتے ہوئے، اگر وہ ذرا بھی حرکت کرتے تو دکن کی مانند سرنگاپٹم کی گلیاں بھی خون میں نہا جاتیں لیکن فضل اللہ خاں نے جس صبر و تحمل سے کام لیا۔ ولکس اس کے متعلق لکھتا ہے۔

"فضل اللہ خاں بہیبت جنگ ہمیشہ قلعہ سے باہر میدان میں ایک خیمہ میں رہا کرتے تھے۔ گو ان کا ایک مکان قلعہ میں بھی تھا۔ لیکن اس حکم کے بعد وہ کبھی اس مکان پر نہیں گئے۔ اور جو کچھ اثاثہ یعنے کیمپ کا سامان ان کے پاس تھا۔ وہ بیچ کر کھاتے رہے۔ اور یہیں ان کو ان کی وصیت کے مطابق دفن بھی کیا گیا۔ ان کے اہل خاندان کے احساسِ احترام نے ایک چھوٹا سا مقبرہ بھی یہاں تعمیر کروا دیا تھا۔"
ولکس صفحہ ۳۸۷

مقبرہ تو شکست و ریخت کی نذر ہو گیا۔ لیکن ایک بڑے چبوترہ پر اب بھی یہ مزار اس میدان میں کس مپرسی کی حالت میں باقی ہے۔ یہ مزار اس عید گاہ کے بالکل قریب ہے جو انگریزوں نے سرنگاپٹم پر قبضہ کرنے کے بعد اپنی فوج کے مسلمانوں کے لئے بنائی تھی۔ محمود

13910

سے دوسری جنگ شروع ہوئی ۔ اس جنگ میں بھی حیدر علی کامیاب ہوئے لیکن دو سال بعد میدان جنگ میں ان کا انتقال ہوگیا ۔ اور ٹیپو سلطان سریر آرائے سلطنت ہوا ۔ اور اس نے بھی اپنے باپ کی بنائی ہوئی وزارت کو بحال رکھا ۔ زیادہ مجبور تھا کہ اس وزارت کو بحال رکھے اس لئے کہ ان اہل نوابط کی حکومت پر گرفت نہایت سخت تھی جیسا کہ حیدر علی اور فضل اللہ خاں کے واقعہ سے ظاہر ہے) ۔

تخت نشینی کے بعد سلطان نے بھی اس جنگ کو جاری رکھا جو حیدر علی نے شروع کی تھی انگریزوں کو بڑی شکستیں دیں اور منگلور کا صلح نامہ ہوا ۔

اس صلح نامہ کے بعد انگریز اپنی شکستوں کا انتقام لینے کے لئے تڑپنے لگے ۔ انہیں نظر آنے لگا کہ جب تک ٹیپو سلطان اور اس کی سلطنت باقی ہے ، وہ ہندوستان پر قبضہ نہیں کرسکتے ۔

اس وقت پٹ (P i T T) انگلستان کا وزیر اعظم تھا ۔ وہ انگلستان کی سلطنت کو وسیع کرنے کے خیال میں تھا ۔ انگریز امریکہ میں اپنے مقبوضات کھو چکے تھے ۔ کارنوالس امریکہ کا گورنر جنرل تھا ۔ اس کے انگلستان واپس آنے پر پٹ نے اس کو ہندوستان کی گورنر جنرلی اس شرط پر دی کہ امریکہ میں جو نقصانات ہوئے ہیں ان کی تلافی ہندوستان میں کرے[1] اور سلطان سے انتقام لے ۔

اسی زمانہ میں جب کارنوالس ہندوستان آرہا تھا تو سلطان نے ترکی اور فرانس سے معاہدہ کرنے کے لئے انگریزے غلام علی کو قسطنطنیہ بھیجا ۔ یہ سفارت ترکی پہنچی لیکن اصل میں ترکی کی اندرونی حالت نہایت ابتر تھی ۔ فرانس سے خود مدد کا خواہاں ترکی کو اپنا حلیف

---

[1] رائز آف دی کرسچین پاور ان انڈیا ۔ باب کارنوالس ۔

بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ترکی کا وزیر اعظم اور دوسرے وزیر انگریزوں کے ہاتھوں میں کھلونے بنے ہوئے تھے۔ انہوں نے نو مہینے تک سلطانی وفد کو باب عالی میں باریابی کی اجازت نہیں دی[1]۔ اس کے بعد جب اجازت ملی تو سلطان سلیم نے ایک معمولی دوستی کا خط لکھ دیا اور ٹیپو سلطان کی تجویزوں پر غور نہیں کیا۔ بلکہ انہیں مسترد کر دیا گیا[2]۔

لنگڑا امیر غلام علی نو ماہ تک قسطنطنیہ میں رہا۔ ترکی وزیر اعظم کے ذریعہ انگریزی سفیر مقیم ترکی نے اس کو پھانس لیا۔ اس لنگڑے نے وہ تمام تجویزیں بھی انگریزی سفیر کو بتا دیں جو سلطان نے فرانس کو لکھی تھیں۔ اور ہندوستان کو واپس آ گیا۔

انگریز اب سلطان کے ارادوں اور تجویزوں سے واقف ہو چکے تھے اس لیئے انھوں نے ترکی کے علاوہ عرب و ایران میں بھی اس کے خلاف پروپاگنڈہ

---

[1] تاریخ میسور از ولکس

[2] سلطان نے انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے کے سلسلے میں ترکی کے سلطان کو لکھا تھا کہ (۱) وہ انگریزوں سے جہاد میں مصروف ہے اور اس کے لیئے آپ کی تائید چاہیئے (۲) بصرہ کا بندرگاہ سلطنت خداداد کو دیا جائے کہ سلطنت خداداد اپنے جہازوں کو وہاں رکھ کر ہندوستان کے ساحلوں کی حفاظت کرے (۳) بصرہ کے عوض سلطنت خداداد کا کوئی بندرگاہ ترکی کو دیا جائے گا۔ (۴) ترکی سلطنت جس قدر فوج بھیجے گی اس کے اخراجات سلطنت خداداد برداشت کرے گی (۵) سلطنت خداداد میں توپیں اور بندوقیں نہایت عمدہ تیار ہوتی ہیں۔ ترکی سلطنت کو اگر ضرورت ہو تو توپ و بندوق ساز وہاں بھیجے جا سکتے ہیں۔ (۶) نجف اشرف میں پانی کی قلت ہے اس لئے دریائے فرات سے ایک نہر نکالنے کی اجازت دی جائے۔

شروع کر دیا۔ شریف مکہ انگریزوں سے مل گیا[1]۔ ان ممالک میں سلطان کو بدنام کرنے کے بعد ہندوستان میں بھی اس کو بدنام کیا جانے لگا۔ کیپٹن لٹل اپنے سفرنامہ میں لکھتا ہے:-

"گذشتہ چند سالوں سے انگریزی زبان کے ان تمام الفاظ کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالا جا رہا ہے۔ جن سے ٹیپو کو بدنام کیا جا سکے۔ لغات میں ذلیل سے ذلیل الفاظ سلطان کی مذمت میں تلاش کر کے نکالے جاتے ہیں۔ باوجود اس کے بہت سے لوگوں کو رنج ہے کہ زبان میں اس قدر وسعت نہیں کہ ٹیپو سلطان کو دل بھر کو گالیاں دی جائیں۔ اس لئے وہ نئے اصطلاحات وضع کرنے میں لگے ہوئے ہیں"

کارنوالس ہندوستان پہنچا۔ اور جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔ ان تیاریوں کے بعد اس نے ٹراونکور کا بہانہ[2] کر کے جنرل میڈوز کو جو مدراس کا گورنر تھا، سلطنت خداداد

---

[1] بلکہ صحیح تر یہ ہے کہ وہ پہلے ہی سے انگریزوں سے ملا ہوا تھا۔ ترکی سلطنت سے آزاد ہونے اور اپنی ایک آزاد سلطنت قائم کرنے کے لئے مکہ کے شریف زمانۂ دراز سے کوشش کر رہے تھے اور انگریزوں سے مل کر سازشیں کر رہے تھے۔ انگریز اگر ایک طرف فرانس کے خوف سے ترکی سے ملے ہوئے تھے تو دوسری طرف ترکی سلطنت کو تباہ کرنے کے لئے شریف مکہ سے بھی سازشیں کر رہے تھے۔ مگر فرانس کی رقابت کی وجہ تقریباً دو صدی تک انہیں کامیابی نہیں ہوئی۔ پہلی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں جب [illegible] فرانس والے انگریزوں سے مل گئے تو شریف مکہ کو انگریزوں نے کھلی مدد دی اور اس [illegible] نے ترکی سے بغاوت کر دی۔ [2] [illegible] اس کتاب میں پہلے دی گئی ہے۔

پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ جنگ کی ابتدا میں مرہٹوں اور نظام سے کمک نہیں لی گئی۔ صرف انگریزی قوت کو کافی سمجھا گیا۔ مگر ایک سال کی جنگ کے بعد جب انگریز شکستیں اٹھا کر مدراس میں محصور ہو گئے تو کارنوالس خود مدراس آگیا۔ وہ مرہٹوں اور نظام کو سازشوں کے ذریعہ اپنے ساتھ ملا چکا تھا۔ اس نے انہیں سلطنت خداداد کی شمالی سرحدوں پر حملے کرنے کا حکم دیا۔ ہندوستان کی اس وقت کی دو بڑی طاقتوں کے مل جانے کے بعد بھی کارنوالس کو یقین نہیں تھا کہ وہ کامیاب ہو سکے گا اس نے کرنل ریڈ کو سازشیں کرنے کے لئے مقرر کیا۔

ریڈ کی یہ سازشیں حد درجہ کامیاب ہوئیں۔ یہاں تک کہ دیون ہلی۔ تماسلے اور مشر جاپور اور کئی مقامات کے مسلمان انگریزوں کو نہ صرف خبریں پہنچانے لگے بلکہ انگریزی جاسوسوں کو بھی اپنے گھروں میں پناہ دی اور راستے بتائے۔ خود پایۂ تخت سے انگریزوں کو خبریں پہنچنے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان کو اب ہر جگہ فتح کے عوض شکست ہونے لگی اور وہ پایہ تخت میں محصور ہو گیا اور مجبور ہو کر انگریزوں کی پیش کردہ شرائط پر صلح کر لی۔ اپنا نصف ملک اور تین کروڑ روپے انگریزوں کے حوالے کر دیئے۔ [illegible] لکھتا ہے کہ "وزیر اعظم محمد مہدی مہکری نے غداری کرتے ہوئے کھا [illegible] کی چوکی بھی انگریزوں کو قبضہ دے دیا جس کی وجہ سے سلطان نے مجبور ہو کر صلح کر لی۔"

[illegible] انگریزوں کی لکھائی ہوئی تاریخ کا یہ چھوٹا سا جملہ اپنے اندر ایک بحرِ ذخار [illegible] ہے اور صرف محمد مہدی مہکری کی غداری نہیں تھی بلکہ اس پوری وزارت کی غداری تھی جس میں [illegible] بھرے ہوئے تھے۔ چونکہ یہ اہل [illegible] نہ صرف وزارت [illegible]

[illegible] خفیہ رپورٹ بھیجیں ان لوگوں کو جاگیریں اور انعامات [illegible]

بلکہ سلطنت کے ہر چھوٹے بڑے محکمہ پر قابض تھے اس لئے سلطان کی نقل و حرکت کی اطلاع انگریزوں کو ان کے ذریعہ پہلے ہی مل جاتی تھی اور وہ مسلمان بھی جو اہل نوائط کے زیر اثر تھے ۔ انگریزوں کو نہ صرف گھروں میں پناہ دیتے بلکہ راستے بھی بتاتے تھے ۔

اہل نوائط کی یہ سازش اس قدر وسیع اور منظم تھی کہ سلطان کی وسیع سلطنت جو دہاڑ واڑ سے ڈنڈیگل تک پھیلی ہوئی تھی کہیں بھی سلطان کے وفاداروں یا ہوا خواہوں کو مجتمع کرتے ہوئے نہیں بنی ۔ آخر اہل نوائط نے یہ سازش کس لئے کی ؟ یہ کرنل ریڈ کی سیم و زر کی تھیلیاں نہیں تھیں ۔ یہ ان کے پاس افراط سے تھیں ۔ اس لئے کہ سلطنت خداداد کی وزارت پر ان کا قبضہ تھا ۔ کارنوالس ان کی فطرت سے واقف تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ یہ لوگ صرف ارکاٹ کی نوابی کی ہوس میں فرانس والوں کے کہنے سے حیدر علی اور ٹیپو سلطان سے ملے ہوئے ہیں ۔ اس کے لئے ممکن نہیں تھا کہ ارکاٹ کی نوابی کا وعدہ ان سے کرے ۔ محمد علی جو ارکاٹ کا نواب تھا وہ انگریزوں کا گہرا دوست تھا اور اس کی مدد سے ہی انگریزوں کے قدم ہندوستان میں جمے تھے ۔ اور یہ حیثیت صوبہ دار دکن نظام علی خاں ، محمد علی کا سرپرست اور دوست تھا ۔ اس لئے بہت زیادہ قرین قیاس یہ ہے کہ کارنوالس نے ٹیپو سلطان کو معزول کر کے میسور کی نوابی ان کو دینے کا وعدہ کیا ہو ۔ اور اہل نوائط کو اس وعدہ کا یقین آ گیا اس لئے کہ اب سلطان کے خلاف ہندوستان کی تین سب سے بڑی طاقتیں رزم آرا تھیں ۔ ان کے مقابلہ میں سلطان کا کامیاب ہونا مشکل تھا ۔

صلح کے بعد نظام ، مرہٹے اور انگریز واپس چلے گئے ۔ یہ وعدہ پورا نہ ہو سکا ۔ انگریزی مورخوں نے کارنوالس کا الزام دیا ہے کہ " جب سلطان اس کے قابو میں آ چکا تھا تو اس نے سلطان کی حکومت کا خاتمہ کیوں نہیں کر دیا ۔ یہ پہلے ہی ....

الزام نہیں ہے۔ مگر کارنوالس کے سامنے یہ مشکل آگئی کہ:۔

"اس وقت مرہٹے نہیں چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان کی حکومت کا کلیتہً خاتمہ ہو جائے" لہ

اس وقت مرہٹے آزاد اور زبردست طاقت کے مالک تھے۔ وہ صرف حلیف بن کر آئے تھے۔ اس لئے کارنوالس نے انہیں ناراض نہیں کرنا چاہا۔ بلکہ اس سے زیادہ آڑے آیا کہ بیک وقت میسور کی رانیوں سے ان کی قدیم حکومت واپس دینے اور عارضاً دوسرے روابط سے میسور کی نوابی دینے کے علیحدہ علیحدہ وعدے دیئے گئے تھے۔ ان دو وعدوں کو آئندہ پر ٹالنے کے لئے اس کو ایک بہانہ مل گیا اور وہ اہل روابط سے آئندہ کا وعدہ کر کے واپس ہو گیا۔ اور یہ انگریز واپس جاتے ہوئے تمام ملک کو یہ یقین دلا کر گئے کہ وہ بہت جلد واپس آنے والے ہیں۔ ۲

لہ راہبر آف دی گریٹ یادران انڈیا۔ دباب کارنوالس ۱۷۹۲ اریخ میں لکھا ہے کہ کارنوالس کو میسور کی رانیوں کی کوئی پروا نہیں تھی اور وہ انہیں حکومت واپس دینا نہیں چاہتا تھا۔ مرہٹوں کو بھی میسور کی ہندو حکومت سے ہمدردی نہیں تھی۔ مگر کارنوالس کا اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے بیک وقت دو مخالف پارٹیوں سے وعدہ کرنا تعجب انگیز نہیں ہے۔ انگریزوں کی شروع سے یہی پالیسی رہی ہے

۲ مسٹر بامہ کیسٹن ہل یہ لکھتا ہے:۔

میسور کی دوسری جنگ میں جب سلطان سرنگاپٹم میں محصور تھا اور تمام ملک انگریزوں کے قبضے میں تھا۔ اس لئے اس کی رعایا کو اس سے منحرف کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئی۔ سامنے کا بیان ... (باقی صفحہ ۲۹)

انگریز صلح کے بعد واپس چلے گئے۔ یہ سلطان کے لئے ایک صبر آزما وقت تھا۔ اس کی ساری عزت اور وقار خاک میں رل چکا تھا۔ رعایا میں اس کی کوئی وقعت نہیں تھی اس لئے کہ وہ ایک شکست خوردہ بادشاہ تھا۔ مگر اس نے ہمت نہیں ہاری۔ اب اس کی زندگی کا مقصد صرف یہ ہو گیا کہ وہ انگریزوں سے انتقام لے[1] اس نے اپنی شکستوں کے اسباب کی تحقیقات کے لئے ایک فوجی کمیشن مقرر کیا[2]۔ اگرچہ انگریزوں نے سیاسی مصلحتوں کی بنا پر ان تحقیقات کے نتائج نہیں دیئے ہیں۔ مگر نتیجہ نکالنا آسان ہے۔ اس کمیشن کی تحقیقات سے سلطان کو معلوم ہو گیا کہ ہر بڑے سے بڑا وزیر اور ہر چھوٹے سے چھوٹا افسر اس سازش میں شریک تھا۔ اس کا وفادار اور ساتھی کوئی نہیں[3]

(بقیہ نوٹ از صفحہ ۵۸) بچیا دیا گیا کہ آئندہ وقت آنے پر لوگ انگریزوں کے طرفدار بن جائیں۔ ہم نے اس وقت جو کچھ کیا اور آئندہ جو کچھ کرنے والے ہیں۔ اس کا اندازہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ٹیپو کی سلطنت بچنے والی نہیں ہے۔

[1] جان مل [2] منتخب مکاتیب سلطانی از کرک پیٹرک۔

[3] وہ تمام لوگ جو اس خطہ کے بانی اور حیدر علی کے قوت بازو تھے جیسے نواب فضل اللہ خاں۔ مخدوم صاحب۔ براہیم صاحب۔ ابراہیم صاحب۔ محمد علی وغیرہ۔ سب فوت ہو چکے تھے۔ اور ان کے بعد خاص اس کے (یعنی سلطان کے) بڑے بڑے سپہ سالار جیسے برہان الدین۔ جان محمد خاں۔ خواجہ آفتاب خاں۔ محمد جہانگیر۔ شیخ سراں بھی اس جنگ میں شہید ہو چکے تھے۔ اور ارشد بیگ خاں بھی جو اس کا نہایت وفادار دوست اور ملیبار کا گورنر تھا، فوت ہو چکا تھا ــــ ان سپہ سالاروں اور ارشد بیگ کے مزارات گنبد کے چبوترہ کے جنوب مشرقی جانب ہیں۔ سلطان نے ان کی قدر کرتے ہوئے یہاں جگہ دی تھی۔

تھا۔ ان حالات میں وہ کسی کو سزا نہیں دے سکتا تھا۔ اس لئے اس نے اس وقت صرف وہی کام کیا جو اس کے لئے ممکن تھا۔

"اس نے تمام مسلمان وزیروں اور افسروں کو مسجد اعلیٰ میں جمع کیا۔ اس نے کہا کہ سلطنت اس کی خاص نہیں بلکہ عوام کی ہے۔ اس سلطنت کی بقا خود مسلمانوں کی بقا ہے۔ اس سلطنت کی آزادی ہندوستانیوں کی آزادی ہے۔"

اس نے یہ بھی کہا:۔

"آؤ۔ جو کچھ نادانی سے ہوا اس پر پردہ ڈالدیں اور نئے سرے سے سلطنت کی ترقی کے لئے کوشش کریں۔ اس کے بعد اس نے ہر ایک کو اس عہد پہ حلف اٹھانے کو کہا۔ ہر ایک نے حلف اٹھایا۔"

مسجد اعلیٰ میں اس کارروائی کے بعد اس نے دریا دولت باغ میں اپنے تمام ہندو افسروں کو جمع کیا اور انہوں نے بھی دودھ اور چاول پر حلف اٹھایا۔[1]

کرمانی لکھتا ہے کہ:۔

"حلف اٹھانے کے بعد بھی ان سیاہ دلوں کے دل نہیں پھرے۔ ان کے دل سیاہ سے سیاہ تر ہو چکے تھے۔"

---

[1] کرنل کمبل نے بھی سیتھلک سوسائٹی جرنل ۱۹۱۶ء میں اس حلف کا ذکر کیا ہے، لیکن ولکس کی تنقید میں لکھا ہے کہ رشوت نہ لینے کے لئے حلف اٹھایا گیا مگر کمیشن کی تحقیقات کے بعد حلف اٹھانے کی کارروائی بتاتی ہے کہ یہ حلف وفاداری کے متعلق تھا۔

جب تمام حلف اُٹھا چکے تو سلطان نے سلطنت کے از سرِ نو انتظام کے لئے فرانس کی جمہوری وزارت کی طرز پر ایک نئی وزارت بنائی اور اپنے تمام اختیارات مجلسِ وزراء کے صدر (میر صدورؔ)[1] کو تفویض کر دیئے اور عوام کو بھی سلطنت کے انتظام میں حصّہ دینے کے لئے "زمرۂ غم نباشدؔ"[2] کے نام سے پارلیمنٹ بنائی۔

کرنل ولکس اپنی تاریخ میسور میں لکھتا ہے :-

"جمہوریت جس کی اس وقت فرانس میں دھوم تھی وہ یہاں ٹیپو کے پاس کوئی نئی یا عجیب خیز بات نہیں تھی۔ اس نے ہر شخص کو مساوات دے رکھی تھی"۔

پارلیمنٹ کے متعلق کرمانی لکھتا ہے :-

"یہ لوگ میر صادق کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئے"[3]

مجلس وزراء کی اس طرح ترتیب اور پارلیمنٹ بنانے سے سلطان کا خیال تھا کہ ہر شخص سلطنت کی ترقی میں کوشش کرے گا مگر بجائے اس کے نتیجہ یہ نکلا کہ سلطان کی حکومت کا یہ دوسرا دور نہایت ہی تاریک دور ثابت ہوا تھا۔

---

[1] سلطان کی تاریخ میں پہلی بار یہ لفظ آیا ہے۔ کرمانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ محمد مہدی بخشی کو معزول کر کے اس وزارت میں میر صادق کو لیا گیا۔

[2] ولکس نے اس کی تاویل بالکل بے سرو پا کی ہے۔

[3] مشہور مورخ مل اور میجر ٹارنس نے اپنی تاریخوں میں سلطان کی حکومت کے دو دور مقرر کئے ہیں۔ پہلا دور تخت نشینی سے سلطان کی شکست یعنی ۱۷۸۲ء سے ۱۷۹۲ء تک۔ مل اور تمام انگریزی مورخین نے لکھا ہے کہ یہ پہلا دور نہایت تابناک تھا۔ (باقی صفحہ پر)

"رعایا پر ہر جگہ ظلم ہونے لگا ۔ رشوت کا بازار پوری طرح گرم تھا ۔ ہر محکمہ میں ابتری پھیل گئی ۔"

کرمانی لکھتا ہے :۔

"میر صادق جو چاہتا تھا کرتا تھا ۔ سلطان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی تھی"

اس طرح صلح نامہ سرنگا پٹم پر سات سال گذرے کہ انگریزوں نے میسور کی چوتھی جنگ شروع کر دی[1] ۔ انگریزی فوجیں جو پہلے سے سرحد پر جمع تھیں ۔ فروری میں سرحد

(بقیہ نوٹ از صفحہ ۶۱) دوسرا دور ۱۷۹۲ء سے سلطان کی شہادت ۱۷۹۹ء تک یعنے وہ دور جس میں تمام انتظام مجلس وزرا کے ہاتھوں میں تھا ۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ ملک کے اندر وزیروں نے عمداً ابتری پھیلائی تھی کہ رعایا سلطان سے بدظن ہو جائے ۔

[1] ۱۷۹۷ء میں جب فرانس کا خطرہ پہلے سے زیادہ بڑھ چکا تو پٹ (وزیر اعظم انگلستان) نے دوبارہ کارنوالس کو ہندوستان بھیجنا چاہا مگر بعد میں کارنوالس کے مشورہ سے لارڈ ولزلی کو ہندوستان بھیجا گیا ۔ اس کو کارنوالس سے تمام حالات معلوم ہو چکے تھے ۔ اس نے گورنر جنرل سرجان شور کی وہ رپورٹیں بھی پڑھی تھیں جو اس نے ڈائرکٹران کمپنی کو بھیجی تھیں ۔ یہ رپورٹیں ان سازشوں سے متعلق تھیں جو اہل نوایط سلطنت خداداد کے اندر کر رہے تھے ۔ ان رپورٹوں میں سرجان شور نے حیدرآباد کی اس وقت کی حالت بھی لکھی تھی ۔ ولزلی کیپ آف گڈ ہوپ کے راستے ہندوستان آیا ۔ یہاں اس نے میجر بیرڈ کو بھی ساتھ لے لیا جو سلطنت خداداد (باقی بر صفحہ ۶۳)

[illegible] اور ایک خفیہ راستے سے سرنگا پٹم پہنچ گئے۔ مارچ کے آخر میں سرنگا پٹم کا محاصرہ کر لیا گیا۔ ۴ مئی کو قلعہ پر چڑھائی ہوئی اور اسی شام کو سلطان شہید ہو گیا۔

سرحد پار کرنے کے بعد انگریزی فوجوں کا مقابلہ صرف گلشن آباد کے پاس کیا گیا۔ یہاں سلطان کو شکست ہوئی مگر [illegible] اس شکست کی وجہ پورنیا کی غداری بتائی ہے۔ اس کے بعد سلطان محصور ہو گیا۔ محاصرہ ڈیڑھ ماہ سے زیادہ تک رہا۔ اس ڈیڑھ ماہ کے عرصہ میں کہیں سے کوئی فوجی نقل و حرکت نہیں ہوئی۔ انگریزوں نے سرحد پار کرنے کے بعد سیدھا سرنگا پٹم پہنچ کر اس شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ باقی تمام

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۲) کی اندرونی حالت اور فوجی قوت سے اچھی طرح واقف تھا۔ ولزلی نے ہندوستان پہنچ کر پہلے [illegible] سب سیڈیری سسٹم کے ذریعہ حیدرآباد کی آزادی سلب کر لی گئی۔ اس عہدنامہ پر دستخط ہوتے ہی حیدرآباد کی فرانسیسی فوج کو برخاست کر دیا گیا اور دوسری فوجوں کو انگریزوں نے اپنے ماتحت کر لیا۔ اس کے بعد ولزلی نے سلطان [illegible] پر توجہ کی۔ سلطان پر الزام دیا گیا کہ وہ فرانس سے معاہدہ کر رہا ہے۔ [illegible] سب سیڈیری سسٹم [illegible] جس کو اس نے آزادی کے [illegible] ٹھکرا دیا۔ ولزلی نے [illegible] کر دی تھیں [illegible] فوج کشی کا حکم دیا گیا۔

لہ اور [illegible] کہا جاتا ہے کہ [illegible] تک نہیں پہنچا تھا۔

تک اور قلعے وغیرہ آزاد تھے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ وزارت۔ نے احکام جاری کئے تھے کہ تمام فوجیں اپنی اپنی جگہ مقیم رہیں۔ حرکت نہ کریں۔ ورنہ مدد۔ بنگلور، منگلور، ہوسکوٹہ۔ مادہوگری۔ سرا۔ چتل درگ۔ شیموگہ اور منظر آباد کے قلعوں میں فوجیں اور سامانِ جنگ بھرا ہوا تھا مگر کہیں سے کوئی فوج مدد کو نہیں آئی۔ اس لئے کہ

> "اس جنگ میں اہل نوایط نے جو سازش کی تھی۔ وہ میسور کی تیسری جنگ کی سازش سے زیادہ منظم تھی"۔

انگریز، جیسا کہ جنرل ہارس اور سلطان کی خط وکتابت سے معلوم ہوتا ہے یہ ارادہ کر کے آئے تھے کہ سلطنت خداداد کی آزادی کا خاتمہ کر دیں[2] مگر اہل نوایط یہ چاہتے تھے کہ سلطان ہی کو قتل کر دیں۔

حیدر آباد کی تاریخ نظام علی خاں کا مصنف اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۶ پر لکھتا ہے:۔

> "ٹیپو سلطان کے نمک حرام عہدہ دار یہ چاہتے تھے کہ ٹیپو سلطان سے

---

[1] تاریخ ماڈرن میسور اور دوسری تاریخوں میں، ان قلعوں میں جو سامانِ جنگ بھرا ہوا تھا، ان کی تفصیل دی گئی ہے۔ یقیناً اگر ان قلعوں کی مقیم فوجیں مدد کو آ جاتیں تو بجائے سلطان کے خود انگریزی فوج محصور ہو جاتی اور مدراس کا راستہ منقطع ہو جاتا۔ انگریزوں نے ایک نہایت خطرناک اقدام کیا تھا، مگر انہیں اہل نوایط نے اطمینان دلا دیا تھا کہ ان قلعوں سے سلطان کو مدد نہیں ملیگی۔

[2] اس امر کی تصدیق اس خط وکتابت سے ہوتی ہے۔ جو سلطان اور جنرل ہارس کے درمیان ہوئی۔ سلطان نے جب صلح کے لئے درخواست بھیجا تو ہارس نے جواب دیا کہ سب سے پہلے ڈبار کی جستجو قبول کیا جائے۔

سلطنت منتزعہ ہو جائے اور وہ اس جنگ میں کام آجائیں" [1]

انہیں خوف تھا کہ اگر سلطان زندہ رہا تو کہیں ولزلی بھی کارنوالس کی طرح سلطنت اسی کو نہ دیدے [2]۔ اسی لئے انہوں نے جب سلطان محل سے باہر نکلا تو اس کی واپسی کا راستہ بند کر دیا [3]۔ میدان جنگ میں وہ پیاس سے تڑپتا رہا۔ اس کے غدار غلام

---

[1] اور [2] اس تحریر سے جو خاص حیدر آباد کے ریکارڈز سے لکھی ہوئی ہے۔ اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ کارنوالس نے اہل نوائط سے میسور کی نظامت دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اسی لئے یہ غدار سلطان کو قتل کر دینا چاہتے تھے۔ ورنہ انہیں خوف تھا کہ اگر کہیں سلطان زندہ رہ گیا تو پھر حکومت اسی کو مل جائے۔ اس کی تصدیق کرمانی کی تاریخ نشان حیدری کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں اس نے لکھا ہے کہ:۔

"سلطان نے سرنگاپٹم سے نکل کر چتل درگ جا کر وہاں سے جنگ جاری رکھنا چاہا تو بدرالزماں خاں نے اس کو مشورہ دیا کہ چتل درگ کو نہ جائیے بلکہ سرنگاپٹم ہی میں رہیے"

یہاں کرمانی نے میر صادق کا نام نہیں دیا بلکہ بدرالزماں کا نام دیا ہے جو اہل نوائط سے تھا اور سلطان کا ذی پایہ اور مقرب تھا۔ اس لئے اس میں شک نہیں رہتا کہ سلطان کے قتل کا منصوبہ یہ غدار پہلے ہی سوچ کر بیٹھے تھے۔

[3] کرمانی نے اپنی کتاب میں تصریحاً میر صادق کا نام نہیں لکھا ہے بلکہ "میر ندیم" لکھا ہے۔ ندیم کے معنی مقرب کے ہیں۔ ممکن ہے دربانی (صفحہ ۶۶)

دراجہ خاں نے اس کو ایک قطرہ پانی تک نہیں دیا۔ لہ

انگریز جب فصیل قلعہ پر آ گئے اور سلطان کی واپسی کا راستہ بند کر دیا گیا تو عوام کی آنکھیں کھلیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ یہ سب کچھ اہل نوائط کی غداری سے ہوا ہے چنانچہ انہوں نے ان غداروں اور ان کے ساتھیوں کو تلاش اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اس بارے میں [illegible] لکھتا ہے کہ:۔

"سلطان کے وفاداروں نے علی رضا کے [illegible] اور محمد درویش کو قتل کر دیا"

[illegible] نے اپنی تحریر میں علی رضا کے چار رشتہ داروں کے قتل کا حال لکھا ہے۔ سلہ

لہ [illegible] علی رضا [illegible] غلام علی [illegible] تھا [illegible] عوام [illegible] غدار [illegible] کے [illegible]

سلہ میر سلطان [illegible] راجہ خان [illegible] پشتونوں کی [illegible] میں ہے [illegible] ملازمت دی گئی۔ حالانکہ سلطنت خداداد میں [illegible] کا خطاب یا عہدہ نہیں تھا۔

سلہ تحریر [illegible] سلطان [illegible] کی تیسری جنگ میں پہلے فرانس [illegible] اور [illegible] کے بعد بھی۔ اس [illegible] انگریزوں [illegible] کے خطوں سے طبع کر دیا تھا۔

راز کو فاش کر دیا ہے کہ عوام علی رضا اور تمام اہل نوائط کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے اس میں شک نہیں رہتا کہ علی رضا اس غداری اور سازش کا سرغنہ تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ علی رضا، غلام علی لنگڑے اور بدرالزماں کہیں چھپ گئے تھے یا انگریزوں کی پناہ میں آگئے تھے۔ میر صادق اور شیر خان پھنس گئے اور قتل ہو گئے۔ بیٹسن نے اس سلسلے میں یہ بھی اشارۃً لکھا ہے کہ شہر میں ایک ہنگامہ بپا تھا۔ کرنل ولزلی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہنگامہ اہل نوائط کے خلاف تھا۔

بہر طور سرنگا پٹم ان اہل نوائط کی غداریوں سے فتح ہو گیا۔ سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں یعنے ولزلی کے سامنے پھر وہی مسئلہ پیش آگیا جو کارنوالس کے سامنے تھا۔ یعنے سلطنت خداداد کے کس طرح حصے بخرے کئے جائیں۔ ولزلی کے سامنے یہ تین مسائل تھے۔

(۱) سلطان کے بچوں کو حکومت دی جائے یا نہیں۔

(۲) اہل نوائط کی غداری کا صلہ۔

(۳) پورنیا اور راجپوتوں کو ان کی غداری کا صلہ۔

سلطان کے بچوں کے متعلق جب انگریزی کمیشن غور کر رہا تو انگریزوں کے غلام علی نے کہا کہ

"افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہ داشتن کار خردمندان نیست"[1]

بیٹسن نے اپنی کتاب میں لکھا ہے (جس کی نقل ولکس نے بھی کی ہے) کہ کمیشن نے اس پر غور کیا کہ اگر حکومت سلطان کے بچوں کو جو حکومت کے جائز وارث ہیں دیدی جائے تو کہیں یہ آئندہ انگریزوں سے اپنے باپ کا انتقام لینے پر آمادہ نہ ہو جائیں۔ حالانکہ سب سی ڈیاری سسٹم کے ماتحت انہیں حکومت دی جاتی تو اس

---

[1] کرمانی

کا امکان نہیں تھا کہ وہ انتقام لے سکیں۔ انگریز یہ اچھی طرح جانتے تھے کہ رزیڈنٹ کے تقرر کے بعد فرانس والوں سے ان کے ملنے کے امکانات نہیں ہیں[1]۔ تاہم اس خطرہ سے بچنے کے لئے اور اہل نوایط کو ان کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے انہوں نے سلطان کے بچوں کو حکومت سے محروم کر دیا۔ اب اس کے بعد ولزلی کے سامنے اہل نوایط کی غداری کا صلہ تھا۔

ان سے میسور کی نوابی کا وعدہ کیا گیا تھا مگر ولزلی اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ لوگ کس قدر غدار اور سازشی ہیں۔ یہ انگریزوں کے وفادار نہیں ہیں بلکہ صرف میسور کی تیسری جنگ میں یعنی سات آٹھ سال پہلے، انگریزوں کا پلّہ بھاری دیکھ کر ملے تھے۔ ورنہ نصف صدی بیشتر سے یہ فرانس والوں سے ملے ہوئے تھے۔ اور فرانس والوں کے کہنے سے ہی یہ سلطنت خداداد میں آئے ہوئے تھے۔ اور انگریز یہ بھی جانتے تھے کہ فرانس والوں نے انگریزوں اور محمد علی (نواب ارکاٹ) سے جتنی لڑائیاں بھی لڑیں وہ علی رضا کے لئے ہی تھیں۔ جو ارکاٹ کے چندا صاحب کا بیٹا تھا اور پانڈیچری میں فرانس کا پروردہ۔ فرانس والوں نے اس کو حیدر علی کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ ارکاٹ کی نوابی اس کو دلائی جائے۔ یہ اور اس کے رشتہ دار غلام علی جھکری۔ محمد مہدی جھکری۔ بدر الزماں خاں اور ان کے ہوا خواہ میر غلام علی لنگڑا اور میر حامد ۔۔۔ سید محمد اور معین الدین وغیرہ صرف اسی غرض سے پانڈیچری۔ ارکاٹ اور ویلور سے سرنگاپٹم آئے تھے۔ اور یہ سلطنت خداداد کی بدقسمتی تھی کہ حیدر علی نے انہیں منظلیم

---

[1] حیدرآباد کا وزیر اعظم ارسطو جاہ اور میر عالم بھی سلطان کے بچوں کو حکومت دینے کے مخالف تھے۔ (سوانح میر عالم مطبوعہ حیدرآباد)

سمجھ کر سلطنت کے تمام چھوٹے بڑے عہدے بلکہ پوری وزارت ان کے ہاتھوں میں دیدی - اور سلطان نے بھی اس کو برقرار رکھا یہ فضل اللہ خاں کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ حیدر علی پر ان کی گرفت سخت تھی۔ سلطان کے زمانہ میں یہ اور سخت ہو گئی - ہر محکمہ پر یہ چھائے ہوئے تھے جس کی وجہ سے اس وقت جب سلطان سرنگاپٹم میں محصور ہو گیا تو کسی قلعہ سے بھی کوئی فوج کمک کو نہیں آئی نہ آسکی [1]

احسان کا بدلہ ان غداروں نے وہی دیا جو ان کی فطرت کا مقتضیٰ تھا۔ ولکس نے فضل اللہ خاں کے حال میں یہ جو لکھا ہے۔ کہ "اہل نوایط فضل اللہ خاں سے زیادہ اندرونی طور پر حیدر علی کے سخت دشمن تھے" بالکل صحیح اور بامعنی لکھا۔

ولزلی ایک گرگ باراں دیدہ تھا - اس نے ان کی اس غدار سرشت اور فرانس سے ان کے قدیم تعلقات کو دیکھتے ہوئے بھی مناسب سمجھا کہ میسور کی حکومت راجپوتوں کو دے دی جائے جنہوں نے کبھی فرانس سے تعلق پیدا ہی نہیں کیا تھا۔ حکومت انہیں دے دی گئی اور پورنیا کو اس کی غداری کے صلہ میں اس حکومت کا دیوان بنایا گیا۔

اہل نوایط کو اس طرح محروم کرنے کے بعد ان کی دل دہی کے لئے انہیں تین تین ہزار - پگوڈوں کی بخششیں - زمینیں اور خوشنودی کے پروانے دیئے گئے -

---

ان سازشوں کو لکھنے کے بعد - لکھنا بھی ضروری ہے کہ میسور کی تیسری جنگ میں

[1] سلطان کی کل فوج ایک لاکھ اسی ہزار تھی - اور اس میں چودہ ہزار کی فوج سرنگاپٹم میں تھی - باقی ایک لاکھ ۶۶ ہزار فوج باہر کے قلعوں میں تھی - یہ حساب تمام انگریزی تاریخوں میں جیسے کرک پاٹرک بیٹسن اور ولکس کی کتابوں میں - ملتا ہے -

جب سلطان سرنگاپٹم میں محصور تھا تو کارنوالس نے سلطان کو اس کی رعایا میں بدنام اور اس کی عزت و وقار کو گھٹانے کے لئے جو کچھ کیا، اس کا حال کیپٹن لٹل نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے جو اسی کتاب میں پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اس سلسلہ میں کارنوالس نے عام مسلمانوں کو سلطان سے برگشتہ اور اپنا طرفدار بنانے کے لئے جن حربوں سے کام لیا وہ یہ ہیں:-

(۱) سلطان نے مذہبی اصلاحات کے سلسلے میں محرم کے کھیل تماشے بند کر دیئے تھے۔ کارنوالس نے پھر ان کی اجازت دے دی [۱]

(۲) سلطان نے درگاہوں میں پیروں کو نذرانے لینے سے منع کر دیا تھا۔ کارنوالس نے پھر ان رسوم کو جاری کر دیا بلکہ خود بھی نذرانے دیئے۔

ان اجازتوں سے عام مسلمانوں میں یہ مشہور ہو گیا یا پیروں نے مشہور کر دیا کہ "انگریز سلطان سے زیادہ اچھے مسلمان ہیں" [۲]۔

صلح کے بعد انگریز واپس جاتے ہوئے یہ مشہور کر گئے کہ "وہ بہت جلد پھر واپس آنے والے ہیں"۔ اس کا یقین ہر چھوٹے بڑے کو تھا۔ اس لئے صلح نامہ سرنگاپٹم کے بعد سلطان نے جس قدر اصلاحات بھی کیں وزارت نے انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا بلکہ ابتری پھیلا دی۔ ان وزیروں کی سرجان شور سے جو کارنوالس کے بعد گورنر جنرل ہوا خط و کتابت رہی۔ انگریزوں کی لکھائی ہوئی کرمانی کی تاریخ میں اس ابتری کی تمام ذمہ داری میر صادق پر ڈالی گئی ہے۔ یہ صحیح اور قرین قیاس نہیں ہے صرف میر صادق کے اتفاقاً قتل ہو جانے سے اس کو بدنام کرنے کا ایک ذریعہ مل گیا

---

۱ تاریخ حمیدخانی　　۲ تاریخ حمید خانی

ورنہ ذمہ داری پوری مجلس وزراء پر آتی ہے ورنہ تصور گا غلام علی تالپر کی پر جو صدر

وزیر اعظم تھا۔ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ اس مجلس وزراء میں

میر قربان خان اور علی رضا اس کے رشتہ دار موجود تھے۔ صدر [illegible]

غداری پر پردہ ڈالنے کے لئے سیدھا وقت کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] آدھی بیگم سے مشورہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کیا گیا کہ سلطان [illegible]

مجلس [illegible] تاریخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ حملے انگریزوں تک ... پہنچانے والے کون تھے ؟

اور یہ بھی عجیب نہیں کہ اس غدار وزارت نے دُور دراز اور غیر معروف مقامات پر کچھ مندر وغیرہ بھی توڑ دی ہوں جس کا الزام انگریزی مورخوں نے سلطان کو دیا ہے۔ ورنہ سلطان تو ہندوؤں میں اپنی بے تعصبی۔ رواداری اور فیاضی کی وجہ سے اس قدر ہردلعزیز تھا کہ بعض مندروں میں اس کی پرستش تک ہونے لگی تھی ۔

میسور آرکولاجیکل رپورٹ ۱۹۲۵ء میں جدید تحقیقات کی بنا پر لکھا ہے :-

"مقام سیبی (ضلع ٹمکور) میں نرسمہا کے مندر کے چھت میں جہاں اور دیوتاؤں کی تصاویر ہیں۔ ان میں ٹیپو سلطان کی تصویر بھی ہے" [۱]

اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ سلطان کس قدر ہردلعزیز تھا۔ اس کی رواداری کی ایک اور مثال ریاست میسور کے سب سے بڑے مندر میں ملتی ہے جو ننجن گڈھ میں تھا۔

میسور آرکولاجیکل رپورٹ ۱۹۲۰ء میں لکھا ہے۔ کہ

"پاروتی کے بت کے بائیں بازو ایک سبز سنگ یشب کا لنگ نصب ہے، جس کو پادشاہ لنگا کہا جاتا ہے۔ یہ لنگ سلطان نے اپنے خرچ اور حکم سے نصب کیا تھا"

اسی محکمہ کی رپورٹ ۱۹۳۲ء میں لکھا ہے کہ" سلطان نے میل کوٹ کے مشہور مندر کو انعامات اور زمینوں کی سند بھی دی ہے۔ انعامات میں چند چاندی کے برتن ہیں جو پوجا میں ابھی تک استعمال ہو رہے ہیں اور اس مندر کا نقارہ بھی سلطان نے ہی دیا تھا"

---

[۱] سلطان کی ایک تصویر گلشن آباد (ملولی) کے تالاب کے بند پر ایک پتھر پر کھُدی ہوئی ہے۔ جس میں سلطان کی شیر سے لڑائی بتائی گئی ہے۔ اس تصویر کی بھی پرستش کی جاتی ہے۔ اس تصویر کا ذکر میسور آرکولاجیکل رپورٹ ۱۹۳۹ء میں ہے

ٹیپو سلطان کا ملکی قانون

یا

آئین سلطانی

پیش لفظ

ٹیپو سلطان کے متعلق مورخ رئیس اور ولکس دونوں نے لکھا ہے کہ تخت نشینی کے بعد اس نے ملک کے قدیم طرز حکمرانی کو یکسر بدل دیا۔ ملک میں جو آئین قدیم زمانہ سے جاری تھا وہ وہی قانون تھا جو منو نے ہندو حکومتوں کے لئے کسی زمانے میں بنایا تھا۔ ہندوستان کی تمام ہندو حکومتیں منو کے اس قانون پر عمل پیرا رہی ہیں۔ البتہ اس میں کہیں کہیں خفیف سی ترمیمیں یا اضافہ ہوا ہے۔

مسلمانوں کی حکومت کے ہندوستان میں قائم ہونے کے بعد انہوں نے ملک کے قدیم رسم ورواج میں زیادہ دخل نہیں دیا۔ علاؤالدین خلجی اور شیر شاہ سوری کے زمانہ میں اس قدیم قانون میں بہت سی اصلاحات ہوئیں۔ مگر شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں تمام قوانین کو یکسر بدل کر ایک نیا آئین جاری کیا گیا جس کا نام آئین اکبری ہے۔ اکبر کا نام اسی آئین اکبری سے زندہ ہے۔ گو اس کا بنانے والا خود اکبر نہیں بلکہ اس کے وزیر ابوالفضل اور راجہ ٹوڈرمل ہیں۔

جنوبی ہندوستان میں اکبر کے اس آئین کا رواج نہیں ہوا۔ یہاں کی ہندو حکومتیں اگرچہ عالمگیر کے آخری زمانہ میں مغلیہ سلطنت کے تابع ہوگئیں مگر مغلوں نے یہاں آئین اکبری کو نافذ نہیں کیا۔ انہیں اس کی مہلت ہی نہیں ملی۔ عالمگیر کی وفات کے بعد شمالی ہندوستان میں جو طوائف الملوکی پھیلی، جنوبی ہندوستان بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔

اس لئے جنوبی ہندوستان کے پالیگار یا زمیندار جو راجہ بھی کہے جاتے تھے۔ ملک کے قدیم آئین پر ہی کاربند رہے۔

عالمگیر کی وفات کے ۵۰ سال بعد حیدر علی کی حکومت میسور میں قائم ہوئی۔ انھوں نے کوئی نیا قانون جاری نہیں کیا۔ مگر حیدر علی کے بعد جب سلطان تخت نشین ہوا تو اس نے دو نئے آئین بنائے۔ ایک فوج کے لئے جس کا نام "فتح المجاہدین" ہے اور دوسرا ایک "ملکی آئین"

سلطان نے تخت نشینی کے بعد کسانوں اور مزدوروں کی دردناک حالت دیکھی۔ اس نے ان ٹیکسوں کو بھی دیکھا جن کے بوجھ سے رعایا دبی جا رہی تھی۔ ان ٹیکسوں میں پیشہ ور عورتوں کے ٹیکس بھی تھے بلکہ ان عورتوں کی آمدنی میں حکومت بھی حصہ لیتی تھی جس کا ذکر ایرانی سیاح عبدالرزاق نے اپنے سفرنامہ میں کیا ہے[1]۔

سلطان کے کارناموں میں سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اس نے غلاموں اور لڑکیوں کی خرید و فروخت بالکل بند کر دی۔ ان کے لئے یتیم خانے جاری کئے۔ مندروں میں لڑکیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا[2]۔ زمینداریوں کا خاتمہ کر کے مزدوروں اور

---

[1] یہ ایرانی سیاح وجیانگر آیا تھا۔ جو جنوبی ہندوستان کی سب سے بڑی ہندو سلطنت تھی اور تمام جنوبی ہندوستان اس کے ماتحت تھا۔ اس لئے تمام ہندو حکومتوں میں یہ قانون رائج تھا۔

[2] مندروں میں دیوداسیوں کا رواج نامعلوم عرصہ سے چلا آتا تھا۔ مندروں کے لئے یا تو لڑکیاں خرید کی جاتی تھیں یا ماں باپ خود ہی لڑکیوں کو مندروں میں چھوڑ دیتے تھے۔ وہ اولاد کی آرزو میں مندروں میں منت کرتے تھے۔ جب لڑکی پیدا ہوتی تھی تو مندر کی خدمت (باقی صفحہ ۷۷ پر)

کسانوں کو زمین کا مالک قرار دیا۔

ان تمام اصلاحات اور سلطان کی تجارتی جدو جہد کا نتیجہ نکلا کہ میسور کل ہندوستان میں سب علاقوں سے زیادہ زرخیز سرسبز علاقہ تھا۔ میسور کی تیسری جنگ میں انگریز جب اس ملک میں داخل ہوئے تو ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔

کیپٹن لٹل جس نے میسور کی تیسری جنگ میں نمایاں حصہ لیا تھا، اپنی یادداشتوں[۵] میں لکھتا ہے:۔

"ٹیپو کے متعلق بہت سی افواہیں سنی جاتی تھیں کہ وہ ایک جابر و ظالم حکمران ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی تمام رعایا اس سے بیزار ہے لیکن جب ہم اس کے ملک میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ صنعت و حرفت

(بقیہ نوٹ از صفحہ ۶۶) کے لئے چھوڑ دی جاتی تھی۔ ان لڑکیوں سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ مندر کے لئے لی جاتی تھی۔ بعض اوقات ان لڑکیوں کو مندر کے پجاری باہر فروخت کر دیتے تھے۔ سلطان کے بعد ملک میں پھر یہ رواج جاری ہو گیا۔ گر چندہ بیس سال ادھر مدراس اور میسور کی حکومتوں نے قانون پاس کر کے اس رواج کو ممنوع قرار دیا ہے۔

۵ کیپٹن لٹل کی یہ یادداشتیں ایڈورڈ مور نے "کیپٹن لٹل کے سفرنامہ" کے نام سے لندن میں مرتب اور شائع کی ہیں اس سفرنامہ کا سنہ طباعت ۱۷۹۴ء ہے۔ یعنے میسور کی تیسری جنگ کے ایک سال بعد یہ کتاب انگلستان میں شائع ہوئی ہے۔

کی روز افزوں ترقی کی وجہ سے نئے نئے شہر آباد ہوتے اور ہوتے جارہے ہیں۔ رعایا اپنے اپنے کاموں میں مصروف و منہمک ہے۔ زمین کا کوئی حصہ بھی بنجر نظر نہیں آتا۔ قابل کاشت زمین جس قدر بھی مل سکتی ہے اس پر کھیتیاں لہرا رہی ہیں۔ ایک انچ زمین بھی بیکار نہیں پائی گئی۔ رعایا اور فوج کے دل میں بادشاہ کا احترام اور محبت بدرجۂ اتم موجود ہے فوج کی تنظیم اور اس کے ہتھیاروں کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے کہ یہ یورپ کے کسی مہذب ملک کی فوج سے کسی حالت میں بھی پیچھے نہیں ہے"

میجر ڈبلیو مارلس اپنی کتاب ایشیا یا ایران ایشیا میں لکھتا ہے :۔

"ٹیپو کے زیر حکمرانی میسور۔ تمام ہندوستان میں سب سے زیادہ سرسبز اور باشندے سب سے زیادہ خوش حال تھے۔ اس کے خلاف انگریزی اور ان کے باج گذار مقبوضات کرناٹک اور اودھ وغیرہ بلکہ بنگالہ بھی صفحۂ دنیا پر ایک بدنما دھبہ تھا اور رعایا قانونی شکنجے میں کسی ہوئی بالکل پریشان حال تھی"۔

میسور کی تیسری جنگ میں ضلع کوئمبٹور میں جو لڑائیاں ہوئیں تو یہاں کے ایک قلعہ میں انہیں آئین سلطانی کا ایک نسخہ مل گیا جس کو انہوں نے کلکتہ بھیج دیا۔ بی کرسپ نے جو فتح المجاہدین کا بھی مترجم ہے۔ اس آئین کا ترجمہ کیا۔ اس کے دوسرے سال یعنی ۱۷۹۳ء میں یہ کتاب انگلستان پہنچی جہاں ترجمہ پر نظر ثانی کی گئی اور ۱۷۹۴ء میں لنڈن میں شائع کی گئی۔ انگلستان میں کتاب پر نظر ثانی کرتے ہوئے انگریزی مترجم نے لکھا ہے کہ :۔

"ٹیپو سلطان کے یہ قوانین بلحاظ انسانیت ان قوانین سے بہت

زیادہ مکمل اور بہترین ہیں جو مسٹر فرانسیس اور مسٹر جان شور نے ممبئی کی حکومت کے لئے کلکتہ میں وضع کئے تھے۔ سلطان کے یہ قوانین موجودہ زمانہ کی ایک جدید اسلامی حکومت کے قوانین ہیں اور اس کی طرز حکومت کا ایک صحیح خاکہ پیش کرتے ہیں۔

جس طرح "تاریخ سلطنت خداداد" اور "صحیفہ ٹیپو سلطان" کے ذریعہ ہندوستان اور ہندوستان کے باہر میں نے نواب حیدر علی، ٹیپو سلطان اور ان کی سلطنت خداداد کی تاریخ کو آجاگر کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لی، اسی احساس نے مجھے آمادہ کیا کہ آئین سلطانی کو بھی پیش کروں۔ اردو زبان میں اس قسم کی کوئی کتاب ابھی تک لکھی نہیں گئی۔ یہ ایک اضافہ ہے جو میں کر رہا ہوں۔ اس اضافے سے میرا مقصد یہ ہے کہ عام پڑھنے والوں کے ساتھ ساتھ ارباب حکومت بھی اس پر توجہ کریں۔ اس لئے کہ اس میں بعض قوانین ایسے ہیں جن پر عمل کرنے کی اس زمانہ میں بھی شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے "غلہ اُگاؤ" اور "درخت بوؤ" کی سکیموں پر لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔ مگر کامیابی نہیں ہوتی سلطان نے اپنے دور حکومت میں ان سکیموں کو جس طرح کامیاب بنایا، اس کا یہ نتیجہ ہے کہ آج بھی ملک میسور، ہندوستان میں درختوں اور باغات کے لحاظ سے اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ مگر افسوس ہے کہ

ابھی تک ملک میں اس (ٹیپو سلطان) کے اصلاحات پر وہ نظر نہیں ڈالی گئی جس کے وہ مستحق ہیں۔ یقیناً اس کے یہ اصلاحات حد درجہ قابل تعریف و توصیف ہیں۔ یہ ایک بدقسمتی ہے کہ ٹیپو کی زندگی کا صرف تاریک پہلو ہی مد نظر رکھا جاتا ہے۔ اور اس کے روشن پہلوؤں کو

بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ٹیپو کی اصلی شخصیت ابھی تک

دنیا پر ظاہر نہیں ہوئی۔" (میسور گزیٹیر۔ جلد دوم صفحہ ۲۶۸۴)

میں نے اوپر کہیں لکھا ہے کہ آئین اکبری کے بنانے والے اکبر کے وزیر ابوالفضل اور راجہ ٹوڈرمل ہیں جنھوں نے اکبر کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ مگر آئین سلطانی کا بنانے والا خود سلطان ہے۔ اس آئین سے اس کی وسعت نظری اور حکمرانی کی صلاحیتوں کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ پر حیرت ہوتی ہے۔

اس آئین میں اگر کوئی چیز نہیں ہے تو وہ عدالت اور انصاف کا قانون ہے۔ سلطان نے ملک کے قدیم قانون میں جو انصاف کے لئے مروج تھا، دخل نہیں دیا۔ اس لئے کہ انصاف کے لئے ہر گاؤں میں پنچایتیں مقرر تھیں اور رعایا ان سے بالکل مطمئن تھی۔

محمود

آئینِ سلطانی

۱ - جس شخص کو عامل کے عہدہ پہ مقرر کیا جاتا ہے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے ماتحت ضلع میں جا کر دفتر کی مہر، تختۂ شرح لگان اور اس کتاب "آئین" کو اپنے قبضہ میں لیتے ہوئے اپنے علاقہ کی رعیت، پٹیل، پٹواری، اور اثر و رسوخ رکھنے والے لوگوں اور دوسرے باشندوں کو بلا کر خوشنودی کا بیڑا پیش کرے۔

تشریح

نئے عامل کے لئے ضروری تھا کہ اپنے عہدہ کا جائزہ لینے کے بعد دربار منعقد کرے اور اس میں رعایا کو مدعو کر کے عطر اور پان پیش کرے۔ بیڑا پیش کرنے کی رسم ہندوستان میں زمانۂ قدیم سے چلی آتی ہے۔ اس سے فریقین یعنی حکومت اور رعایا میں دوستی کو مستحکم کرنا مقصود تھا۔

۲ - نئے سال کے پہلے دن (نوروز) ضلع کے با اثر لوگوں اور تمام رعایا کو سرکار کی جانب سے ان کی جان و مال اور عزت کے تحفظ کا قول دیا جائے۔ اس مجلس میں دریافت کیا جائے کہ کس کسان کے یہاں آدمی زیادہ اور ہل کم ہیں — جن لوگوں کی مالی حالت اچھی ہو انہیں آمادہ کیا جائے کہ ہلوں کی تعداد میں اضافہ

کریں اور جن کی مالی حالت خراب ہو تو انہیں ہل خریدنے کے لئے فی ہل تین یا چار ٹکہ، ضمانت لے کر تقاوی (نقد قرضہ) دی جائے۔

اس قرضہ کی ادائیگی کے لئے کسان کو سال یا دو سال کی مہلت دینی چاہیئے۔

تشریح

ہر سال کے پہلے دن عامل ضلع کو دربار کرنے کا حکم تھا۔ اس دربار میں حکومت کی جانب سے رعایا کے جان و مال اور عزت کے تحفظ کا قول دیا جاتا تھا۔ دربار کے بعد عطر اور پان پیش ہوتے تھے۔ قدیم ہندوستان میں قول کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی۔ قول نباہنے کے لئے مال بلکہ جان تک دے دی جاتی تھی۔

ملحوظ میں اضافہ سے مراد زیادہ زمین کو زیر کاشت لانا ہے۔ اس کے لئے حکومت سے زمین مفت دی جاتی تھی۔

۳۔ زراعت کے لئے زمین مندرجہ ذیل شرائط پر دی جائے:۔

۱۔ (الف) اجارہ (متعینہ لگان) پر (ب) حصہ (بٹائی) پر

۲۔ تری اور خشکی کے حصے مساوی دیئے جائیں۔

۳۔ کسان قدیم ہوں یا نئے۔ انہیں زمین برابر برابر دی جائے۔

۴۔ کسان سے کہا جائے کہ اگر وہ اجارہ کی زمین پر ایک متعینہ رقبہ میں ایک کھنڈی تخم بوئے تو حصہ کی زمین کے اتنے ہی رقبہ میں ایک کھنڈی اور آٹھ کیلہ تخم بوئے۔

۵ - نگرانی کی جائے کہ حِصّہ کی زمین میں کافی کھاد دی جا رہی ہے یا نہیں -

۶ - اگر کسان حاصِل کردہ زمین کے علاوہ اور زیادہ زمین پر زراعت کرنا چاہے تو اُس کو ایسا کرنے کی اجازت دی جائے -

۷ - اگر کوئی کسان حاصِل کردہ زمین پر زراعت نہ کرنا چاہے تو اُس کو اختیار ہے لیکن حِصّہ کی زمین پر زراعت کرنا ضروری ہے -

تشریح

۱ - (الف) اجارہ = متعینہ لگان - یوں تو اجارہ کے معنی یہی تھے کہ فصل ہو یا نہ ہو مقررہ لگان ادا کیا جائے - لیکن سُلطانی فرمان کے مطابق فصل ہونے پر ہی لگان لیا جاتا تھا - (سوائے ان زمینوں کے جس میں عمداً زراعت نہ کی گئی ہو)

میجر ولکس اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے :-

"اجارہ پر زمین دینے کے باوجود عام طور پر لگان فصل ہونے پر ہی لیا جاتا تھا"

رَیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۱۱۴ پر لکھتا ہے :-

"مقررہ لگان کا انحصار اچھی فصل پر ہی تھا - ورنہ اختلاف کی صورت میں گاؤں کی پنچایت اُس کا فیصلہ کرتی تھی"

بکانن نے اپنے سفرنامے کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۸۵ پر لکھا ہے :-

"اگر بارش کے نہ ہونے سے فصل نہ ہو تو کسان حکومت کو کچھ نہیں دیتا تھا"

(ب) حصہ = بٹائی۔

"بٹائی کی زمین میں زراعت کے لئے حکومت کی جانب سے ہل۔ بیل اور تخم دیئے جاتے تھے۔"

سلطنت خداداد کا خاتمہ ۱۷۹۹ء میں ہوا۔ اس کے دوسرے سال ہی میجر ولکس رزیڈنٹ اور بکانن کی سفارش پر انگریزوں نے ان قوانین کو بدل دیا۔

۲۔ تری اور خشکی کے حصے مساوی دیئے جائیں۔

"یہاں مساوی سے مراد یہ نہیں کہ زمین رقبہ کے لحاظ سے برابر ہو"۔ اس کے متعلق ولکس اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ ۷۵ پر لکھتا ہے:۔

"میسور (سلطنت خداداد) میں زمین ناپ کر نہیں دی جاتی۔ اس کا حساب تخم کی مقدار سے کیا جاتا ہے۔ یعنی یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک کھنڈی تخم تر زمین کے کتنے رقبہ میں بویا جاتا ہے اور خشک زمین کے کتنے رقبہ میں۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ ایک کھنڈی تخم کے لئے خشک زمین، تر زمین سے چار حصے بڑی ہوتی ہے مگر یہاں دونوں کو کھنڈی ہی کہا جاتا ہے (کھنڈی ایک ناپ کا نام ہے لیکن یہ ناپ مختلف ضلعوں میں علیحدہ علیحدہ ہے۔ کہیں ۱۶۰ سیر کہیں ۱۸۰ سیر اور کہیں ۲۰۰ سیر)

۳۔ کسان قدیم ہوں یا نئے۔ انھیں زمین برابر برابر دی جائے۔

نئے کسانوں سے مراد یہاں وہ مزدور اور غلام ہیں جو زمینداریوں کے ختم ہونے سے آزاد ہو چکے تھے۔

سلطان نے تخت نشینی کے فوراً ہی بعد زمینداری کے قدیم رواج کو جو ملک میں ایک نامعلوم زمانہ سے چلا آتا تھا، موقوف کردیا اور الارض للہ کے قرآنی قانون پر عمل کرتے ہوئے زمین کسانوں میں تقسیم کردی۔ اور وہ زمینیں بھی جو سرکار کی ملکیت سمجھی جاتی تھیں کسانوں کو دے دی گئیں۔ جس طرح آج زمین سرکار کی جانب سے فروخت ہوتی ہے، فروخت نہیں کی گئی۔ ان زمینوں کی وراثت کے متعلق، سلطان نے صرف ایک ہی قانون جاری کیا اور وہ یہ ہے کہ کسان جب تک زمین کو آباد رکھے وہ نسلاً بعد نسلٍ اسی کی سمجھی جاتی تھی۔ حکومت اس کو بے دخل نہیں کرسکتی تھی۔ لیکن جب کسان زمین کو خود بخود چھوڑ دے تو حکومت کو اختیار حاصل تھا کہ زمین کسی دوسرے کسانوں کو دیدے۔

رئیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۶۸۷ پر لکھتا ہے:۔

"لگان ادا کرنے والی تمام زمینیں موروثی تسلیم کی جاتی تھیں۔ جب تک کاشتکار لگان ادا کرے اس کو زمین سے بے دخل نہیں کیا جاسکتا تھا۔"

ولکس اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ ۲۰۔ دفعہ ۳۵ میں لکھتا ہے:۔

"جب تک کسان لگان ادا کرے زمین اُسی کی سمجھی جاتی تھی۔ اس کو بے دخل نہیں کیا جاسکتا تھا مگر عملی طور پہ ہوتا یہ تھا کہ لگان اسی وقت ادا کیا جاتا تھا جب زمین میں زراعت ہو۔ لیکن جب کسان خود بخود زراعت کرنا چھوڑ دے تو اس وقت زمین دوسرے

کسان کو دے دی جاتی تھی"۔

بکانن نے بھی اپنے سفرنامہ میں یہی لکھا ہے ۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

"اگر آفات ارضی و سماوی کی وجہ سے زراعت ہوئی نہ ہو تو حکومت کسان کو ہل ۔ بیل ۔ تخم اور تقاوی (نقد قرضہ) دیتی تھی کہ نئے سرے سے زراعت کرے اور یہ قرضہ نہایت سہولت سے قسطوں میں وصول کیا جاتا تھا"۔

۳۔ نئے کسانوں سے مراد وہ ہزارہا مزدور اور غلام تھے جو زمینداریوں کے ختم ہونے سے بیکار ہو گئے تھے ۔ سلطان نے اس قانون سے انہیں نئے کسان قرار دے کر زمین ان میں تقسیم کر دی ۔ اس لحاظ سے ان کا درجہ سوسائٹی میں دوسرے کسانوں کے برابر ہو گیا ۔

۴۔ چونکہ حکومت کو حصہ کے علاوہ قرضہ ۔ ہل اور بیلوں کی قیمت ملتی تھی ۔ اس لئے دفعات ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ اور ۷ میں بٹائی کی زمین کو زیر کاشت لانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے ۔

۸ ۔ دیہات میں جس جگہ بھی زمین قابل کاشت نظر آئے ۔ کسانوں کو آمادہ کیا جائے کہ اس میں نیشکر بوئیں ۔

اگر پٹیل یا شان بھوگ کاہلی سے ایسا نہ کریں تو ان سے دوگنا لگان لیا جائے اس لگان کا اندازہ دوسرے دیہات میں نیشکر کی پیداوار دیکھ کر کیا جائے ۔

تشریح

بکانن اپنے سفرنامے کی تیسری جلد کے صفحہ ۴۲۸ پر لکھتا ہے :۔

"نیشکر سے حکومت کو بہت زیادہ فایدہ تھا ۔ میں نے کئی کھیت دیکھے

اور ان سے حساب لیا ہے۔ ایک کھیت سے تقریباً ۲۴۰ من گڑ پیدا ہوتا ہے جس کی قیمت ۱۴۴۰ فنم ہے۔ اس کی تقسیم اس طرح ہوتی تھی۔

کل گڑ کی قیمت	۱۴۴۰ فنم	
وضع - مزدوروں کی اجرت	۲۱۵ "	
بچت	۱۲۲۵ "	
زراعت کے اخراجات	½ ۶۱۲ "	جو کسانوں کو ملتے
بچت	½ ۶۱۲ "	

اس طرح پیداوار یعنے ½ ۶۱۲ فنم میں حکومت کو نصف اور کسانوں کو نصف ملتا تھا۔

ماڈرن میسور کا مصنف اپنی کتاب میں لکھتا ہے :-

"گڑ بناتے وقت گاؤں کے تمام لوگ جمع ہو کر ایک ایک حصہ گڑ اٹھا لیتے تھے۔ اس طرح ایک چوتھائی گڑ ختم ہو جاتا تھا۔ باقی تین چوتھائی کا حساب کیا جاتا تھا۔ گڑ پکانے کا برتن حکومت سے ملتا تھا۔

(صفحہ ۳۰۴)

۵ - عرصۂ دراز سے بہت سے [illegible] - پٹیل اور دوسرے ملازم حیلے اور بہانے کرتے ہوئے حکومت سے انہیں دی ہوئی زمینوں کا لگان بھی نہیں ادا کرتے ہیں۔ ان معاملات کی تحقیق کی جائے۔ اور زمین [illegible] تاکہ ان پر دوسرے کسانوں کے برابر لگان لگایا جاوے۔

تشریح

تیجے خور سے مراد غالباً تاج خور ہے۔ یعنے گاؤں کے وہ ملازم جنھیں فصلوں ہیں رواج کے مطابق حصّہ ملتا ہے اور انہیں حکومت سے زمین بھی دی جاتی ہے۔ انہیں گاؤں کی اصطلاح ہیں بارہ بلوتی کہا جاتا ہے۔ اور یہ لوگ۔ گاؤں کی زندگی کے ضروری عناصر ہیں۔

ٹیس نے اپنی تاریخ ہیں بارہ بلوتی کی تشریح اس طرح کی ہے:۔

(۱) پٹیل۔ گاؤں کا حاکم۔

(۲) شان بھوگ۔ اس کے ذمہ گاؤں کی زمین اور لگان کا حساب کتاب ہے۔

(۳) تلاری۔ وہ شخص جو گاؤں کی نگہبانی کرتا ہے۔ یہی شخص پٹیل اور شان بھوگ کا چپراسی بھی ہے۔

(۴) نیرگنٹی۔ اس کے ذمہ تالابوں یا نہروں کی حفاظت اور کھیتوں کو پانی کی فراہمی ہے۔

(۵) حجام (۶) بڑھئی (۷) کمہار (۸) دھوبی (۹) لوہار (۱۰) نجومی (۱۱) چمار (۱۲) سنار۔

ان کے علاوہ مندر کا پجاری اور گاؤں کا غریب برہمن بھی حصّہ لیتے ہیں مگر یہ دونوں بارہ بلوتی ہیں شامل نہیں ہیں۔ ان تمام لوگوں کو جو حصّہ دیا جاتا ہے وہ فصل کاٹتے وقت ہی بانٹا جاتا ہے اور حساب میں شامل نہیں ہوتا۔ یہ حصّہ ہر ایک کو اس کی حیثیت کے مطابق

دو سیر سے دس سیر تک دیا جاتا ہے۔

۶ - پٹیل اپنی زمینوں پر گاؤں کے کسانوں سے مفت محنت لیتے ہیں۔ یہ ایک ظلم ہے جس کا سدباب ضروری ہے۔ آیندہ کوئی پٹیل اگر مفت محنت لے تو اس کی زمینوں کی پیداوار بحق سرکار ضبط کی جائے۔

۷ - ایسے کسان جن کی رشتہ داری شان پوگوں سے ہے، اکثر پورا لگان ادا کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ان بیجا کارروائیوں کی تحقیق کرتے ہوئے ان سے پورا مقررہ لگان وصول کیا جائے۔ اس معاملہ میں کسی کی رعایت نہ کی جائے۔

۸ - زراعت کے لئے دو مواضعات ایک ہی شخص کو نہیں دینا چاہئیں۔ ایک شخص کو ایک ہی موضع دیا جائے۔ اس کارروائی سے پہلے اس موضع کی ایک صحیح فہرست مرتب کی جائے جس میں قدیم اور نئے باشندوں کی تعداد اور آمدنی کے ابواب اور رقم دکھائی جائے اور اسی کے مطابق دستاویز تیار کر کے ٹیکہ[1] دیا جائے۔

اگر موضع دار اپنی زمین پر آپ خود محنت نہ کرے اور مقررہ کرایہ ادا کرنے کے لئے کسانوں پر جرمانہ ڈالے یا کسی ناجائز طور پر ان سے روپیہ حاصل کرے تو اس سے مقررہ لگان کے علاوہ اس کا تمام حاصل کردہ روپیہ بھی وصول کیا جائے اور آیندہ کے لئے ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ موضع دار کسانوں پر زبردستی جرمانہ وغیرہ نہ کرنے پائے۔

اگر کوئی موضع دار اس جرم کا مرتکب پایا جائے تو اس سے جرمانوں کی رقم وصول کرتے ہوئے خود اس پر بھی جرمانہ ڈالا جائے۔

---

[1] ٹھیکہ

تشریح

زمینداریوں کو ختم کرنے کے بعد ضروری تھا کہ ان امکانات کو بھی ختم کر دیا جائے جن سے زمینداریاں پھر قایم ہو سکیں۔ زمانۂ قدیم سے ملک پالیگاروں (زمینداروں) میں تقسیم تھا اور یہ زمیندار ملک کو جوڑی داروں میں تقسیم کر رکھے تھے۔ اس طرح ہر جوڑی دار[1] اپنے علاقہ میں ایک چھوٹا سا زمیندار تھا جو کسانوں سے من مانی لگان لینے کے علاوہ اپنے کھیتوں پر ان سے محنت بھی لیتا تھا۔ اگر کسان اطاعت نہ کرتے تو انہیں زمینوں سے بے دخل کر دیا جاتا تھا۔ یہی جوڑی دار طاقت پکڑ کر پالیگار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور خود پالیگار بن جاتے تھے۔ مرکزی حکومت کو صرف کرایہ کی ضرورت تھی، وہ یہ نہیں دیکھتی تھی کہ کسانوں پر کس قدر ظلم ہو رہا ہے۔ اس کو اس سے بھی دلچسپی نہیں تھی کہ پالیگار کون بنا ہوا ہے۔ ان تمام خرابیوں کو پوری طرح ختم کرنے کے لیے سلطان نے زمینداریوں کے ساتھ جوڑی داریوں کا بھی خاتمہ کر دیا۔

سلطنت خداداد کے زوال کے بعد انگریزوں نے اس علاقہ میں جس کو اب ریاست میسور کہا جاتا ہے، زمینداری کو رواج نہیں دیا مگر جوڑی داری نئے سرے سے قائم کر دی۔ اور مواضعات نیلام کے ذریعہ دیئے جانے لگے۔

۹۔ عامل ضلع پر لازم ہے کہ اپنے تمام ماتحت علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے پیداوار کے مطابق لگان کا تعین کرے اگر یہ معلوم ہو کہ لگان جس قدر حاصل ہونا چاہیئے

---

[1] جوڑی دار: وہ شخص جنے دو یا زیادہ مواضعات کرایہ پر لے رکھے ہوں۔

حاصل نہیں ہوتا تو چاہیئے کہ مواضعات کو نئے سرے سے پٹیلوں اور دوسرے کسانوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے کہ پوری آمدنی حاصل ہو۔

اگر پٹیل اور دوسرے کسان لگان کی ادائیگی میں عمداً تساہل کریں تو انہیں جسمانی سزا دی جائے۔

تشریح

جسمانی سزا سے مراد تازیانہ کاری ہے جس کا رواج ملک میں زمانہ قدیم سے چلا آتا تھا۔ نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام مشرقی ممالک میں یہ رواج جاری تھا۔

۱۰- کسی موضع کی مقررہ رقم جب کہ وہ واقعی ہو جائے تو وصول کیا جائے کہ اس جگہ سے کسانوں کو آباد کرے انہیں سہولتیں بہم پہنچائے اور انہیں تقاوی (قرضہ) دے کر اس بقیہ زمین میں بھی کاشت کرائے جو موضع دار نے چھوڑ رکھی ہے۔

اگر موضع دار اپنے کرایہ کی پوری رقم کسانوں اور دوسرے لوگوں پر جرمانہ ڈال کر یا ناجائز طریقوں سے وصول کر کے ادا کرے تو سمجھا جائے گا کہ اس نے اپنے معاہدہ کو پورا نہیں کیا۔ اس کو مجبور کیا جائے کہ معاہدہ کو جائز طور پر پورا کرے۔

تشریح

زمین کو اپنے قبضہ میں رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ کرایہ کی رقم وقت پر ادا کر دی جائے۔ اس ادائیگی کے لئے موضع دار کسانوں پر جرمانے ڈال کر یا لگان میں اضافہ کر کے رقم وصول کرتے تھے۔ سلطان نے جس کو کسانوں

کی بہبودی مقصود تھی نہ صرف اس قانون کو اپنے عہد کے شروع میں جاری کیا بلکہ اس میں موروثی داری کو بھی ختم کر دیا۔

۱۱۔ ہر گاؤں میں زمانہ قدیم سے ایک پٹیل مقرر ہے۔ جہاں کہیں یہ معلوم ہو کہ وہ شخص اس کام کے نااہل ہے تو اس کے عوض اسی گاؤں کے کسی شخص کو اس کام پر مقرر کریں۔ پٹیل کے عہدہ کے لئے جس قدر مراعات ہیں وہ اس نئے شخص کو دی جائیں۔

تشریح

پٹیل کا عہدہ ہندوستان میں ایک نامعلوم زمانہ سے چلا آتا ہے اور عام طور پر موروثی ہوتا ہے۔ ہندوستان کے قدیم باشندے کون تھے اور ان کا طرز حکومت کس طرح کا تھا ابھی تک معلوم نہ ہو سکا۔ ان کے بعد دراوڑ اور آریہ تک مختلف اقوام یکے بعد دیگرے اس ملک میں آئیں مگر کسی نے بھی گاؤں کے نظام حکومت اور معاشی ڈھانچے کو بدلنے کی کوشش نہیں کی۔ گاؤں بدستور اپنے قدیم طرز پر قائم رہا اور پٹیل ہی اس کے حکمران رہے۔ گاؤں والوں کو کبھی اس کا احساس تک نہیں ہوا کہ ملک کے حکمران کون ہیں۔ ان کے لئے پٹیل ہی کی شخصیت سب کچھ تھی۔ ہر حکومت میں گاؤں میں لگان کی وصولی اور امن کا قیام پٹیل ہی کے ذمہ رہا۔ اگر بارشیں اچھی ہوئیں۔ پانی افراط سے ملا اور کاشت اچھی ہوئی تو گاؤں والوں نے لگان خوشی سے ادا کر دیا۔ اور اگر سماوی مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اور فصل نہ ہوئی تو اس وقت بھی ان کا بھروسہ پٹیل ہی پر رہا۔ لہٰذا گاؤں کی زندگی کا انحصار ہمیشہ پٹیل ہی پر رہا اور حکومتیں اس عہدہ کے لئے موزوں شخصیتوں کا انتخاب کرتی رہی ہیں

یہی اس دفعہ کا منشا بھی ہے۔

رشیدی [illegible] تاریخ کے صفحہ ۳۵۵ پر لکھتا ہے:۔

"پٹیلوں کے اختیارات قدیم زمانہ میں کیا تھے معلوم کرنا مشکل ہے۔ مگر [illegible] ان کے اختیارات کا انحصار [illegible] رہا ہے وہ سرکاری [illegible] یا [illegible] کی کمزوری یا طاقت پر تھا بعض وقت [illegible] مرکزی حکومت [illegible] کا کام [illegible] نظم [illegible] یا [illegible] لیا [illegible]"

۱۴ - [illegible] کے [illegible] کے سامنے [illegible] کتاب کا [illegible] کا کام کرتا [illegible] اگر [illegible] معلوم [illegible] خلاف [illegible] خلاف [illegible] اب [illegible]۔

تشریح

[illegible] ملگذاری [illegible] شامل ہوں گے۔ حساب [illegible] علاقہ میں حساب [illegible] کی زمین کا حساب رکھنے والا ہو یا [illegible] کے لئے ایک ہی لفظ شان بھوگ مستعمل تھا [illegible] بھی ہے۔

تشریح

سلطنت خداداد کے [illegible] میں [illegible] حکومت [illegible]

سے دوسرے محکموں کے شان بھوگوں کو بھی تنخواہ کے عوض زمین دی جاتی تھی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ گاؤں کے معاملات میں دخل دہی شروع کر دیتے تھے ۔ اس دفعہ سے مقصود ان خرابیوں کا سدباب ہے ۔

۱۳ ۔ اگر کسی گاؤں میں مذہبی تنازعات پیدا ہوجائیں تو اس گاؤں والوں کو خود ہی ان تنازعات کا فیصلہ کرنا چاہیئے ۔ دوسرے گاؤں والوں کو ان معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیئے ۔ اگر اس حکم کی خلاف ورزی کی گئی تو دوسرے گاؤں والوں پر جرمانہ ڈالا جائے گا ۔

تشریح

اس قانون کا مقصد یہ تھا کہ فسادات پھیلنے نہ پائیں ۔ مگر انگریزی حکومت کی دلی خواہش یہی رہی کہ ملک میں فساد ہو ۔ وہ اس آگ کو ہوا دیتی تھی ۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ملک میں قوموں کے درمیان ایک مستقل فساد پیدا ہو گیا ۔

۱۴ ۔ ضلع میں جہاں کہیں سرکاری تالاب ہیں ، وہاں کی زمین حصہ (بٹائی) پر دی گئی ہے ۔ عامل کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس زمین کو خود جا کر دیکھے ۔ پیداوار بڑھانے کی تدابیر اختیار کی جائیں ۔ اور جب فصل تیار ہو تو پیداوار کو دیکھے اور سرکار کا نصف حصہ حاصل کرے ۔

تشریح

ولکس نے اپنی خفیہ رپورٹ میں ۔ بکانن نے اپنے سفرنامے میں اور رئیس نے اپنی تاریخ میں نصف حصہ کی تشریح اس طرح کی ہے ۔

"نصف حصہ سے مراد کُل پیداوار کا نصف حصہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک چوتھائی حصہ ہے۔ پہلے کل پیداوار کو برابر کے دو حصوں میں تقسیم کرنے کے بعد ایک حصہ اخراجات کاشتکاری کے طور پر کسان کو دے دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرے نصف حصہ کو حاصل پیداوار قرار دے کر اس میں نصف حصہ حکومت کو اور نصف کسان کو ملتا تھا۔"

بٹائی کی زمین پر لگان نہیں تھا۔ بٹائی کی زمین میں زراعت کے لئے ہل۔ بیل اور تخم حکومت کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔

۱۵۔ ایسی زمین جس میں چار سال سے زراعت نہ ہوئی ہو، رعیت کو مندرجہ ذیل قول پر دی جائے :۔

(۱) پہلے سال میں لگان بالکل معاف ہوگا۔

(۲) دوسرے سال میں نصف لگان لیا جائے گا۔

(۳) تیسرے سال میں پورا لگان لیا جائے گا۔

لیکن ایسی زمین جو ہمیشہ بنجر (بغیر زراعت) رہی ہو اور بہتر بھی ہو اس قول پر دی جاوے :۔

(۱) پہلے سال میں لگان بالکل معاف ہوگا۔

(۲) دوسرے سال میں ایک چوتھائی لیا جائے گا۔

(۳) تیسرے سال میں نصف لگان لیا جائے گا۔

(۴) چوتھے سال میں پورا لگان لیا جائے گا۔

یہی قانون ان زمینوں کے متعلق بھی ہے جو بنجر اور پتھریلی ہوں اور بٹائی پر دی جائیں۔

(۱) پہلے سال میں سرکار کو بٹائی نہیں ملے گی۔
(۲) دوسرے سال میں پیداوار کا ⅛ حصہ لیا جائے گا۔
(۳) تیسرے سال میں پیداوار کا چوتھائی حصہ لیا جائے گا۔
(۴) چوتھے سال میں پیداوار کا نصف حصہ لیا جائے گا۔

تشریح

حصہ کی تشریح دفعہ ۴ کے تحت کی جا چکی ہے۔ یہاں لگان کی تشریح کی جاتی ہے۔

"لگان کے تعین کرنے میں زمین کی وسعت کا لحاظ نہیں رکھا جاتا تھا بلکہ یہ دیکھا جاتا تھا کہ پیداوار کس قدر ہوئی ہے۔ لگان ہر جگہ زرِ نقد کی صورت میں وصول کیا جاتا تھا۔ یہ رقم اس وقت اناج کی قیمت کے لحاظ سے مقرر کی جاتی تھی۔ اور جب کبھی کاشتکار اور عاملانِ حکومت میں رقم کے تعین کرنے میں اختلاف ہوتا تھا تو عاملانِ حکومت کو حکم تھا کہ اناج لے لیا جائے" (ہاؤرن میسور صفحہ ۲۹۸)

زوال سلطنت خداداد کے بعد جب انگریزوں نے ملک پر قبضہ کیا تو انہوں نے لگان کا تعین رقبہ کے لحاظ سے مقرر کیا جس کی وجہ سے کسانوں میں ایک عام ناراضگی پھیل گئی اور کئی مقامات میں بغاوتیں اور بلوے شروع ہو گئے۔ انگریزی مورخوں نے اس کا حال بالکل نہیں لکھا ہے بلکہ اس کے خلاف یہ لکھا ہے کہ انگریزی حکومت ملک کے لئے باعث رحمت ثابت ہوئی۔ جن لوگوں نے سفرنامہ بکانن دیکھا ہے وہ اس سے واقف ہیں کہ اس سیاح نے اپنی کتاب میں ہر جگہ ان بغاوتوں اور ناراضگیوں

کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ پنڈتوں اور برہمنوں [illegible] گیا [illegible] [illegible]

[illegible] گیا [illegible] [illegible] جاتی

گیا ہے۔

"بادشاہ کے لوگوں پر [illegible] [illegible] کے

بعد [illegible] انگریزوں [illegible] [illegible]

[illegible] انگریزوں [illegible] کا

[illegible] کا قانون [illegible] [illegible] سمجھا [illegible] کے

[illegible] سمجھا گیا کہ [illegible] کہ ان کے [illegible]

ہے۔ اب [illegible] کا [illegible] [illegible] کہ [illegible]

[illegible] نہیں گے۔ ان کی [illegible] اچھی رہے گی [illegible]

یہ بھی کہا گیا کہ سلطان کے قانون سے اناج [illegible] پایا

جاتا تھا جس سے قیمتیں گر جاتی تھیں لیکن اب وہ چاہتے ہیں کہ فصل

کے بعد اناج کو چھپا دیں اور دوسرے دنوں میں جب اناج کمیاب

ہوتا ہے اس چھپائے ہوئے اناج کو زیادہ قیمت پر فروخت کر کے

فائدہ اٹھائیں۔" (صفحہ ۳۴۸ - دوسری جلد)

یہ وہ مکاری ہے جو ملک پر قبضہ ہوتے ہی سادہ دل ہندوستانیوں

کو انگریزوں نے سکھائی۔

چرنجی لال صفحہ ۲۵۰ پر لکھتا ہے۔

باوجود کہانے کے [illegible] کو اصرار ہے کہ سلطانی قانون بھی بہت

زیادہ فائدہ رساں تھا۔ اگر فصل اچھی ہوگئی تو لگان دیا جاتا تھا۔ اگر فصل

اچھی نہ ہوئی تو لگان معاف کر دیا جاتا تھا۔ مگر اب تو فصل ہو یا نہ ہو لگان دینا ہی پڑتا ہے۔"

(۲) "۱۷۹۹ء میں جس وقت سرنگاپٹم فتح ہوا تو کرشنپا نایک کے بیٹے ونکٹ داس نے بیدا نگور کا راجہ تھا، ہماری حکومت کی مخالفت کی۔ کرنل ماونٹ رلیسر کے ماتحت انگریزی فوج بھیجی گئی۔ بعد میں کرنل آرتھر ولزلی کو بھی روانہ کیا گیا۔ ونکٹ داس نے جنگلوں میں پناہ لے لی۔ یہ تین سال تک جنگلوں میں رہا۔ بعد میں اس کے چند آدمیوں سے جو ایک گاؤں میں بہ زمہ کے بیٹے آئے تھے اس کی جائے رہائش معلوم ہو گئی۔ اس کو اور اس کے چھ ساتھیوں کو سولی دے دی گئی"۔ (صفحہ ۳۵۰)

(۳) پورنیا نے جس کو ہم نے نئی حکومت کا دیوان بنایا تھا تین سو زمینداروں کو اس وقت تک قید رکھا جب تک کہ انہوں نے اپنا تمام لگان اور ہتھیار واپس نہیں کر دیئے۔ (صفحہ ۳۵۰)

(۴) کسانوں کی بڑھتی ہوئی مخالفت کو دیکھ کر حکم دیا گیا کہ دیہات کی حفاظت کے لئے جو دیواریں اور باڑیں تھیں انہیں نکال دیا جائے۔ اس کی وجہ سے کسانوں کی ہمت ٹوٹ گئی اور وہ ہمارے عاید کردہ لگان پر راضی ہو گئے۔ (صفحہ ۳۵۰)

(۵) یہاں کسانوں نے مجھ سے کہا کہ ملک پر جب سے کمپنی کا قبضہ ہوا ہے لگان کی شرح تقریباً دوگنی ہو گئی ہے۔ سلطان کے وقت جتنی زمین پر چھ پگوڈے لگان دیا جاتا تھا اب وہاں گیارہ پگوڈے لئے جاتے ہیں۔ (صفحہ ۱۸۵ - دوسری جلد)

بکانن کے سفرنامے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ نہ صرف لگان کی شرح بڑھا دی گئی بلکہ کسانوں کو تقاوی قرضہ دینا بھی بند کر دیا گیا۔ بکانن نے اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "یہ سخت ناانصافی ہے کہ ایک کسان سے روپیہ لے کر دوسرے کو دیا جائے۔ اور یہ اس گورے کی تجویز تھی کہ لگان کے لئے اناج میں حصہ لینے کے عوض رقبہ کے لحاظ سے لگان لیا جائے۔ اس نے لکھا ہے کہ "ہندوستانی دغا و فریب سے کام لیا کرتے ہیں۔ اناج کی صحیح مقدار بتاتے نہیں۔ اس لئے لگان رقبہ کے لحاظ سے مقرر کیا جائے۔ میجر ولکس اور ڈنیت کی تجویز بھی یہی تھی اور اسی پر عمل کیا گیا۔

۱۶ - اگر کوئی شخص کسی ویران موضع کو آباد کرنا چاہے تو اس کی درخواست منظور کی جائے اور ان شرائط پر موضع اس کو دیا جائے :-

(۱) تین سال تک اس سے کسی قسم کا کرایہ نہیں لیا جائے گا۔

(۲) چوتھے سال میں پیداوار دیکھ کر کرایہ مقرر ہوگا۔

۱۷ - نخود۔ کھلتی اور موٹ کے کاشت کی ہمت افزائی کی جائے۔ کاشتکار کو حکومت کی جانب سے مراعات کا قول دیا جائے۔

تشریح

یہ مراعات تقریباً وہی تھیں جو دفعہ پندرہ میں لکھی گئی ہیں۔

۱۸ - ضلع میں گیہوں اور جو (بارلی) کی پیداوار بالکل کم ہوتی ہے۔ کسانوں سے کہا جائے کہ اگر وہ اپنی ان زمینوں میں جن میں یہ دو چیزیں کبھی پیدا نہ کی گئی ہوں، پیدا کریں تو لگان میں حسب ذیل رعایت دی جائے گی۔

(۱) جس زمین کا لگان سابق میں پانچ پگوڈے ہے اس سے پہلے تین سال تک صرف چار پگوڈے لئے جائیں گے۔ چوتھے سال سے پورا لگان لیا جائے گا۔

اگر چنڈہ سے ان دو چیزوں کی کاشت ہوتی ہو تو پیداوار میں ترقی کی شرط پر مذکورہ بالا رعایت کا قول دیا جائے۔

۱۹۔ کسانوں کو اطلاع دی جائے کہ مملکت خداداد کے پورے طول و عرض میں گانجہ کی کاشت ممنوع قرار دی جاتی ہے۔ اگر کسی گاؤں میں یہ پودا کھیتوں میں یا مکانوں کے پیچھے چوری چھپے بویا گیا تو جرمانہ ڈالا جائے گا۔

جس جگہ گزشتہ سال کا گانجہ موجود ہو، یا کوئی تاجر باہر سے لے آئے تو اس پر محصول دوگنا کر دیا جائے۔

تشریح

اس سلسلہ میں اور خشخاش کی کاشت کرنا بھی بند کر دیا گیا۔

رئیس اپنی تاریخ میں لکھتا ہے:۔

افیون کو ممنوع قرار دینے سے سلطنت کی آمدنی میں جو کمی ہوئی اس کو سلطان نے دوسرے طریقوں سے پورا کیا۔

بورنگ لکھتا ہے:۔

ٹیپو نے منشیات کو ممنوع قرار دے کر ایک عاقل ریفارمر کا کام کیا۔

سلطنت خداداد پر قبضہ کے فوراً ہی بعد سلطان کے اس قانون کو انگریزوں نے بدل دیا بلکہ حکومت کی جانب سے گانجہ کی کاشت کے لئے فارمس بنائے گئے۔

۲۰۔ ہر گاؤں میں ایک موزوں قطعۂ زمین دیکھ کر اس میں آم اور دوسرے منتخب میووں کے دو سو درخت لگائے جائیں اور خاص طور پر ان کی حفاظت

کا انتظام کرسکے بعد حضور واپس اطلاع دیں۔

تشریح

میسور کی سرسبزی کا راز اسی بات سے ہے کہ سلطان نے ہر جگہ باغات لگانے کا انتظام کیا۔ یہ گویا قاعدہ ہے کہ ایک خاص [illegible] اور سرنگاپٹم میں اس کے خاص [illegible] ہوا کرتا تھا۔ [illegible] تھے۔ ان دونوں کا نام لال باغ رکھا گیا [illegible] فائدہ کے لئے لگائے گئے۔ یہاں سے بیج اور پودے کسانوں کو دیئے جاتے تھے۔ اور یہاں یہ تجربہ کیا جاتا تھا کہ [illegible] کی آب و ہوا میں غیر ممالک کے درخت پھل پھول [illegible] یکائی [illegible] سرزمین میں پھلتا ہے۔

[illegible] لال باغ دیکھا۔ [illegible] گیا ہے۔ اور [illegible] درخت [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] کیے گئے ہیں۔ یہاں [illegible] اور نہایت [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] تعجب سے دیکھا گیا کہ [illegible] افریقہ سے کھجور اور سرو کے درخت منگا کر لگائے گئے ہیں۔ [illegible] اچھی حالت میں ہیں۔ [illegible] وسعت [illegible]

کچھ دار چینی کے [illegible] درخت [illegible] گیا ہے۔

[illegible] لال باغ [illegible] نے [illegible] دریا کے کنارے [illegible] لگا [illegible]

ہیں اور یہاں رات دن تجربہ ہوتا رہتا ہے کہ کون سے مفید درخت یہاں آب و ہوا کے لحاظ سے موزوں ہو سکتے ہیں۔"

سرنگاپٹم کے لال باغ میں انجیر۔ امرود۔ آم اور سیب کے درخت کثرت سے تھے۔ آج بھی سرنگاپٹم میں انجیر اور امرود کثرت سے ہوتے ہیں۔

ان دو باغوں کے علاوہ بکانن نے اپنے سفرنامہ کی تیسری جلد کے صفحہ ۲۲۴ پر ایک اور سلطانی باغ کا ذکر کیا ہے جو ملولی "گلشن آباد" میں تھا۔ اس نے لکھا ہے:۔

"یہاں ایک بہت بڑے قطعہ زمین پر سلطان نے خاص اپنی نگرانی میں ایک نہایت ہی خوبصورت باغ لگایا ہے۔ ملولی سلطان کی خاص جاگیر ہے جو نواب حیدر علی نے اپنے فرزند کو دی تھی۔ سلطان کے اس باغ میں ۲۴۰۰ درخت ہیں۔ ان میں نصف حصہ آم کے درختوں کا ہے اور باقی نصف دوسرے پھلوں کے ہیں۔ باغ کے ٹھیک وسط میں ایک خوشنما بارہ دری بنی ہوئی ہے۔ جس سے چار راستے چاروں طرف باغ میں جانے کے لئے نکالے ہوئے ہیں۔ راستوں کے دونوں طرف خوشنما چھوٹی نہریں بنی ہوئی ہیں جن میں موتی جیسا صاف و شفاف پانی بہتا رہتا ہے۔ اس باغ کی آبیاری ایک بڑے تالاب سے ہو رہی ہے۔"

ملولی (گلشن آباد) کا یہ تالاب نواب ناصر جنگ شہید نظام دکن نے بنایا تھا۔ ناصر جنگ جب میسور سے خراج حاصل کرنے کے لئے آیا ہوا تھا تو اس کا کیمپ اسی جگہ تھا۔ خراج کی ادائیگی میں بہت دیر لگی۔ ناصر جنگ نے اپنی تفریح اور پانی کی قلت دیکھ کر اس تالاب کی بنیاد رکھی۔ یہ تالاب اس قدر خوبصورت تیار ہوا کہ خود اس نے اس کا نام "موتی تالاب" رکھا۔ سلطان نے اپنے عہد میں ملولی

کا نام بدل کر گلشن آباد رکھا۔

میسور کا اگر سفر کیا جائے تو سیاح کو ہر جگہ کثرت سے باغات نظر آئیں گے۔ ان میں آم، ناریل اور سپاری کے باغات کی کثرت ہے۔ اور ان کا سلسلہ سلطانی زمانہ سے چلا آرہا ہے۔

۲۱- اگر کوئی شخص ناریل یا سپاری کے ویران باغ پر بغیر سرکاری اجازت کے قبضہ کرلے اور لگان بھی ادا نہ کرے تو اس باغ کو بحق حکومت ضبط کرلیا جائے اور ملازموں کو رکھ کر سرکاری طور پر اس میں کاشت کی جائے۔ میووں کے درختوں میں اضافہ کریں۔ سبزی ترکاری بھی اگائیں۔ درختوں کی تفصیل رجسٹروں میں درج کریں اور پیداوار سے جو قیمت حاصل ہو خزانہ میں داخل کی جائے۔

لگان سے محفوظ رہنے کے لئے بہت سے لوگ باغوں کو ویران بتاتے ہوئے، دوسرے لوگوں کو بغیر کرایہ کے دے رکھے ہیں۔ تحقیقات کے بعد ان باغوں پر لگان لگایا جائے۔ اگر ان لوگوں پر تقاوی ہو تو وہ بھی وصول کی جائے۔ پھلدار درختوں کے نیچے جو پیداوار ہوتی ہے۔ اس میں بھی حکومت کا حصہ ہے۔

تشریح

بکانن اپنے سفر نامہ کی دوسری جلد میں مختلف مقاموں کے تحت میں لکھتا ہے:-

"پھلدار درختوں کے نیچے کی پیداوار میں حصہ صرف ان باغوں سے لیا جاتا تھا جہاں درخت بالکل دور دور بوئے گئے ہوں۔ لیکن جہاں درخت نزدیک لگائے جاتے تھے وہاں سرکار کو کوئی حصہ نہیں ملتا تھا۔"

۲۲- جنگلوں سے دال۔ عود۔ لاک۔ گوند اور موم وغیرہ جمع کرکے ملازموں کے ذریعہ

بیجوں کو دوبارہ نہ بویا جائے۔ استعمال کے لئے منع قرار دیا جاتا ہے۔

تفصیلی تحقیق کے نزدیک سلطان کے ان ہدایات کو دیکھ کر ان میں وہ سرانہ وجود ہوتا مثال کے درخت پیش کئے جاتے ہیں۔ ان باغوں کی حفاظت کی تاکید کی جاتی ہے۔ اگر یہ درخت کو ملازمین کو نہ ہو تو اپنی زمینوں میں پائے جائیں تو ان کو محفوظ کریں۔ کسان اگر نقد دو پیسہ طلب کریں تو نقد روپیہ دیا جائے ورنہ ان کے لگان میں یہ رقم وضع کی جائے۔ تاکید کی جاتی ہے کہ ان درختوں کا ایک تنکا بھی باہر جانے نہ پائے۔

تشریح

مذکورہ بالا دفعہ میں عاملان حکومت کو تاکید کی گئی ہے کہ درختوں کا ایک تنکا بھی باہر جانے نہ پائے۔ یہ تاکید کس لئے تھی کہ پائین گھاٹ میں جو انگریزوں کا علاقہ تھا کوئی ملتی نہ تھی۔ اس لئے انگریز ہر وقت اس کوشش میں مصروف رہتے تھے کہ اپنے جہازوں اور دیگر ضروریات کے لئے کوئی سلطنت خداداد کے جنگلوں سے حاصل کریں۔ اس لئے سلطان نے انگریزوں کو کوئی سے محروم کرنے کے لئے اس قانون کو جاری کیا۔

حکومت کو ساگوان اور ببول کی لکڑی کی سخت ضرورت ہے۔ اس سے توپ خانہ کی گاڑیوں کے پہیئے بنتے ہیں۔ تاکید ہے کہ دوسرے کاموں کے لئے ان درختوں کو کاٹا نہ جائے۔ حکومت کو جس وقت ضرورت ہوگی کاٹنے کا حکم دیا جائے گا۔ عامل ان کے تخم جن سے درخت اگتے ہیں حاصل کریں اور بارش کے دنوں میں انہیں ندیوں اور نالیوں کے کنارے نشیبی زمین میں بوئیں تاکہ یہ درخت کثرت سے ۱۳۔

پیدا ہوں۔

۲۴۔ آپ کے ماتحت ضلع میں صندل کے درخت ہیں۔ ان میں جو درخت پختہ ہو گئے ہوں انہیں کاٹ کر بیج شاخوں اور جڑوں کے تول کر پٹن کو روانہ کریں۔ جس زمین کی آبپاشی دریاؤں اور قدرتی نہروں سے ہوتی ہے اُس میں صندل کے درخت لگائے جائیں۔ ان درختوں کو بغیر سرکاری اجازت کے کاٹنا ممنوع ہے۔

تشریح

صندل میسور علاقہ کی خاص پیداوار ہے۔ آج بھی ریاست میسور اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ میسور کے صندل کے مصنوعات مشہور ہیں۔ صندل کا درخت آج بھی سرکاری ملکیت ہی قرار دیا گیا ہے۔

۲۵۔ خیار دشمنی (شکے کائی) اور املی کے درخت اگر سرکاری زمین میں ہیں تو ان کی پیداوار سرکار کی ملک ہے۔ املی اور شکے کائی جمع کی جائے۔ مگر جو درخت کسانوں کی زمینوں میں ہیں وہ انہیں کی ملکیت ہے۔ ان کی پیداوار میں سرکار کو کوئی حق نہیں ہے۔

۲۶۔ کوئی کسان اگر پان کا باغ لگانا چاہے تو اس سے پہلے تین سال تک صرف نصف لگان لیا جائے گا۔ چوتھے سال سے پورا لگان دینا ہوگا۔

تشریح

پان کے باغات پر بھی لگان کا وہی دستور تھا جو دوسری زمینوں کے لیے مروج تھا۔ یعنے نصف پیداوار اخراجات کاشتکاری کے طور پر کسان کو دینے کے بعد بقیہ نصف پر ہی لگان لیا جاتا تھا۔

بکانن اپنے سفرنامہ کے صفحہ ۳۵۴ پر لکھتا ہے:۔

"میں نے رقبہ کے لحاظ سے جب ان باغوں کے لگان کا حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ایک ایکڑ زمین پر لگان نو شلنگ دس پنس ہے یعنے سات روپیہ چھ آنے۔

۲۷۔ اگر کوئی شخص سپاری کا باغ لگاتا ہے تو پہلے پانچ سالوں میں لگان بالکل نہیں لیا جائے گا۔ چھٹویں سال سے مروجہ لگان کا نصف اس وقت تک لیا جائے جب تک کہ درخت پھل دینا شروع کریں۔ پھل دینے کے بعد پورا مروجہ لگان یا حصہ جیسا وہاں دستور ہے، لیا جائے گا۔

تشریح

سپاری کے درخت پہلے پانچ سال تک بالکل پھل نہیں دیتے۔ اس کے بعد سے کچھ درخت پھل دینا شروع کرتے ہیں۔ دسویں سال تمام درخت پھل دینے لگتے ہیں۔ سلطان نے اسی لحاظ سے پہلے پانچ سال تک لگان کی معافی دی اور بعد میں پورا باغ پھل دینے تک نصف لگان مقرر کیا۔ یہاں بھی لگان کا دستور زمین کے لگان کے مطابق ہی تھا یعنی کل پیداوار کا نصف حصہ اخراجات کاشتکاری کے طور پر کسان کو ملنے کے بعد باقی نصف کو کل پیداوار قرار دے کر لگان مقرر کیا جاتا تھا۔

سلطان سے پہلے جو حکومتیں تھیں وہ پیداوار میں حصہ لیتی تھیں، لیکن سلطان نے سپاری کے باغوں سے بجائے پیداوار میں حصہ لینے کے نقد رقم لینے کا قانون جاری کیا۔ سپاری کی قیمت ہمیشہ بڑھتی یا کم ہوتی تھی اس لحاظ سے اگر حکومت کو ایک جانب فائدہ تھا تو دوسری جانب کسانوں کو بھی بہت بڑا فائدہ تھا۔ وہ سپاری اسی وقت فروخت کرتے تھے جب

قیمتیں بڑھ جاتی تھیں۔ سلطان نے لگان کی رقم بھی گاؤں کی پنچایت کے فیصلہ پر چھوڑ رکھی تھی۔ بکانن اپنے سفرنامہ کے صفحہ ۳ دو ۴ پر لکھتا ہے :-

"سپاری کے باغات سے اگلی حکومتوں کو نصف پیداوار بطور لگان ملا کرتی تھی۔ لیکن ٹیپو سلطان نے باغ کے مالکوں سے پیداوار کے عوض نقد رقم لینا منظور کیا اور یہ رقم پنچایت کے فیصلہ سے مقرر ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے ایک کھنڈی کی زمین سے ۱۰۰ یا ۱۲۰ فنم ملتے تھے۔ جو رقبہ کے لحاظ سے فی ایکڑ ۱۵ شلنگ ۶ پنس سے ۱۸ شلنگ ۷ پنس تک ہے یعنے گیارہ روپیہ دس آنے سے تیرہ روپیہ پندرہ آنے تک ہے۔

انگریزی حکومت نے اس قانون کو یکسر اُلٹ دیا۔ بکانن نے حکومت کو مشورہ دیا کہ اس سلطانی قانون سے حکومت کو سخت نقصان پہنچتا ہے میں نے ہمارے مقرر کردہ تحصیلداروں سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی یہی مشورہ دیا کہ اس قانون کو بدل کر پیداوار سے نصف حصہ لیا جائے جب اس کا حساب کیا گیا تو معلوم ہوا کہ نصف پیداوار سے ۲۵ من سپاری ملتی ہے جس کی قیمت ۷۵ء۵ فنم یا ۶۳ روپیہ ہوتی ہے۔"

چنانچہ انگریزوں نے جہاں کھیتوں پر رقبہ کے لحاظ سے لگان لینے کا قانون جاری کیا وہاں باغوں سے پیداوار لینا منظور کیا۔ اس لئے کہ اس میں ان کا فایدہ تھا۔

۲۸ - جو شخص ناریل کا نیا باغ لگائے گا اس سے پہلے چار سالوں میں لگان نہیں لیا جائے گا۔ پانچویں سال میں مقررہ لگان کا نصف لیا جائے گا۔ چھٹویں سال میں پورا مقررہ لگان یا حصہ جیسا وہاں رواج ہے لیا جائے گا۔ اس رعایت

کے علاوہ جو کچھ سبزی ترکاری پھل چار سال تک باغ میں ہوگی اس میں حکومت کا کوئی حق نہیں ہے۔

تشریح

لگان جس طریقہ سے لیا جاتا تھا اس کی تشریح پچھلے صفحات میں کی جا چکی ہے۔ ناریل کے درخت بھی پہلے چار سال تک پھل نہیں دیتے۔ پانچویں سال پھل دینا شروع کرتے ہیں۔ چونکہ سپاری اور ناریل کے باغات تیار کرنے میں کسانوں کو بہت زیادہ محنت اور آمدنی کے لئے سالہا سال تک انتظار کرنا پڑتا ہے اس لئے سلطان نے ان درختوں کے نیچے جو سبزی ترکاری ہوتی تھی اس میں حکومت کا کوئی حصّہ مقرر نہیں کیا۔ بکانن نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ ایک باغ کی تیاری میں کسان کے تقریباً ایک ہزار روپے خرچ ہوتے تھے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ہزار روپیہ اس زمانہ میں کتنی قدر و قیمت رکھتے تھے۔

بکانن نے باغات کے متعلق مندرجہ ذیل معلومات اپنے سفرنامہ میں دیئے ہیں۔

(۱) باغوں کی زمین بھی باغ والوں کی ملکیت ہی سمجھی جاتی تھی۔

(۲) جب تک کہ وہ لگان ادا کرنے ان کو بے دخل نہیں کیا جا سکتا تھا۔ مگر جب کسان باغ کو بنجر ڈال دیتا تھا تو باغ سرکار کا ہو جاتا تھا اور حکومت باغ دوسرے کو دے دیتی تھی۔

(۳) باغات دوسروں کو فروخت کرنے کی اجازت تھی۔

(۴) بعض علاقوں میں ناریل کے درختوں پہ لگان نہیں لیا جاتا تھا یہ درخت

خشک علاقوں میں ہوتے تھے جن کی آبیاری ادلیوں وغیرہ سے ہوتی تھی - چونکہ کسان کو بہت زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی تھی اس لیے لگان نہیں لیا جاتا تھا -

(۵) ایک درخت میں دس سے دو سو ناریل نکلتے ہیں - سو ناریل کی قیمت پانچ فنم تھی -

(۶) اگر درخت نزدیک نزدیک اور گھنے ہوں تو ان کے نیچے دھان بویا جاتا تھا اس میں حکومت کو کوئی حصہ نہیں ملتا -

(۷) اگر کسان باغ سے بے پروائی کرے اور درخت دور دور اور پھیلے ہوئے ہوں تو اناج میں حکومت کا حصہ تھا -

(صفحہ ۳۰۸ تیسری جلد)

۲۹ - پورے ضلع کی مردم شماری اور خانہ شماری کی جائے - ہر قصبہ اور گاؤں کے نام کے تحت مندرجہ ذیل معلومات دی جائیں :-

(۱) کتنے مکانات ہیں -

(۲) آبادی کیا ہے -

(۳) کتنے مرد - کتنی عورتیں اور کتنے بچے ہیں -

(۴) ذات کیا ہے -

(۵) پیشہ کیا ہے -

(۶) اگر لوگ کاشتکار ہیں تو ان کے پاس کتنے ہل اور کتنی زمین ہے -

(۷) گاؤں میں زراعت ترقی پر ہے یا تنزل پر -

حساب لیتے وقت نہایت احتیاط کی جائے کہ لوگوں کے دلوں میں خوف وہراس

پیدا نہ ہو۔ اگر لوگ دریافت کریں تو کہا جائے کہ آمد و خرچ کا حساب دیکھ کر ضرورت مندوں کو تقاوی (قرضہ) دی جائے گی۔

شان بھوگوں کو حکم دیا جائے کہ اپنے اپنے گاؤں کا حساب تیار کرکے تحصیلدار کو روانہ کریں اور ہر تحصیلدار اپنی سمت کا حساب عامل ضلع کو روانہ کرے گا۔ اس طرح پورے ضلع کا حساب عامل کے دفتر میں تیار ہوگا۔ عامل کو چاہیئے کہ حساب کے تحت میں آبادی اور زراعت کے متعلق اپنی رائے لکھ کر صدر دفتر کو روانہ کرے جہاں سے یہ حضوری میں پیش ہوگا۔

یہ حساب ماہ رمضان المبارک میں صدر دفتر میں پہنچ جانا چاہیے۔ یاد رہے کہ ان تمام حسابات کی تنقیح ماہ ذی الحجہ میں ہوتی ہے۔

تشریح

معلوم ہوتا ہے کہ سلطان سے پہلے ملک میں مردم شماری کا رواج نہیں تھا۔ میں نے یہ اس لئے لکھا ہے کہ انگریزی مورخوں نے اس کو سلطانی ایجاد قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ "سلطان نے مردم شماری کا رواج اس لئے جاری کیا کہ رعایا سے زیادہ سے زیادہ روپیہ ٹیکسوں کے ذریعہ حاصل کرے۔

مگر یہ تعجب سے دیکھا جائے گا کہ سلطنت خداداد پر قبضہ ہوتے ہی ان گوروں نے ڈاکٹر بکانن کو تمام اسی مقصد کے لئے روانہ کیا جس کی اقتصادی رپورٹ تین جلدوں میں لنڈن میں ۱۸۰۷ء میں شائع ہوئی۔ مردم شماری کا یہ رواج نہ صرف میسور بلکہ تمام ہندوستان میں ابھی تک جاری ہے۔ بڑے شہروں میں مردم شماری اگر دس سال میں ایک دفعہ

ہوتی ہے لیکن دیہات میں پٹیل ہر سال مردم شماری کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا دفعہ کے تحت میں لکھا گیا ہے کہ تمام حسابات کی تنقیح ماہ [illegible] میں ہوتی ہے۔ سلطانی حکم ہے ہر سال عاملان ضلع کی ایک کانفرنس سرنگاپٹم میں ماہ [illegible] ہوتی تھی۔ کرک پاٹرک مکاتیب سلطانی میں لکھتا ہے:۔ ان کانفرنسوں کے خاتمہ پر سلطان کی جانب سے تمام مسلمان افسروں اور تمام ہندو افسروں کو علیحدہ علیحدہ شاندار دعوتیں دی جاتی تھیں [illegible] ان دعوتوں کے بعد عطر اور پان تقسیم ہوتے تھے۔

۲۰۔ زمین کے حساب کی تنقیح ماہ رمضان میں کی جاتی ہے۔ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ کے ضلع کا حساب صدر دفتر میں ماہ شعبان میں پہنچ جانا چاہیے۔

تشریح

حسابات کی تنقیح اور ملکی حالات پر غور و خوض کے لئے ہر ماہ ذی الحجہ میں عاملانِ حکومت کی کانفرنس سرنگاپٹم میں ہوتی تھی۔ کرک پاٹرک مکاتیب سلطانی میں لکھتا ہے:۔

"ماہ ذی الحجہ میں عید کے موقع پر ہر سال آصفان، ضلع اور نائبان تجارت بورڈ کی علیحدہ علیحدہ کانفرنسیں سرنگاپٹم میں ہوتی تھیں۔ ان کانفرنسوں کا خرچ سرکاری خزانہ سے ادا کیا جاتا تھا۔ ان کانفرنسوں کے موقع پر سلطان کی جانب سے تمام مسلمان افسروں اور تمام ہندو افسروں کو علیحدہ علیحدہ شاندار دعوتیں دی جاتی تھیں اور رخصت کے وقت عطر اور پان پیش کئے جاتے تھے۔"

۲۱۔ سال کے آخر میں عامل۔ سررشتہ دار اور شانبھوگ تبدیل کر دیئے جائیں تاکہ

علاقہ کی زمینوں کا ناپ درج سلطانی کے مطابق لینا چاہیئے - ایسے مقصد مندرجہ ذیل معلومات کا حاصل کرنا ہے :-

(۱) ہر گاؤں سے کتنی زمین ملحق ہے -

(۲) کتنی آب زمین زیر کاشت ہے -

(۳) ایک کھنڈی تخم سے کتنا غلہ پیدا ہوتا ہے -

(۴) دیہاتوں - نہروں اور تالابوں سے کتنی زمین سیراب ہوتی ہے - اس حساب میں برہمنوں اور مندروں کو دی ہوئی زمینیں بھی شامل کی جائیں -

(۵) انعامی زمینیں، عام شاہراہیں - باغات - بنجر اور آباد زمینیں علیحدہ علیحدہ دکھائی جائیں -

(۶) تر اور خشک زمینوں کا رقبہ علیحدہ علیحدہ دکھانے کے علاوہ زرخیزی کے لحاظ سے زمین کی تقسیم بھی دکھائی جائے -

(۷) ان زمینوں سے فی کھنڈی تخم سے کتنی پیداوار ہوتی ہے اور لگان کتنا وصول ہوتا ہے -

کسانوں کے اطمینان کے لئے مندرجہ بالا حساب خود ان کے سامنے کیا جائے اور ان سے پوچھ لیا جائے کہ حساب صحیح اور درست ہے - اور وہ اس حساب سے مطمئن ہیں -

مندرجہ بالا حساب کی تین نقلیں بنائی جائیں - ایک آپ کے دفتر میں رہے گی دوسری صدر دفتر کو روانہ کریں اور تیسری حضوری میں بھیجیں -

تشریح

آئین سلطانی کی اس دفعہ میں برہمنوں اور مندروں کو دیئے ہوئے

واقعات کا ذکر ہے جس پر اس کتاب کے مقدمہ میں روشنی ڈالی گئی ہے
یہاں زمین کی قسموں کی تشریح کی جاتی ہے جس کا ذکر اس مقدمہ میں کیا
گیا ہے۔ یہ بتایا جا چکا ہے کہ لگان کا تعین پیداوار پر تھا۔ پیداوار زمین
کی قدرتی زرخیزی پر منحصر ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے زمین کو چار قسموں میں تقسیم کیا
گیا تھا۔ بکانن اپنے سفرنامہ صفحہ ۲۹۹ پر لکھتا ہے :-

زمین چار قسموں پر تقسیم تھی۔

پہلی قسم۔ بہت سیاہ رنگ کی مٹی کی۔

دوسری قسم۔ سرخ رنگ کی مٹی کی۔

تیسری قسم۔ وہ زمین جس میں بالو کی ملاوٹ ہو۔

چوتھی قسم۔ بہت زیادہ بالو اور کنکر کی ملی ہوئی زمین۔

ان زمینوں میں چاول اور نیشکر بوئے جاتے تھے۔ چاول کی مندرجہ ذیل قسمیں
عام تھیں۔

بڑا جات۔ کھیتی راجہ۔ دولی سند۔ اور چھوٹا جات۔

ولکس نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ عہد سلطانی سے پہلے میسور میں صرف معمولی
قسم کا چاول پیدا ہوتا تھا۔ سلطان نے ترادنکور سے اعلیٰ قسم کے چاول کے
بیج منگا کر اچھی قسموں کا رواج دیا۔

سال میں دو فصلیں ہوتی تھیں۔ کار اور سیمو۔ بارش کے موسم کی فصل کو
سیمو اور گرمی کے موسم کی فصل کو کار کہا جاتا ہے۔

جہاں گرمی کے موسم میں پانی کم یاب ہوتا تو وہاں دو فصلوں کا رواج نہ تھا۔
... تا تھا۔ نیشکر کی کاشت ... پانی ... کام آتا تھا۔

[illegible] ہندوستانی پر بہت زور دیا جاتا تھا۔

۴۲۔ دفعہ ۴۲ کے مطابق حساب بناتے وقت اگر گاؤں اور قصبوں کے نشان ہو گئے ہوں تو اپنے چودھریوں کے راز معلوم ہو جانے کے خوف سے کسانوں کو ورغلائیں یا کسی اور طریقوں سے اتنی بڑی تو ان [illegible] کو دریافت کریں۔ انہیں سخت سزائیں دیں اور جرمانے بھی کریں۔

۴۳۔ وقف املاک کے [illegible] زمینوں کی زمینوں کے جس قدر زمینات گاؤں کے بارے میں [illegible] جمع بندی کے حساب میں شامل کیا جائے اور حساب میں دکھایا جائے کہ یہ زمینیں انعام کی ہیں۔ یہ انعام ان کے مالکوں کو قائم رہے گا۔ لیکن ضروری ہے کہ وہ اپنے فرائض منصبی ٹھیک طور پر بجا لائیں۔

۴۴۔ کھیتوں کے علاوہ [illegible] بڑے اور چھوٹے تالاب، باولیاں اور نہریں اپنے خرچ سے رفاہ عام کے لئے بنائے ہیں [illegible] انعام رہ گئی ہیں۔ یہ انعام وراثتی انعام کے تحت دیا گیا ہے [illegible] قائم رہے گا۔ لیکن ضروری ہے کہ یہ لوگ اپنی بنائی ہوئی نہروں، تالابوں وغیرہ کی مرمت کرتے رہیں۔

اگر کوئی انعام دار مالی مشکلات کی وجہ سے مرمت کرنے سے قاصر ہو تو حکومت کی جانب سے مرمت کی جائے اور اخراجات [illegible] بتدریج قسطوں [illegible] وصول کئے جائیں۔

۴۵۔ سرکاری تالابوں، باولیوں اور نہروں کی مرمت کے وقت مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا جائے۔

(۱) [illegible] متعلقہ [illegible] تالاب، باولی یا نہر کا معائنہ کریں۔

(۲) حکومت کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے مرمت اس طرح کی جائے کہ مضبوط بھی ہو اور زراعت کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ رساں بھی ہو۔

(۳) ان کاموں کا نرخ پہلے سے مقرر ہے، اسی نرخ پر کام لیا جائے۔

(۴) مزدوروں کی اجرت نقد دے کر ان سے رسید لی جائے۔

(۵) مرمت کا حساب شانبھوگ اور متصدی اپنے حسابوں کے ساتھ رکھیں گے۔

(۶) پشتے باندھنے کے لئے مٹی کی ضرورت ہو تو کھیلنے استعمال کئے جائیں۔ انکی مزدوریوں کا حساب شانبھوگوں کو رکھنا چاہیئے۔ دیکھا جائے کہ ہر دن کتنی مٹی جمع ہو رہی ہے۔

۳۶۔ اگر کوئی شخص رفاہ عام کے لئے تالاب۔ نہر باولی۔ شہر پناہ۔ گڑھی یا برج تعمیر کرے یا کوئی نیا گاؤں آباد کرے تو اس جگہ کے مقدم اور دوسرے لوگوں سے دریافت کیا جائے کہ وہاں سرکاری انعام کا دستور کیا ہے۔ اسی دستور کے مطابق اس کو راتق انعام میں زمین دی جائے۔ اس زمین پر لگان معاف ہے۔

اگر وہاں عامی لگان کا رواج ہے تو اسی کے مطابق عمل کریں۔ ہر طور پر انعام وہاں کے قدیم رسم و رواج کے مطابق ہونا چاہیئے۔

۳۷۔ ضلع میں لگان سالانہ تین قسطوں میں ہر چار ماہی پر لیا جاتا ہے۔ نیا سال شروع ہونے سے پیشتر باقی رقم وصول کر لینا چاہیئے۔ وصول شدہ روپیہ خزانہ کو بھیجنے میں تاخیر نہ کریں۔

نیا سال ہندی حساب سے ماہ جیٹھ سے شروع ہوتا ہے۔

۳۸۔ جس ضلع کی آمدنی دس ہزار ہگوڈوں سے زیادہ ہو۔ وہاں پانچ سو کی رقم جمع ہوتے ہی خزانہ کو بھیج دیں۔ ضلع کی پوری جمع بندی کے اندازہ سے رقم روانہ کی جائے۔

۳۹۔ کسانوں کو اطلاع دی جائے کہ وہ اپنے لگان کی رقم قسط بندی کے مطابق تہول (گشتی ہرکارے)
کے ذریعہ روانہ کریں اگر تہول انکار کریں تو انہیں سزا دیں اور ان کے عوض دوسرے تہول
مقرر کریں۔

تشریح

تہول ہرکاروں کا ایک محکمہ تھا جو عامل ضلع کے ماتحت تھا۔ ان ہرکاروں سے لگان کی وصولی کی جاتی تھی۔ یوں تو عام قانون کے مطابق فصل پر لگان لیا جاتا تھا مگر جب کسان مجبوریوں کی وجہ سے لگان ادا نہ کر سکتے تھے تو انہیں سہولت دیتے ہوئے حکم دیا جاتا تھا کہ اپنا لگان ان گشتی ہرکاروں کے ذریعہ روانہ کریں۔ یہ ہرکارے وعدہ کی تاریخ پر کسان کے پاس آتے تھے۔

۴۰۔ سرکاری کاموں کی نگرانی کے لئے جو ہرکارے مقرر ہیں۔ ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ ان میں سے اکثر ہرکارے مزدوروں سے نہایت بُرا سلوک کرتے ہیں یا ان سے رشوت لیتے ہیں۔ دریافت کرنے کے بعد ان حرکات سے انہیں منع کیا جائے۔ مزدور صرف سرکاری کام کرتے ہیں۔ ان سے بُرا سلوک کرنا یا ان سے رشوت لینا بالکل ناجائز ہے۔ جو ہرکارے مزدوروں پر ظلم کریں یا ان سے رشوت لیں انہیں سزا دیں۔

۴۱۔ جمع بندی کے دوران میں دفتر کا وقت صبح کے نو بجے سے شام کے پانچ بجے تک مقرر کیا جاتا ہے۔ اور پھر شب میں آٹھ بجے سے تین بجے تک ہے۔

حساب ختم ہونے کے بعد اس پر دستخط اور مہر کر کے حضوری اور صدر دفتر میں نقلیں بھیجی جائیں۔ جمع بندی کے حساب کے وقت گاؤں کے پٹیل یا شانبھوگ کو ایک دوسرے کے یہاں جانا نہیں چاہیئے۔ سرکاری افسروں کو سرکارد

کام اپنے اپنے مکانوں میں نہیں کرنا چاہیئے - سرکاری کام کے لئے دفتر ہے - دفتر ہی میں کام ہونا چاہیئے -

حکم دیا جاتا ہے کہ ماہانہ حساب متعلقہ کچہریوں کو معائنہ وقت پر بھیجا جائے - یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ آپ ہر ہفتہ ضلع کی حالت سے اطلاع دیتے رہیں -

تشریح

ملک کی موجودہ حکومتیں بھی اس قانون پر عمل کر رہی ہیں - اور اسی مقصد سے ہر ہفتہ گزٹ شائع ہوتے ہیں جن میں ملک کی اقتصادی حالت - بارش تجارت اور زراعت وغیرہ کے متعلق اعداد و شمار اور معلومات لکھے ہوئے ہوتے ہیں -

۴۱ - جب کبھی حضور کچہری یا ضلع کی تکوری ... سے احکام ملیں تو ان کی فوری اطاعت کی جائے -

۴۲ - رواج چلا آ رہا ہے کہ گاؤں کے لوگ تہواروں یا مسافروں پر اپنا روپیہ بہت زیادہ خرچ کرتے ہیں - اطلاع دی جائے کہ مسافروں پر روپیہ خرچ نہ کیا جائے - اگر ایسا ہی کسی کو خرچ کرنا ہو تو اگر اس کے پاس سو گھوڑے ہوں تو ایک گھوڑا خرچ کیا جائے زیادہ خرچ کرنے کی ضرورت نہیں ہے -

تشریح

سلطان نے یہ قانون اس لئے جاری کیا کہ عام طور پر مسافر صرف اپنے ہی فائدہ کے لئے سفر کرتے تھے - اور سلطان نے راستوں میں انہیں ہر قسم کی سہولت دے رکھی تھی - یعنے ہر جگہ راستوں پر مسافر خانے بنے ہوئے تھے جہاں مفت رہائش کے علاوہ دودھ دہی مکھن وغیرہ مسافروں

کو مفت دیا جاتا تھا۔ بکانن نے اپنے سفر نامہ میں کئی مسافر خانوں کا ذکر کیا ہے۔ یہاں مثال کے لئے صرف ایک مسافر خانہ کا حال لکھا جاتا ہے :۔

۱۱ راکتوبر ۱۸۰۰ء۔ یہاں راستہ میں ایک بڑی کشادہ عمارت ملی جس کی مرمت ابھی حال ہی میں ہوئی تھی۔ یہ ایک مسافر خانہ تھا جس کو تدی کوبل کہا جاتا ہے۔ اس کا انتظام ایک برہمن کے ہاتھ میں ہے جس کو حکومت سے ماہانہ چار روپیہ تنخواہ کے علاوہ سات گائیں بھی ملی ہوئی ہیں کہ ان کا دُودھ وغیرہ مسافروں کو مفت دیا جائے۔" (صفحہ ۱۸۵)

بورنگ نے اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ ۷۷ پر لکھا ہے :۔

صرف اس علاقہ میں جو میسور کے راجے کو دیا گیا۔ سلطان کے جاری کردہ مسافر خانوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

(۱) مسافر خانے یا وُہ بڑی عمارتیں جو اعلیٰ درجہ کے مسافروں کے لئے تھیں	۳۱
(۲) چھتر یا وہ چھوٹی عمارتیں جو عام مسافروں کے لئے تھیں۔	۱۵۱۷
(۳) منڈپ جنھیں چولٹری بھی کہا جاتا ہے جو راستوں میں ستانے کے کام آتے تھے	۷۴۰
جملہ	۲۲۸۸

۴۴۔ اٹھاؤنی (محکمہ ریونیو) کے ملازمین کی حاضری بلاناغہ دیکھی جائے۔ ان کی تنخواہیں شرح کے مطابق ان کے ہاتھوں میں نقد دی جائیں۔ تنخواہ کے عوض ہول کندایہ زمین دینا ممنوع

ہے۔

تشریح

ہول کنڈا یہ زمین۔ کنڈایہ سے مراد لگان ہے۔ میسور میں لگان کو کنڈایہ کہتے ہیں۔ ہول کنڈایہ۔ ایک مقررہ لگان جس پر کسان اور حکومت دونوں قول کے مطابق راضی ہو جاتے ہیں۔ مگر فصل نہ ہونے پر یا اگر کسان دغا و فریب سے کام لے تو تکرار شروع ہو جاتی تھی۔ اس لئے سلطان نے نقد تنخواہ دینی منظور کی۔ اور یہ بھی مدنظر تھا کہ یہ لوگ اپنی زمینوں پر کسانوں سے محنت مشقت نہ لیں۔

۴۵۔ ضلع کی جمعبندی کے خاتمہ پر پٹیلوں اور معزز کسانوں کو دو دو ایک ایک بطور خوشنودی سرکار انعام دیا جائے اور اس خرچ کا حساب سرکاری اخراجات میں دکھایا جائے۔

۴۶۔ جمع بندی کے زمانہ میں سرشتہ داروں اور شانبھوگوں (محاسبوں) کو حساب لکھنے کے لئے روزانہ ایک دستہ موٹا کاغذ اور ایک دیک چراغ دیا جائے۔ شانبھوگوں کو اطلاع دی جائے کہ حساب صرف کاغذ پر لکھیں۔ پتوں پر لکھا نہ جائے۔ وہی حساب قابل قبول ہوگا جو کاغذ پر لکھا ہوا ہوگا۔ پتوں پر جو حساب ہوگا قبول نہیں کیا جائیگا۔

۴۷۔ کنڈا چار کے نایک (چھوٹے فوجی افسر) پٹیلوں سے رشوت لینے کے عادی ہیں اور اکثر ان کے لئے ضمانت دیتے ہیں۔ ضمانت کا یہ قدیم دستور منسوخ کیا جاتا ہے آئندہ ان نایکوں کی ضمانت قبول نہ کی جائے۔ بلکہ ذی عزت پٹیلوں اور شانبھوگوں کی ضمانت لی جائے۔

۴۸۔ عامل۔ سرشتہ دار یا متصدی کی رشتہ داری کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جو عامل اپنے متعلقہ تعلقہ میں ہیں تو کسانوں سے الوفہ یا نجل لیتے ہیں۔ یہ طریقہ قرار دیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ

افسر بھی الوفہ حاصل کرے گا سزا کا مستوجب ہو گا ۔

[illegible] کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ان افسروں یا ان کے ملازموں کے لئے ایندھن وغیرہ مہیا کریں ۔ آپ کے ماتحت افسروں کو یہ حکم سناتے ہوئے پٹیاوں کو بھی سخت تاکید دی جائے کہ حکومت کے لئے جمع کیا ہوا ایندھن ہرگز خرچ نہ کریں اگر کسی جگہ یہ ایندھن خرچ کیا گیا ہو تو باز پرس کی جائے ۔

تشریح

الوفہ ۔ گھوڑوں اور بیلوں کے لئے دانہ اور گھاس

الوفہ کا رواج ملک میں قدیم سے چلا آتا ہے ۔ جب کبھی حکام دورے پر دیہات میں آتے ہیں تو نہ صرف الوفہ اور ایندھن بلکہ ہر چیز اپنے اور اپنے ملازموں کے لئے دیہاتیوں سے مفت حاصل کرتے ہیں ۔

۴۹ ۔ اگر کسی ضلع میں عامل کے ظلم و ستم سے کسان گھبرا کر بھاگ جائیں تو ہر ہل کے عوض جو ذی عزت کسان چھوڑ کر بھاگ گیا ہو، عامل سے بیس تگوڑے وصول کئے جائیں گے ۔ اور معمولی کسان کے ہر ہل کے عوض دس تگوڑے لئے جائیں گے ۔

۵۰ ۔ دریافت کیا جائے کہ کن کسانوں پر سال ہائے گذشتہ کے لگان کی رقم ٹھہری ہوئی ہے جن کسانوں کو ادا کرنے کی استطاعت ہو انہیں مجبور کیا جائے کہ رقم بیباق کریں ۔ لیکن جن میں استطاعت نہیں انہیں سہولت دیتے ہوئے قسطوں میں وصول کریں ۔ جو کسان پہلے بھاگ گئے ہیں انہیں واپس آنے کی ترغیب دیں اور ان سے جو رقم وصول ہونا باقی ہو اس کے لئے انہیں ۳-۴ قسطیں دی جائیں ۔ جو باقی دار جو فوت ہو چکے ہیں اگر انہوں نے کچھ اثاثہ چھوڑا ہے تو اس اثاثہ سے باقی وصول کی جائے ۔ اگر اثاثہ نہ ہو تو پٹیل اور دوسرے کسانوں کے سامنے مچلکہ لکھ کر اس پر ان کے دستخط

لیں اور حساب میں باقی نہ آنے دیا کریں۔

تشریح

[illegible]

[illegible]

نکاں کی ادائیگی کے معاملے میں اتنی زیادہ شدت سے کام لیا گیا کہ ملک میں [illegible] کے خلاف بغاوت چھوٹ پڑی جس کے لئے کئی بستیوں [illegible] اور مسافروں کو پناہ دے دی گئی۔ اس کی کئی مثالیں ہمارے زمانے میں ملتی ہیں۔

الف۔ اگر کوئی شخص یہ بیان دے کہ سابق یا موجودہ حال۔ سرکشی [illegible] ایسا وغیرہ

کساںوں سے رشوت لیتے پائے رہے ہیں تو فریقین کو بلا کر تحقیقات کرتے ہوئے ان سے روپیہ واپس لیا جائے ۔ اگر اس معاملہ میں اختلاف پیدا ہو جائے تو حضوری اور آپ کے صدر دفتر میں اطلاع دیں ۔ یہاں سے جو حکم ملے اس پر عمل کیا جائے ۔ اگر آئندہ اس قسم کے الزامات آئیں اور آپ ان کے چھپانے کی کوشش کریں یا ان پر توجہ نہ کریں تو حضوری میں معلوم ہونے پر نہ صرف رشوت کی رقم بلکہ آپ سے جرمانہ بھی وصول کیا جائے گا ۔

[illegible]

بھٹکل رسالتی جرنل ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱۷ پر لکھا ہے :-

" سلطان کو رشوت سے سخت نفرت تھی ۔ اس کے سدباب کے لئے اس نے بہت انتہائی کوششیں کیں لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکا "

قادر بیدری کا مصنف کرمانی لکھتا ہے :-

" سلطان ہر عہدہ دار سے حلف اٹھوا کر رشوت نہ لے ۔ سلطان مسجد میں قرآن پر قسم کھانے تھے اور ہندو دوارے اور پجاری ہوئے "

ولکس اور بورنگ جو سلطان کے حدردرجہ مخالف تھے اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں :-

سلطان نے رشوت خوری کو بند کرنے کے لئے ہر درجہ کوشش کی مگر یہ بند نہ ہو سکی ۔ اس کا وزیر اعظم میر صادق خود رشوت لیا کرتا تھا ۔

ولکس ——— دوسری جلد

مسٹر ا ۔ کنت راج ارس سابق دیوان میسور نے بھٹکل رسالتی جرنل مورخہ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے ۔

" ٹیپو کو رشوت سے سخت نفرت تھی ۔ ۱۷۶۴ء ۱۷۹۵ء میں اس نے

اپنے تمام ضلع کے افسروں مع ان کے رشتہ داروں اور متعلق داروں کے کو سرنگاپٹم میں طلب کیا۔ یہاں لال باغ میں ان سے اور وزیروں سے حلف لیا کہ وہ رشوت نہ لیں گے۔ ہندوؤں نے دودھ اور چاول پر قسم کی۔ مسلمانوں نے قرآن پر۔ اور برہمنوں نے رامائن پر حلف اٹھایا۔

۵۲۔ آپ کے ماتحت ضلع میں بہت سے گروپ دار چوری اور رہزنی کا پیشہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ سراغ لگا کر انہیں مع ان کے اہل و عیال کے گرفتار کیا جائے۔ ان میں سے جوان لڑکوں اور لڑکیوں کا انتخاب کر کے قلعہ دار کی نگرانی میں حضوری میں روانہ کریں۔ انہیں کھانے کے لئے روزانہ ایک سیر چاول اور ایک پیسہ دیا جائے۔ باقی لوگوں کو کمر میں رسی باندھ کر ان سے مٹی فراہم کرنے کا کام لیا جائے۔ انہیں روزانہ ایک سیر راگی کا آٹا اور ایک پائی دی جائے۔ ان کی صحت اور حالت کے متعلق حضوری میں اطلاع دیتے رہیں اور یہاں سے جو احکام ملیں ان پر عمل کیا جائے۔

تشریح

چوروں اور رہزنی کرنے والوں کو گرفتار کرنے کے بعد ان سے مندرجہ ذیل کام لئے جاتے تھے۔ قلعے۔ تالاب۔ نہریں یا باولیاں بنانا۔ سڑکیں تیار کرنا اور ان کے دونوں طرف سایہ دار درخت لگانا اور تیار ہونے تک پانی سے ان کی حفاظت کرنا۔ بکانن نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ دیہات کے قریب باغ لگانا اور ان کی آبیاری کرنے کا کام بھی جرائم پیشہ لوگوں سے لیا جاتا تھا۔ رئیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۳۷۶ پر لکھتا ہے :۔

"کوربار۔ لمبانی اور وڈر ذاتیں بھی جرائم پیشہ سمجھی جاتی تھیں۔ ان کی نقل و حرکت کی نگرانی کی جاتی تھی۔"

آج کل کی حکومتیں ایسی ہی کرتی ہیں اور خصوصاً خانہ بدوش قوموں کی نگرانی کی باقی ہے۔

۵۳ - اگر آپ کے ضلع میں کوئی لاوارث شخص فوت ہو جائے تو اس کی زندگی کا اثاث البیت بحق حکومت ضبط کی جائے۔ اگر کوئی شخص اس پر ناجائز قبضہ کرے تو تحقیقات کے بعد اس سے دوگنی رقم وصول کی جائے۔ اگر بعد میں کوئی جائز وارث پیدا ہو تو تمام اثاث اس کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے تحریری رسید لی جائے۔

۵۴ - آپ کے ضلع میں سرکاری گھوڑے اور بیل چرائی کے لئے رکھے گئے ہیں۔ ان کی نگہداشت آپ کا اولین فرض ہے۔ اگر کوئی عامل۔ قلعہ دار۔ سررشتہ دار۔ شاہان بھوگ وغیرہ حضوری سے اجازت حاصل کئے بغیر ان جانوروں سے کام لے تو ان سے فی گھوڑا پانچ سو روپیہ اور فی بیل بیس پگوڈے لیتے ہوئے انہیں ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ اور انہیں شہر بدر بھی کیا جائے گا۔

اگر کوئی شخص کوئی آوارہ بیل یا گھوڑا جس پر سرکاری نشان ہو، پکڑ کر اپنے پاس رکھ لے تو اس کو مناسب سزا دی جائے۔

تشریح

رقیمہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری گھوڑے اور بیل جب سرکاری کام نہ ہوتا تھا تو عموماً کرایہ پر دیئے جاتے تھے۔

ریاست میسور میں یہ رواج اب بھی باقی ہے۔ عموماً سرکاری افسر کرایہ پر گھوڑے لیا کرتے ہیں۔

۵۵ - اگر کوئی فوجی آپ کے علاقہ میں بغیر اجازت کے مکان تعمیر کرے تو اس کو گرفتار کر کے حضوری میں بھیجا جائے۔ اور یہ حکم یہاں سے ملے اس پر عمل کیا جائے۔

سرکاری ملازموں اور غیر ملکیوں کو بغیر پاسپورٹ کے سفر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ناجر اور ملکی لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ حکم ہر گاؤں میں نافذ کیا جائے۔

تشریح

غیر ملکی تاجروں کو بغیر پاسپورٹ کے سفر کرنے اور تجارت کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ ملکی تاجر جہاں چاہے سفر اور تجارت کر سکتے تھے۔

۵۶۔ آپ کو چاہیئے کہ آپ کے دفتر میں ضلع کے ہر شہر اور ہر گاؤں کے درمیانی فاصلہ کے حساب کا ایک تختہ رکھیں۔ اس میں مندرجہ ذیل معلومات دکھائی جائیں۔

(۱) راستہ میں کتنی باؤلیاں پانی سے بھری ہوئی کتنی خشک ہیں۔ ان کا درمیانی فاصلہ کتنا ہے

(۲) گنجان جھاڑیاں اور پہاڑیاں کہاں کہاں ہیں۔

(۳) نہریں۔ میدان۔ تالاب اور چشمے کہاں اور کتنے ہیں اور فاصلہ کیا ہے۔

(۴) فوجی پڑاؤ (کیمپ) کے لئے موزوں مقامات کہاں اور کس قدر فاصلہ پر ہیں۔ اس تختۂ حساب کی ایک نقل حضوری میں بھی ضرور بھیجی جائے۔

۵۷۔ جب کبھی کھاتی (گھوڑوں کا دانہ) کے لئے سرکاری بیل آپ کے ضلع میں بھیجیں تو بغیر کسی تاخیر کے کھاتی خرید کر اسی دن بیلوں کو واپس بھیجا جائے۔ اگر ملکی دیہات میں ہو تو جلد سے جلد اور پانچ چھ دن کے اندر صدر مقام میں منگالیں اور اس کی رسید دیں۔ جہاں تک ممکن ہو بیلوں کو جلد واپس بھیجنے کی کوشش کی جائے۔ اگر بغیر کسی معقول وجہ کے بیلوں کی واپسی میں دیر ہو جائے تو ان کا کرایہ آپ کے ذمہ ہوگا۔ بواپسی اطلاع دیں کہ آپ کے مقام سے فوجی پڑاؤ کتنے فاصلہ پر ہے۔

۵۸۔ ضلع کی جمع بندی پرانی چھوڑا یا کھٹی رایا ختم کمیشن دیا جائے گا۔ [illegible] پیش کار۔ منتی کار (تحصیلدار) اور ڈی سپ (سارجنٹ) ہر کاشتہ کو رقم ملے گا۔

مندروں کو دی ہوئی زمینیں اور انعامات اس کمیشن سے مستثنیٰ ہیں۔ ان زمینوں

اور انعامات پر لگان نہیں ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ عارضی ہرکارے پوری اور مقررہ تعداد میں رکھیں۔ اگر اس تعداد میں کمی ہو تو جو رقم بچ رہے گی وہ سرکار کی متصور ہوگی۔

عاملوں اور مال گذاری کے دوسرے افسروں کو تجارت سے منع کیا جاتا ہے اگر یہ افسر تجارت کریں گے تو جس قدر رقم وہ تجارت میں لگائیں گے اس سے دوگنی رقم ان سے بطور جرمانہ وصول کی جائے گی۔

تشریح

یہ قانون اس لئے وضع کیا گیا کہ سلطنت خداداد سے پیشتر تمام سرکاری افسر اور ملازم بلکہ فوجی سپاہی وغیرہ بھی تجارت کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے نظم و نسق قائم نہیں رہتا تھا۔ ان کی تنخواہیں بالکل کم تھیں۔ سلطان نے ان کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا۔ اس اضافہ سے جہاں سپاہی کو تین یا چار روپے ماہانہ ملتے تھے اب سات روپے ملنے لگے۔ سلطنت خداداد کے بعد بھی سپاہیوں کو یہی تنخواہ ملنے لگی۔

سلطان نے اگرچہ تمام سرکاری ملازموں کو تجارت سے منع کر دیا تھا مگر سرکاری تجارتی کوٹھیاں، کارخانے اور بنک کھول کر انہیں حصے خریدنے اور نفع اُٹھانے کا حکم دیا تھا سلطان کی اس تجارتی جدوجہد کا کتاب صحیفہ ٹیپو سلطان میں کرک پیاٹرک کی کتاب سے مفصل حال دیا گیا ہے۔

۵۹۔ سرکار کے لئے جب چیزیں خریدی جائیں تو ان امور کا لحاظ رکھا جائے۔

(۱) سدی۔ درتوک اور کوتوال کی مدد سے ہر جنس بازار کا نرخ دریافت کرکے فہرست لکھیں اس فہرست پر آپ کا دستخط اور مہر ہونی چاہیئے۔

(۲) اگر بازار میں گیلنی کا نرخ فی فنم پندرہ سیر ہو تو سرکار کے لئے ۱۷ سیر سے خریدی جائے۔

[illegible] سرکار کا نرخ فی نیم دس سیر ہو تو سرکار کے لئے گیارہ [illegible] سے [illegible]

(۴) جو چیزیں تول کے حساب سے خریدی جائیں [illegible] ملک [illegible] سے خریدیں۔

(۵) گھی، تیل اور لوہے کی مصنوعات کی قیمت اگر فی [illegible] دو [illegible] ایک

نیم کھیتی سرکار کے لئے حاصل کریں۔

(۶) [illegible] چادر کمبل [illegible] (۴۲) [illegible]

[illegible]

[illegible] کام کے لئے [illegible] ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] سیر [illegible] ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ۔

بیلوں کو بغیر کام کے بیکار نہ رکھا جائے۔

جب کبھی مزدوری کا کام کے لئے [illegible] بیل [illegible] جائیں تو [illegible]

ملتے جائیں۔ اگر بیل [illegible] ہو تو [illegible] ہوگا [illegible]

بیل کا مالک [illegible] بیل [illegible] ۔

تبصرہ

انگریزوں نے جہاں سلطان کی ایک ایک بات کی آزمائش کی وہاں اس سے
جہاں بھی نظر انداز نہیں ہوئے۔ [illegible] اپنے سفرنامہ کی تیسری جلد کے صفحہ [illegible]

پر لکھا ہے :-

"اچھے بیل روزانہ چار سلطانی کوس بغیر تکان کے طے کر لیتے ہیں۔ ایسے بیل کی قیمت تقریباً [illegible] ۳۰ روپیہ تھی"

"کرایہ [illegible] [illegible] کی پیداوار [illegible] جاتا تھا جیسے ۱۹۶ پونڈ سے کچھ زیادہ" (صفحہ ۱۰۰)

۱۱۔ [illegible] اور [illegible] زیادہ [illegible] مقدار یا تعداد [illegible] کرتا ہے [illegible] [illegible]۔

[illegible] سلطانی [illegible]۔

[illegible] [illegible] کیا جا سکے۔

[illegible] کیا جائے۔

[illegible] کو بار بار [illegible] کریں۔

۱۲۔ [illegible] ۔ مگر اب زمینداری کو ختم کیا جاتا ہے۔ [illegible]

اب [illegible] لکھا جائے۔

۱۳۔ اب [illegible] جو [illegible] انتظام میں دی گئی ہیں ان کے متعلق دریافت کیا [illegible] شامل نہیں۔ اب انہیں چیرا [illegible] شامل کریں

۱۴۔ [illegible] طرف نکلے کائی اور [illegible] کی [illegible] پیچھے پیسے کے زخمت بھی ہو سکتے ہیں۔

تشریح

[illegible] دونوں جانب بویا جاتا ہے کہ مویشی [illegible] چند دن پانی میں بھگویا جاتا ہے۔ اس کے

بعد کوٹ کر ریشے نکالے جاتے ہیں۔ ان ریشوں سے جنہیں نار کہا جاتا ہے رسیاں وغیرہ بنتی ہیں۔

بکانن کے سفر نامہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت خداداد میں ہر گاؤں کے اطراف حفاظت کے لئے باڑہیں لگائی جاتی تھیں۔ ان سے گاؤں کی حفاظت مقصود تھی۔ مگر انگریزوں نے جب ان کے خلاف ہر گاؤں میں بغاوت ہونے لگی تو ان باڑہوں کو زبردستی نکال دیا اور بعد میں اپنی تاریخوں میں یہ مشہور کیا کہ ان کی حکومت میں چوروں اور قزاقوں کا ڈر نہ ہونے سے ان باڑہوں کی ضرورت نہیں رہی۔

۶۵- آپ کے ماتحت ضلع میں جتنے قلعے ہیں وہ آپ کے ماتحت ہیں۔ ان کی مرمت آپ کے ذمہ ہے۔ لیکن جو قلعے، قلعہ دار اور محکمۂ کنداچار کے ماتحت ہیں ان کی مرمت انہیں کے ذمہ ہے۔

۶۶- حکم دیا جاتا ہے کہ ہر عامل کو ایک بندوق اپنے پاس رکھنی چاہیئے۔ تمام مسلمانوں۔ مرہٹوں اور کسانوں کو ترغیب دی جائے کہ وہ بھی بندوقیں رکھیں۔

جنگی مشق لازمی قرار دی جاتی ہے۔

جنگی مشق کے لئے ہر خاندان کو ایک آدمی مہیا کرنا چاہیئے۔

ان آدمیوں کو ہر جمعہ کے دن آپ کے سامنے جنگی مشق کرنی ہوگی۔

قصبوں اور دیہات میں بھی یہ مشق جمعہ کے دن کی جائے۔

حاضری کا رجسٹر رکھا جائے۔ جو شخص غیر حاضر ہو اس پر پانچ فنم جرمانہ کیا جائے۔

حاضری اور جرمانے کے رجسٹر باضابطہ رکھے جائیں اور ہر مہینہ ان کی نقل حضور میں بھیجی جائے۔

مذکورہ بالا جرمانوں کی رقم جمع بندی میں شامل نہ کی جائے۔

تشریح

انگریزوں نے اپنی تاریخوں میں سلطان کو حد درجہ متعصب اور ہندو دشمن لکھا ہے۔ مگر یہ دفعہ بتاتی ہے کہ اس نے ہندو مسلمانوں میں کوئی امتیاز باقی نہیں رکھا دونوں قوموں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت تھی۔ میتھک سوسائٹی جرنل سنہ ۱۹۱۹ء کے صفحہ ۱۹ پر کرنل کیمبل نے لکھا ہے۔

"عہد سلطانی میں بلا تفریق مذہب و ملت ہر شخص کو ہتھیار رکھنے کی اجازت تھی۔"

رئیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے۔

"دیہات میں ہر شخص کو اپنی اور گاؤں کی حفاظت کے لئے بندوق رکھنے کی اجازت تھی۔ چوری یا ڈاکہ کے موقع پر جس شخص سے نمایاں بہادری ظاہر ہوتی تھی اس کو سلطان کی جانب سے طلائی لنگر دیئے جاتے تھے۔"

۶۷۔ ہر قلعہ کے اندر سرکاری دفتر کے لئے ایک سرکاری مکان ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی دوسرے سرکاری مکانات ہیں تو عامل اور قلعہ دار کو رہائش کے لئے دیئے جائیں جس جگہ ایسے مکان نہ ہوں تو وہاں دفتر سے پچاس درع کے فاصلہ پر عامل اور قلعہ دار کے لئے سرکاری خرچ پر دو مکانات تعمیر کئے جائیں۔ ان مکانوں کی مرمت سرکاری خرچ پر ہو گی۔ کوئی مکان بھی تین چشموں[1] سے زیادہ کا نہ ہوگا۔ حکم دیا جاتا ہے کہ عامل اور قلعہ دار ان سرکاری مکانوں میں رہائش اختیار کریں۔ عامل اور قلعہ دار کے دفاتر ایک ہی عمارت میں رہیں گے۔

---

[1] چشموں سے مراد دروازے ہیں

اگر قلعہ کے اندر دفتر کے لئے عمارت نہ ہو تو سات حصّوں کی ایک عمارت تعمیر کی جائے۔

۶۸ - اگر کسان یا دوسرے لوگ لگان یا سرکاری محاصل کی ادائیگی میں نقد رقم یا غلہ کے عوض سونا - چاندی - تانبہ یا پیتل دینا چاہیں تو ان چیزوں کو بازاری نرخ پر خرید لیا جائے اور حساب میں تشریح کی جائے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ مذکورہ بالا چیزوں کو تاجروں کے ہاتھ فروخت نہ کریں۔

جس وقت صدر دفتر کو دوسری چیزیں روانہ کی جاتی ہیں یہ چیزیں بھی روانہ کی جائیں مذکورہ بالا حکم کے خلاف اگر یہ چیزیں تاجروں کو فروخت کی گئیں تو حکومت کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

۶۹ - قاضیوں اور ان معزز مسلمانوں سے جو اسلحہ کی تجارت کرتے ہیں، مکانوں کا ٹیکس نہیں لینا چاہیئے - اور اس غلہ پر بھی ٹیکس نہیں لیا جائے گا جو اپنی خوراک کے لئے یہ لوگ باہر سے لے آئیں۔

تشریح

منو کے زمانہ سے کل ہندوستان میں مندر کے پجاریوں اور دوسرے برہمنوں سے جیسے نجومی وغیرہ سے ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا - جنوبی ہند میں بھی یہی قانون رائج تھا بلکہ سلطنت وجیانگر جو ۱۳۱۶ء میں قائم ہوئی اس نے برہمنوں کو اور زیادہ مراعات دیں - اور اگراہاروں کی بنیاد رکھی (اگراہاران محلوں کو کہا جاتا ہے جو خاص برہمنوں کے لئے بنائے گئے تھے - ان محلوں میں کسی دوسرے ہندو کو رہنے کی اجازت نہیں تھی) ان مراعات میں بعد میں آنے والی سلطنتوں (جیسے بیجاپور کی اسلامی حکومت اور سلطنت میسور) نے بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں کی - بلکہ سلطنت خداداد کے قیام کے بعد ٹیپو سلطان نے ان میں اور

اضافہ کر دیا۔ لیکن ساتھ ساتھ قاضیوں اور اسلحہ کی تجارت کرنے والے مسلمانوں کو بھی ٹیکس سے معافی دی اس کی رعایا میں جہاں ہندو تھے وہاں مسلمان بھی تھے اس لئے یہ مراعات دینے ضروری تھے۔ مندروں کے لئے جاگیریں جب دی گئیں تو مسجدوں اور درگاہوں کو بھی دینا ضروری سمجھا گیا۔

ولکس نے اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ پر سلطان کی ان مراعات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سلطان نے جو جاگیریں اور انعامات مندروں اور مسجدوں کو دی تھیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

ہندوؤں کے مندروں کو سالانہ	۱۹۳،۹۵۹	کنٹی رائے پگوڈے
برہمنوں کے مٹھوں کو سالانہ	۲۰،۰۰۰	" "
مسلمانوں کی مسجدوں کو اور درگاہوں کو سالانہ	۲۰،۰۰۰	" "
میزان :	۲۳۳،۹۵۹	

دو لاکھ تینتیس ہزار نو سو انسٹھ کنٹی رائے پگوڈے۔

اسی رپورٹ میں ولکس نے سلطنت خداداد کے مندروں اور دوسری عبادت گاہوں کی تعداد بھی دی ہے جو حسب ذیل ہے۔

	قدیم میسور میں	علاقہ بالا گھاٹ	میزان
ہندوؤں اور برہمنوں کی عبادت گاہیں	۱۹،۶۸۰	۱۰۶۵	۲۰۷۴۵
جنگموں کے مٹھ	۳۵۴	۷۲	۴۲۶
جینی مذہب کے مندر	۲۲	۴	۲۶
مسلمان فقیروں کے تکیے	۵۴۴	-	۵۴۴
مسلمانوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں	۲۹۹	۱۳	۳۱۲

سلطان نے مندروں۔ برہمنوں اور مسجدوں کو جو رقم بطور انعام ہر سال دے رکھی تھی اس کا حساب اوپر دیا گیا ہے۔ سلطان کی شہادت کے بعد ایک پانچ سالہ بچے کو راجہ مقرر کرکے اور پورنیا کو اس کی غداری کے صلہ میں دیوان بنا کر جو کچھ دیا گیا اس کی تفصیل ذیل میں ولکس کی رپورٹ کے صفحات ۱۱۸ - ۱۱۹ اور ۱۲۰ سے دی جاتی ہے۔

ہندوؤں کے مذہبی اداروں کے لیئے جاگیرات اور انعامات (اس حساب میں زمین اور نقد رقم دونوں شامل ہیں۔ حساب صرف پگوڈوں کا لیا گیا ہے۔ فنم اور پیسے چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ پگوڈے کی قیمت تقریباً تین روپیہ ہے)

بڑے مندر ۸۷	۳۴۵۷۹ ـــ ۰ ـــ ۰	کنٹی رائے پگوڈے
سنگیری اور درسی پور کے مٹھوں کو	۱۰۳۸۱ ـــ ۰ ـــ ۰	"
۶۲۶ برہمنوں کو سندوں کے مطابق	۳۷۰۳ ـــ ۰ ـــ ۰	"
لنگایت فرقے کے گروؤں اور برالیوں کو	۲۵۵ ـــ ۰ ـــ ۰	"
بیرچی	۳۲ ـــ ۰ ـــ ۰	"
میزان	۸۸۹۵۰ ـــ ۰ ـــ ۰	

سلطان نے جو رقم مندروں اور برہمنوں کو دے رکھی تھی وہ ۲۱۳۹۵۹ کنٹی رائے پگوڈے تھی تو ان نام نہاد بے تعصب گوروں نے جو رقم دی اس کا میزان ۸۸۹۵۰ کنٹی رائے پگوڈے ہے۔

یہ بھی اوپر لکھا گیا ہے کہ سلطان کی جانب سے مسلمانوں کی مسجدوں اور درگاہوں کو سالانہ ۲۰۰۰۰ کنٹی رائے پگوڈے مل رہے تھے۔ انگریزوں نے ملک پر قبضہ کے بعد جو رقم دی اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بڑی درگاہوں اور مقبروں کو	۷۲ ـــ ۰ ـــ ۰	کنٹی رائے پگوڈے

قادر بادشاہ کی درگاہ کو		(دیوراج درگ) ۔۔۔۔۔	۱۰۰	کنتی رائے پگوڈے
بابا بڈھن رح	"	(چک مگلور) ۔۔۔۔۔	۵۲۹	"
ابراہیم شاہ رح	"	(بنگلور) ۔۔۔۔۔	۱۰۰	"
اللہ شاہ رح	"	" ۔۔۔۔۔	۲۱۰	"
ملک شاہ رح	"	(سرنگاپٹم) ۔۔۔۔۔	۹۵	"
حمید شاہ رح	"	(بنگلور) ۔۔۔۔۔	۵۰	"
حافظ محمد شاہ رح	"	(کولار) ۔۔۔۔۔	۲۱	"
شیدالرسول رح	"	(ہسکوٹہ) ۔۔۔۔۔	۴۰	"
ملا علی چار درگاہوں کو		۔۔۔۔۔	۱۲۱	"
اشرف شاہ		(چتل درگ) ۔۔۔۔۔	۲۲۴	"

خالص نقد رقم

مقبرۂ فتح علی خاں والد نواب حیدر علی (کولار)		۔۔۔۔۔	۱۱۴۳	"
قادر ولی رح		(سرنگاپٹم) ۔۔۔۔۔	۱۰۰	"
عاقل شاہ رح		(چن پٹن) ۔۔۔۔۔	۹۰۰	"
حیدر ولی رح		(ملباگل) ۔۔۔۔۔	۴۰۰	"
محمد سلام رح		۔۔۔۔۔	۵۰	"
سید سالار مسعود غازی ٹھور		۔۔۔۔۔	۲۰۰	"
		۔۔۔۔۔	۳۹۳۲	"
۱۱۵ چھوٹی درگاہوں کو		۔۔۔۔۔	۱۰۶۰	"
		میزان ۔۔۔۔۔	۴۹۹۲	"

مندرجۂ بالا فہرستوں کے ساتھ ولکس نے چند اور انعامات کی فہرست بھی دی ہے
جو حسب ذیل ہے۔

(۱) ٹیپو سلطان نے اپنے چار بڑے ہندو افسروں کے خاندانوں کو جو سلطنت خداداد کی خدمت کرتے ہوئے مارے گئے تھے۔ نان پرورشی دی تھی۔ اس نان پرورشی کو بحال رکھتے ہوئے ہم نے بھی ۲۴۸ کنٹی رائے پگوڈے نان پرورشی دی۔

(۲) سلطان نے ۳۲ بھاٹوں کو سالانہ انعامات دے رکھے تھے (یہ انعامات ان خاندانوں میں نامعلوم زمانہ سے چلے آرہے تھے اور سلطان نے بھی انہیں برقرار رکھا تھا) ہم نے بھی ان انعاموں کو قایم رکھا جس کا جملہ ۔۔۔۔۔ ۱۵۶ کنٹی رائے پگوڈے ہے۔

اس فہرست کے بعد ولکس نے شرجا پور اور نماسلے کے مسلمان غداروں کے دو نام بھی دیئے ہیں۔ جنھیں انگریزوں نے جاگیرات اور انعامات دیئے۔

(۱) احمد خان باشندۂ شرجا پور جس نے میسور کی تیسری جنگ میں لارڈ کارنوالس کی مدد کی تھی اور چوتھی جنگ میں بھی مدد کی ۸۰۰ کنٹی رائے پگوڈے

(۲) محمد غوث باشندہ نماسلے ایضاً ۱۳۰ ”

یہ وہ مسلمان ہیں جو نہ صرف انگریزی جاسوسوں کو اپنے گھروں میں چھپا رکھتے تھے، بلکہ راستوں سے بھی انگریزوں کو واقفیت دلاتے تھے میسور کی چوتھی جنگ میں سرنگاپٹم کا اچانک محاصرہ انہیں غداروں کی راہ نمائی میں ہوا تھا۔

۷۔ آپ کے ماتحت ضلع میں جس قدر پادری اور کرستان (دیسی عیسائی) پائے جائیں انہیں مع ان کے اہل و عیال کے گرفتار کر کے حضوری میں بھیجا جائے۔
تحقیق کی جائے کہ

انکا اثاث زندگی کیا ہے۔

غلہ۔ مویشی۔ زمین اور باغات کتنے ہیں۔

ان تمام کو بحق سرکار ضبط کیا جائے اور

زمینات اور باغات دوسرے کسانوں کو دے کر ترغیب دیں کہ ان میں کاشت کریں

اِن زمینوں اور باغات میں زراعت نہیں ہوئی تو آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

اگر کوئی عیسائی آیندہ آپ کے ضلع میں رہائش اختیار کرے تو اس کو اور اس کے

اہل وعیال کو گرفتار کر کے حضوری میں روانہ کریں۔

تشریح

سلطان اس سے واقف تھا کہ بنگال اور کرناٹک میں عیسائی پادری کس طرح

مذہب کا جال بچھا کر عیسائی حکومت کے لئے راستہ صاف کر چکے تھے۔ اس

لئے اس نے متواتر اعلانات شائع کئے جس کو خود انگریزی مورخین نے اس طرح

لکھا ہے:۔

اکثر ہندو، عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے تو سلطان نے اس پر انہیں

لکھا کہ وہ اپنے آبائی مذہب کو ترک نہ کریں۔ مگر جب چھ دفعہ لکھنے پر بھی اثر نہ

ہوا تو آخر سلطان نے لکھا کہ آیندہ تم میں سے کوئی شخص اپنا آبائی مذہب ہرگز

ترک نہ کرے اور اگر ایسا ہی تبدیل مذہب کا شوق ہو تو خود اپنے بادشاہ

کا "جو ظل اللہ" ہے۔ مذہب اختیار کریں

مگر جب اس کے باوجود عیسائی پادریوں اور ہندو آبادی پر اس کا اثر نہ ہوا تو اس

نے وہی کیا جو اس کو کرنا چاہیئے تھا۔ اس کے متعلق وہ اپنی یادداشتوں میں لکھتا ہے۔

"قریباً تین سو سال پہلے پرتگال کے نصرانی اس ملک میں آکر ساحل سمندر پر "سونڈا"

کے راستے صرف تجارت کرنے کے بہانے ایک علاقہ ذکوا حاصل کیا۔ پھر زمانہ نے ان کے لئے جو سہولتیں بہم پہنچائیں، اُن سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، انہوں نے اطراف کے علاقہ پر بھی قبضہ کر لیا جس سے تین یا چار لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوتی تھی۔ اس علاقہ میں انھوں نے ہندوؤں کو بت پرستی اور مسلمانوں کو روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے سے منع کر دیا۔ جن لوگوں نے ان کا حکم نہیں مانا، ان کو شہر ذکوا سے باہر نکال دیا۔ پرتگالیوں نے باشندوں کو صرف تین دن کی مہلت دی کہ اگر وہ اس عرصہ میں باہر نہ گئے تو ان کو زبردستی عیسائی بنا لیا جائے گا۔ بعض لوگ تو ڈر کر اپنا گھر بار چھوڑ کر چلے گئے۔ لیکن اکثر دہلیشتر آبادی جس کا کوئی وسیلہ نہیں تھا۔ وہیں ٹھہر گئی۔ آخر میں ان بے دین نذر انہوں نے تین دن کے بعد انہیں مجبور کر دیا کہ وہ ان کے جھوٹے مذہب کو اختیار کریں۔

اس کے بعد اطراف کے علاقہ کے حاکموں اور راجاؤں سے روپیہ اور انعامات حاصل کر کے انہوں نے ان نو عیسائیوں کے ہاتھ سے نکہ۔ سونڈا اور کوڑیال بندر (منگلور) میں گرجا گھر تعمیر کئے۔ اور یہاں ایک ایک دو دو پادری بھی مقرر کئے گئے۔ جن کے ذریعہ سے انہوں نے مکاری اور طرح طرح کے لالچ دے کر یہاں کے لوگوں کو اپنے مذہب میں داخل کر لیا۔

حالات بدستور یہی تھے کہ خدا کے فضل سے کوڑیال بندر ہمارے ہاتھ آیا۔ اور یہاں پرتگالیوں کے تمام مکر و فریب ہم پر کھل گئے تو اس وقت ہم نے حضور کچہری کے دیوان کو حکم دیا کہ تمام عیسائی مکانات کی مردم شماری کی جائے۔ دیوان نے سونڈا نکہ اور کوڑیال بندر کے متصدیوں کو ساتھ لے کر مردم شماری کی۔ ہم نے ایک افسر اور چند سپاہیوں کو ان مقامات پر متعین کیا، جہاں عیسائی آباد تھے۔ ان افسروں سے ہم نے کہا کہ آئندہ کارروائی کے متعلق احکام دیئے جائیں گے۔ جن پر پورا عمل کرنا ہوگا۔ اس وقت تک تمام کارروائی

مخفی رکھی جائے۔

اس کے بعد افسروں کو حکم نامے بھیج دیئے گئے۔ کہ مقررہ روز، اور وقت پر (جو صبح کی نماز کا وقت تھا) تمام عیسائی آبادی کو (عورتوں اور بچوں سمیت) گھیر کر اس طرح قید کر لیا جائے کہ ایک آدمی بھی بچ کر نہ نکل سکے۔ فوج نے اس پر عمل کیا۔ اس طرح ساٹھ ہزار عیسائی ہاتھ آئے۔ ان کے متعلق حکم دیا گیا کہ حضوری میں بھیج دیئے جائیں۔ ان کو پانچ پانچ سو کی تعداد میں علیحدہ علیحدہ ٹکڑیوں میں بھیجا گیا۔ ان کو مختلف مقامات پر کھانا اور کپڑا دے کر رکھا گیا۔ اور یہاں انہیں اسلام کی دعوت بھی دی گئی۔ یہ لوگ جب اسلام سے آئے تو ان کا نام "احمدی" رکھا گیا۔

سلطان کو یہ اقدام اس لئے بھی کرنا پڑا کہ وہ ان سازشوں سے واقف تھا جو پادری نواشیز ... سیویٹ فرقے کے پادریوں نے حیدر علی کے زمانہ میں کی تھیں۔ ان سازشوں کی تفصیل حیدر علی کے سوانح نگار موسیو یم یم ڈی یل ٹی نے اپنی کتاب بیاگرافی آف حیدر علی میں دی ہے۔ اس کے علاوہ ان نو عیسائیوں کو ان پادریوں نے شراب کی کشید اور اس کی خرید و فروخت سکھائی اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھا رہے تھے۔

سلطان نے تبلیغ عیسائیت کی روک تھام کے لئے اگرچہ یہ اقدام کیا مگر اس نے ان عیسائیوں سے جو گنجام اور ہاسن میں عرصہ دراز سے رہتے تھے، کوئی تعرض نہیں کیا۔ ان عیسائیوں کا ایک گرجا شہر گنجام اور دوسرا ہاسن میں تھا۔ ان دونوں کا تذکرہ رئیس نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۴۸۳ پر کیا ہے۔ اور اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ سلطانی فوج میں ایک پوری بٹالین (رجمنٹ) ان دیسی عیسائیوں کی تھی جس کی کمان کرنل سوریا کے ماتحت تھی۔ یہ گنجام کا ایک دیسی عیسائی تھا۔

اسی کرنل سوریا کے فرزند اور ایک دوسرے رشتہ دار کی تربیت بنگلور میں بالاک۔ بلی

کے قدیم عیسائی قبرستان میں اب بھی موجود ہیں۔ ان پہ جو کتبے لگے ہیں۔ ان میں لکھا گیا ہے کہ سورپا سلطانی فوج کا کرنل تھا۔

۱۔ توپوں سے سلامی دینے کے لئے مندرجۂ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے۔

(۱) عید المومنین		تیرہویں رجب المرجب	۲۰ توپ
(۲) سلطان کی پیدائش کا دن	۱۴	ماہ طلوعی	۳۰ توپ
(۳) عید الفطر			۲۰ توپ
(۴) عید ذی الحج			۲۰ توپ
(۵) سالگرہ حکومت سلطانی	۳	ماہ بہاری	۳۰ توپ
(۶) جس فتح پر جو خاص سلطان کو حاصل ہوئی ہو			۲۰ توپ
(۷) شاہی جلوس کے وقت			۳۰ توپ
(۸) ان فتوحات پہ جو سپہ سالاروں کو حاصل ہوئی ہوں			۱۰ توپ

توپیں ہمیشہ دن کے دس بجے داغی جائیں۔

شاہی جلوس کے لئے توپیں اس وقت داغی جائیں جب جلوس اس مقام سے گذرے

فتوحات پر توپیں داغنے کا حکم حضوری سے بھیجا جائے گا۔

تشریح

نہیں معلوم کہ ہندوستان میں سلامی کی توپوں کا رواج کب سے جاری ہوا اگر اس سے پہلے یہ رواج تھا تو میں نے کسی تاریخ یا کتاب میں نہیں دیکھا کہ اس باقاعدگی اور منظم طور پر توپیں داغنے کا حکم کسی حکمران نے دیا ہو۔

۲۔ آپ کے ماتحت ضلع میں جس جگہ مسجدیں ہیں وہاں قاضی۔ ملا اور موذن مقرر ہیں حکم دیا جاتا ہے کہ ان کے گذارہ کے لئے جتنا خرچ مقرر ہے، ہر مہینہ اس کا حساب باقاعدہ

صدر دفتر کو بھیجا جائے۔ حساب کے ساتھ ان کی انعامی زمینوں کی فہرست بھی شامل کی جائے۔ اس حساب پر آپ کے اور قلعہ دار کے یعنی دونوں کے دستخط اور مہر ہونی چاہیئے۔ یہ انعامات اسناد کے مطابق برابر جاری رکھے جائیں۔

(۱) حکم دیا جاتا ہے کہ گاؤں کے مسلمان بچوں کو جمع کرکے پہلے انہیں حساب سکھایا جائے اور بعد میں کتابیں پڑھائی جائیں۔ ان پڑھنے والے بچوں کی حاضری کا ساتھ حضوری کو روانہ کریں۔

(۲) قاضی کو چاہیئے کہ جو شخص اسلام قبول کرے اس کو خود آپ تعلیم دے۔

(۳) جو شخص اسلام قبول کرے اس کا نام مسلمانوں کی فہرست میں لکھا جائے۔

(۴) تاکیداً سنایا جائے کہ سوائے قاضی کے کسی دوسرے مسلمان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسری ذات کے کسی مرد یا عورت کو مسلمان بنائے۔

(۵) جس مقام پر مسجد نہیں ہے وہاں پانچ چشموں کی ایک مسجد بنائی جائے۔

(۶) ملا کو ماہانہ دس فنم تنخواہ دی جائے یا دس فنم ماہانہ پیداوار دینے والی زمین دی جائے۔

(۷) پٹیلوں کو حکم دیا جائے کہ مسجد کے لیئے دو فلوس تیل روزانہ مہیا کریں یا اس تیل کے عوض اتنی ہی پیداوار کی زمین انہیں دی جائے۔

(۸) ملاؤں کو حکم دیا جائے کہ نماز پڑھانے کے علاوہ مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔

تشریح

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سلطان کی قلمرو میں تعلیم و تربیت کے لیئے کس قدر منضبط نظام قائم تھا۔ اور مذہبی تبلیغ و اشاعت کے لیئے کیسے پائیدار اصول رائج تھے۔

۴۳ - جو شخص اسلام قبول کرے اُس کو مندرجہ ذیل رعائتیں دی جائیں :-

اگر وہ کاشتکار ہے تو اس سے نصف لگان لیا جائے۔

۔ اسٹنجی مکان کا ٹیکس معاف ہوگا۔

اگر وہ تاجر ہے تو اس کے مال تجارت پر جو باہر سے آئے۔ راہداری لی نہ جائے۔

مندرجہ بالا احکام کے ساتھ قاضیوں کے حکم ناموں میں جو احکام لکھے گئے ہیں ان پر بھی عمل کیا جائے۔

تشریح

قاضیوں کے حکم ناموں میں مسلمانوں کے لئے یہ رعائتیں دی گئی ہیں :-

صفحہ ۲۳۳ - ۲۳۶

۴۴ - اب تک کھنڈی کا ناپ ہر جگہ مختلف تھا۔ اب اس ناپ کو متعین کیا جاتا ہے۔

۳۰ ٹنکی یا ٹنکہ کا	ایک روپیہ
۲۴ روپیہ کا	ایک دک (سیر) خام
۳½ خام دک کا	ایک پختہ دک (۸۴ روپیہ وزن)
۱۶ پختہ دک کا	ایک کڑو
۲۰ کڑو کی	ایک کھنڈی

حکم دیا جاتا ہے کہ تمام مملکت میں مذکورہ بالا حساب سے تانبے کے سیر بنائے جائیں اور ان پر سرکاری مہر ثبت کی جائے۔ آئندہ غلہ اسی سیر سے ناپا جائے گا۔

تول کے سیر کا وزن بھی خام دک کے برابر ہوگا یعنے ۲۴ روپیہ وزن۔

حکم دیا جاتا ہے کہ لکڑی کے بنے ہوئے تمام سیر توڑ دیئے جائیں۔ ان کے عوض لوہے کے سیر اور باٹ جاری کریں۔ قدیم باٹ تاجروں سے واپس لے لئے جائیں

۷۵۔ سابق میں تولنے کے لئے مندرجہ ذیل نام رائج تھے ۔ یعنی سیر ۔ دھڑا اور من ۔ اب ان ناموں کے عوض نئے نام تجویز کئے جاتے ہیں ۔

سیر کو دک کہا جائے گا ۔ وزن ۲۴ روپیہ

دھڑا کو درہ " وزن ۲۴۰ "

من کو رطل " وزن ۹۶۰ " ۔

۷۶۔ زمین کے ناپ کے لئے ایک شرعی درع مقرر کیا جاتا ہے ۔ آئندہ اسی سے زمین کا ناپ لیا جائے ۔ آپ کو ایک شرعی درع روانہ کیا جاتا ہے ۔ حکم دیا جاتا ہے کہ زمین کے ناپ میں اسی کو استعمال کریں ۔ اور یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ زمینوں کے ناپ میں درع اور لب کے ناموں کا استعمال کیا جائے ۔ ایک لب کی لمبائی ۲۰ شرعی درع کی ہوگی ۔

تشریح

بکانن نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے :۔

زمین کا ناپ رسیوں سے کیا جاتا تھا ۔ سلطان نے شرعی درع لوہے کی زنجیر سے بنایا ۔

۷۷۔ اس شرعی درع کا حساب کلمہ طیبہ کے حروف پر رکھا گیا ہے ۔ کلمہ طیبہ میں ۲۴ حروف ہیں ۔ اسی حساب سے درع کا ناپ بھی ہوگا ۔ یعنے

۲۴ زرانگشت کا نصف درع

۴۸ زرانگشت کا ایک درع

زرانگشت کی چوڑائی چاول کے دانوں کی چوڑائی پر رکھی گئی ہے ۔ ان کا حساب حسب ذیل ہے ۔

باریک چاول کے دس باریک دانے جن کا وزن چھ جَو ہو۔ ایک نزانگشت

موٹے چاول کے ۸ " " " "

گیہوں کے " " " ۱۲ " " "

تین نزانگشت کا	ایک گرہ
۸ گرہوں کا	آدھا درع
۱۶ گرہوں کا	ایک درع (گز)

تشریح

لکڑی کے گز کو ممنوع قرار دے کر ۸ گرہوں کے نصف گز کو رواج دیا گیا اور یہی گز آج کل بھی مستعمل ہے۔

۷۸۔ فاصلہ کے ناپ کے لئے مندرجہ ذیل شرح مقرر کی جاتی ہے۔

تین ہزار فوجی قدم کی	ایک گھڑی	(قدم کی لمبائی ایک ذرع سلطانی یعنے ایک گز ہوگی)
دو گھڑی کا	ایک کروہ۔ (کوس)	

حکم دیا جاتا ہے کہ سڑکوں اور شاہراہوں کا ناپ اسی حساب سے کیا جائے اور آئندہ کرایہ بھی اسی حساب سے دیا جائے۔ یہی حکم رعایا کے لئے بھی ہے۔ اور یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ سڑکوں اور شاہراہوں پہ ہر کروہ یعنے چھ ہزار فوجی قدم پر دائیں جانب بڑ کا درخت لگائیں اور بائیں جانب گولر اور نیم کے دو درخت لگائیں۔ تمہاروں کو تاکید کی جائے کہ ان درختوں کی سخت حفاظت کریں۔

۷۹۔ اگر آپ کے ضلع میں لوہے کی دس بھٹیاں ہیں تو ہمت افزائی کرکے انہیں بیس بنائیں۔ ان بھٹیوں کے لئے جس وقت سرکاری فرمائشیں موصول ہوں تو احکام کے مطابق لوہے کے خول اور چھرے بنائے جائیں۔ اور ان چیزوں کو حکم کے مطابق مقررہ وقت پہ بلا کسی

تاخیر کے روانہ کریں۔

لوہار سوائے خول اور چھروں کے باقی ہر قسم کی چیزیں بنا کر فروخت کر سکتے ہیں۔

دریافت کیا جائے کہ آپ کے ضلع میں لوہے اور فولاد کی کانیں ہیں یا نہیں ـــ اگر کانیں ہوں تو وہاں جس قدر فولاد اور لوہا نکلتا ہو سرکار کے لئے خرید لیا جائے۔

تشریح

ولکس نے اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ ۷۷ پر صرف اس علاقہ کا جو راجہ کو دیا گیا ہے۔ بھٹیوں کا حساب اس طرح دیا ہے۔

لوہے کی بھٹیاں	۸۵۳	۱۰۵
تیل بنانے کے کارخانے	۲۹۹۱	۱۲۴۲
کپڑا بننے کے کرگھے	۲۰۹۴۲	۲۰۱۲۱

ان کارخانوں کے علاوہ سرکاری کارخانے بھی بنگلور۔ سرنگاپٹم اور خان خادہ ہلی میں تھے جہاں توپوں اور بندوقوں کے علاوہ ہر قسم کی چیزیں بنائی جاتی تھیں۔ ان مصنوعات کا مفصّل ذکر صحیفۂ ٹیپو سلطان کی دوسری جلد میں کیا گیا ہے۔

سلطان کو ان کارخانوں کو چلانے کے لئے معدنی کوئلے کی سخت ضرورت تھی۔ مکاتیب سلطانی سے جنھیں کرک پیاٹرک نے مرتب کیا ہے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے سفیر لنگڑے غلام علی کو ہدایات دی تھیں کہ فرانس اور ترکی سے ماہرین معدنیات کو ساتھ لائے اور یہ بھی اسی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان اپنے تجارتی ایجنٹ کو جو مسقط میں مقیم تھا، ہمیشہ یہی لکھتا رہا ہے کہ جہازوں میں معدنی کوئلہ بھر کر بھیجے۔

۸۰۔ حکم دیا جاتا ہے کہ مندرجۂ ذیل نرخوں پر شورا خرید کر محفوظ رکھا جائے اور صدر دفتر سے حکم ملتے ہی اس کو فوراً روانہ کریں۔

پہلی قسم	سالم قلمیں جو تین دفعہ ابالی گئی ہوں	فی رطل ۴ ۱/۴ کنتی دایا فنم
دوسری قسم	ٹوٹی ہوئی قلمیں	" ۴ "
تیسری قسم	دانے	" ۲ ۱/۲ "
چوتھی قسم	مستزوت	" ۳ "

۱۸ - حکومت کی جانب سے چھوٹے سکوں کے نئے نام اور ان کی شرح حسب ذیل مقرر کی گئی ہے:-

ھطے کا	ایک اُدبہ
۵ اُدبوں کا	ایک بہم
۷ بہوں کا	ایک آیہ
۱۶ آیہ کا	ایک طابا
۱۶ طابا کا	ایک فنم

پگوڈوں اور فنم وغیرہ کا وزن حسب ذیل ہے۔

ایک پگوڈا	۴۰۰۰ خشخاش کے دانے
ایک فنم	۱۶۰۰ " "
ایک طابا	۱۰۰ " "
ایک آیہ	۶ ۱/۴ " "

تشریح

تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چھوٹے سکوں کا رواج عام پیمانہ پر نہیں ہوا۔ بکانن نے کہیں ان کے متعلق نہیں لکھا ہے۔ اس نے صرف پگوڈوں اور ویرائیوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا وزن اس طرح دیا ہے۔ گو فنم کا بھی ہر جگہ ذکر ہے بکانن اپنے سفرنامہ کے صفحہ ۲۱۰ پر لکھتا ہے:-

"سلطانی روپیہ میں چاندی کا وزن ۱۶۵ گرین (دانے) ہے جس کی قیمت لندن کے شاہی دارالضرب کے حساب سے تقریباً دو شلنگ ہوتی ہے۔ ایسے ساڑھے تین روپیوں میں ایک ٹکڑا ملتا ہے جس میں ۱۴۱ گرین خالص سونا ہے۔ اس کی قیمت انگریزی سکوں میں ½ ۸۸ پنس یا ۷ شلنگ ½۴ پنس ہے"

رئیس نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۸۰۷ پر سلطانی تانبے کے سکوں کی تفصیل اس طرح دی ہے:-

"سلطان نے نئے سکے جاری کئے۔ ان کی ایک جانب چاند سورج اور ہاتھی کا نقش تھا اور دوسری جانب سند ضرب۔ شہر اور سکہ کا نام تھا۔ یہ سکے پیسہ۔ نصف پیسہ اور پاؤ پیسے کے نام سے مشہور تھے۔ گو سلطان نے انہیں دوسرے خاص نام بھی دیئے تھے۔

رئیس کی تاریخ کے صفحہ ۸۰۴ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے سکے علاوہ سرنگاپٹم کے خالق آباد کے دارالضرب میں بنائے جاتے تھے۔ خالق آباد چنڈگل کا نام ہے۔

۸۲۔ آپ کے ضلع میں انگوری شراب کی دکانیں ہیں۔ حکم دیا جاتا ہے کہ جس مقام پر چار دکانیں ہوں ان میں دو بند کر دی جائیں اور دوسری دو دکانوں پر محصول دوگنا لگایا جائے۔

۸۳۔ آپ کے ضلع میں دیسی شراب کی دکانیں بھی ہیں۔ یہ شراب جڑی بوٹیوں سے کشید کی جاتی ہے۔ ان دکانوں پر بھی محصول دوگنا کر دیا جائے۔

تشریح

معلوم ہوتا ہے کہ شراب نوشی بند کرنے کے لئے یہ پہلا قدم تھا۔ لیکن اس کے دوسرے ہی سال سلطان نے شراب۔ گانجے اور افیون کی تمام دکانیں بند کر دیں۔ تاڑی بھی ممنوع قرار دے دی گئی اور سندھولے کے تمام درخت جن سے تاڑی نکلتی ہے کاٹ دیئے گئے۔

رئیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۵۹۹ پر لکھتا ہے:-

"سلطان کے نظم و نسق میں ان مغربی حکمرانوں کے لئے ایک سبق ہے جو رعایا کے اخلاق سنوارنے اور ان کی صحت کا خیال رکھتے ہیں۔ سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی منشیات کی دکانوں پہ پابندی لگا دی اور پھر ان کا خاتمہ کر دیا۔ یہاں تک کہ تاڑی کے درخت تک تمام مملکت میں کٹوا دیئے اور گانجے اور سفید خشخاش کی کاشت بھی ممنوع قرار دے دی۔"

کرنل کیمبل اپنے ایک مضمون میں لکھتا ہے:-

"سلطان نے منشیات کو اس لئے ممنوع قرار دیا کہ اس کے خیال میں خدا نے ان چیزوں کے استعمال کو منع کر دیا ہے۔"

(میتھک سوسائٹی جرنل مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۱۸)

ولکس اور بورنگ نے لکھا ہے کہ سلطان نے منشیات کو ممنوع قرار دے کر ایک عاقل رفارمر کا کام کیا تھا۔

۴۸۔ سابق میں گاؤں اور اس کے ملحقہ باغات اور کھیتیاں قلعہ دار کے ماتحت ہوتی تھیں۔ وہ حکم اب منسوخ کیا جاتا ہے۔ اس حکم کے ذریعہ گاؤں اور اس کے ملحقہ باغات اور کھیتیاں آپ کے ماتحت دی جاتی ہیں۔

اگر آپ کے ماتحت عملہ میں کسی شخص کو مکان کی ضرورت ہو تو کوئی ایسا مکان خرید سکتے ہیں جو کسی لاوارث شخص کی ملکیت میں ہو اور وہ اس کو فروخت کرنا چاہتا ہے۔

مکان کی قیمت پوری اور نقد دی جائے اور رقم دینے کے بعد اس کو مقدم سمجھا جائے حکم دیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص مکان فروخت کرنا چاہے تو اس کو فروخت کرنے پہ مجبور نہ کیا جائے۔ اور یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ کسی شخص کا مکان جو اس کی ملکیت میں ہو ...

کی مرضی کے دوسرے شخص کو ہرگز نہ دیا جائے۔

قلعہ دار کے ماتحت جو لوگ ہیں وہ صرف قلعہ کی حفاظت اور فوجی کاموں کے لیے ہیں۔ ان لوگوں کو سوائے فوجی کاموں کے دوسرے غیر فوجی کاموں میں دخل نہیں دینا چاہیئے۔ اسی بنا پر سابق میں گاؤں اور اس کے ملحقہ باغات اور کھیتیاں جو قلعہ دار کی ماتحت ہوتی تھیں۔ اب آپ کے ماتحت دی جاتی ہیں۔

تشریح

سلطنت خداداد سے پیشتر ملک میں جو قانون رائج تھا وہ یہ تھا کہ قلعدار فوجی اور سول معاملات کا مختار کل ہوتا تھا۔ اس کو فوج دار کہتے تھے۔ سلطان نے اس قانون سے دونوں محکموں کو علیحدہ کر دیا۔

۸۵۔ اٹھاونی اور [illegible] کے ملازمین کی تنخواہیں قصبوں اور دیہات پر ڈالی نہ جائیں بلکہ ان کی تنخواہیں ہر مہینہ براہ راست آفسران کے ہاتھوں میں دی جائیں۔ ورنہ سرکار کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

۸۶۔ آپ کے ضلع میں جس قدر اندھے، لنگڑے اور معذور لوگ ملیں انہیں جمع کر کے صدر دفتر کو روانہ کریں۔ انہیں یہاں بحفاظت لنگر خانوں میں داخل کیا جائے گا اور ان کے لائق کام بھی دیا جائے گا۔ یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ آپ کے ضلع میں جس قدر یتیم بچے ملیں انہیں صدر دفتر میں روانہ کریں۔ ان کی غذا کے متعلق [illegible] ایک سیر چنے، پاؤ [illegible] ایک فلوس مقرر کر دیں۔

تشریح

[illegible]

[illegible] سلطان نے یتیم خانے قائم کئے [illegible] اس کا مقصد [illegible] اسلام

تھا اور اس کے علاوہ ان یتیم خانوں سے سلطان کا مقصد یہ بھی تھا کہ بچے یہاں سے بڑے ہو کر نکلیں انہیں فوج میں بھرتی کرے۔ وہ ترکی کے سلطان سلیم کی طرح میں ینگ چری فوج تیار کرنا چاہتا تھا۔"

اگر ولکس کی تحریر کے مطابق سلطان کا مقصد اشاعت اسلام ہی قرار دیا جائے تو سلطان کا یہ کیسا بڑا احسان تھا کہ اس نے لاوارث اور یتیم بچوں کو فاقہ کشی اور آوارگی سے بچا کر بہترین شہری بنایا۔ لنگر خانوں کا اشارہ اگرچہ نشان حیدری میں ملتا ہے مگر مصنف نے کوئی تفصیل نہیں دی ہے۔ انگریزی متعصب مورخوں نے اس کے متعلق کچھ لکھا ہی نہیں۔ بکانن کے سفرنامے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لنگر خانے تمام بڑے شہروں میں تھے اور یہاں مفت کھانا اور کپڑا دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ انہیں لنگر خانوں میں رہتے تھے اور جو کام کے قابل تھے ان سے کام لیا جاتا تھا اور اجرت دی جاتی تھی۔ بکانن لکھتا ہے کہ ان لنگر خانوں میں رسیاں، ٹوکریاں اور چٹائیاں بنائی جاتی تھیں۔ یتیم خانوں میں مذہبی تعلیم دی جاتی تھی۔

۸۷۔ سابق میں حکومت کے بڑے عہدہ دار اور نیچے خورد غیرہ زمینیں اور دیہات ذاتی ملکیت کی صورت میں ٹھیکہ پر لیا کرتے تھے۔ یہ دستور اب منسوخ کیا جاتا ہے۔ آئندہ ان لوگوں کو زمینیں اور دیہات ٹھیکہ پر نہ دیئے جائیں بلکہ زمین کسانوں کو کاشتکاری کے لئے تقسیم کر دی جائے۔ حکم عدولی پر سرکاری عتاب ہوگا۔

۸۸۔ سابق میں پٹیل اور بڑے بڑے کسان سرکاری افسروں کو سالانہ پچاس سے سو پگوڈے تک رشوت دے کر ان سے یہ لکھا لیتے تھے کہ ہم مقررہ [illegible] دق نہ کریں۔ آپ کو ان معاملات کی پوری تحقیق کرنی چاہئے کہ کن [illegible] سے رشوت لی ہے۔ اگر رشوت لینے والے [illegible] رشوت کی [illegible] اور وہ حضوری میں [illegible] قرآن کا نام [illegible] معلوم کیا جائے۔

۸۹ - اٹھاونی کے ملازم جو قلعہ سے باہر سرکاری کاموں پہ جاتے ہیں۔ ان کے لئے قلعہ دار سے اجازت نامہ لے کر دیں۔ ان ملازموں کی واپسی پہ قلعہ کے دروازے پہ اجازت نامہ کے مطابق ان کی شناخت کی جائے۔

۹۰ - امرت محل کے بیلوں کو سدھانے کے لئے روانہ کیا جاتا ہے۔ ان بیلوں کو سرکاری ہلوں میں جوت کر سدھایا جائے۔ اگر کام نہ ہو تو بیل پٹیلوں کو دیئے جائیں کہ اپنے ہلوں میں جوت کر سدھائیں۔

شانبھوگوں اور دوسرے سرکاری ملازموں کو اس کی اجازت نہیں۔ اگر پٹیلوں کے سوا کوئی دوسرا شخص ان بیلوں سے کام لے تو فی بیل بیس پگوڈے اُجرت لی جائے۔

پٹیلوں کو تاکید کریں کہ سرکاری بیلوں کو چرائی کے لئے جنگل کو بھیجیں اور شام کو واپسی میں قلعہ میں ان کی مقررہ جگہ باندھیں۔

ان بیلوں کو پوری خوراک کھلائیں اور جیسے صدر دفتر سے حکم موصول ہو انہیں فوراً واپس کر دیں۔

۹۱ - ضلع کے لئے منی گار (تحصیلدار) شانبھوگ اور چپراسیوں کا ایک نیا محکمہ قائم کیا جاتا ہے۔ اس محکمہ میں ملازموں کی معینہ تعداد رکھتے ہوئے ان سے مقررہ کام لیں۔

تشریح

یہ لکھا جا چکا ہے کہ تخت نشینی کے فوراً ہی بعد سلطان نے سلطنت کا انتظام نئے اصول پہ قائم کیا۔ اس انتظام کے لئے اس نے جو نئے عہدے قائم کئے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وزیروں کی ایک کیبنٹ بنائی۔ کیبنٹ کا صدر وزیر اعظم تھا۔ ہر وزیر کے ماتحت مختلف محکمے دیئے گئے۔

(۲) ان تمام محکموں کا کام ایک ہی عمارت میں ہوتا تھا جس کو اٹھارہ کچہری کہا جانے لگا۔

(۳) ہر محکمہ پر ایک ایک میر آصف مقرر تھا۔ اور یہ تعداد میں اٹھارہ تھے۔ ان کے کاموں کی نگرانی صدر الصدور کے ذمہ تھی۔

(۴) تمام ملک کو ضلعوں میں تقسیم کرتے ہوئے بیس سے تیس ضلعوں پر ایک گورنر یعنے آصف مقرر کیا گیا۔ یہ آصف تعداد میں نو تھے۔

(۵) ہر ضلع پر ایک عامل مقرر تھا۔ اور ہر ضلع کو پندرہ سے بیس تحصیلوں میں تقسیم کرکے ان پر تحصیلدار مقرر کیے گئے۔ (تحصیلداروں کو منی گار کہا جاتا تھا)

(۶) ہر تحصیل چار سمتوں میں تقسیم تھی جن پر شیخ دار اور ریونیو انسپکٹر مقرر تھے۔ ریاست میسور میں ابھی تک سوائے گورنروں کے کم و بیش یہی انتظام باقی ہے۔

۹۲۔ حکم دیا جاتا ہے کہ ہر سال آپ کے ضلع میں خشک گھاس کی ایک مقدار جمع رکھیں۔ گھاس کی جس زمین سے ایک پگوڈا حاصل ہو رہا ہے اس کے ساتھ ایک کیار گھاس بھی لیا جائے۔ پٹیلوں اور اجارہ داروں سے کہا جائے کہ نصل پر گھاس ضرور جمع کریں اور حفاظت سے رکھیں۔

اگر شاہی اصطبل کے گھوڑے یا توپ خانے کے بیل آپ کے ضلع میں چرائی کے لئے بھیجے جائیں تو انہیں روزانہ ایک کیار گھاس کھلایا جائے۔ کسانوں سے جس قدر گھاس حاصل ہو انہیں اس کی رسید دی جائے۔ شاہی اصطبل کے ملازموں کو قصبوں اور دیہات میں جاکر اپنی مرضی کے مطابق گھاس نہیں لینا چاہیئے۔

سائر سواروں کو اجازت ہے کہ وہ اپنے گھوڑوں کے لئے کسانوں سے گھاس

خریدیں۔ ظلم سے لینا ممنوع ہے ۔ یہ ان کے حکم نامہ میں بھی لکھا گیا ہے ۔

اگر کوئی سرکاری ملازم کسانوں سے زبردستی گھاس حاصل کرے تو اس کو گرفتار کر کے حضوری میں روانہ کریں ۔ اگر آپ گرفتار نہ کر سکیں تو اس کا نام اور اس کے رسالدار اور جمعدار کا نام دریافت کر کے حضوری میں اطلاع دیں کہ اس کو سزا دی جائے ۔

سرکاری استعمال کے بعد جو گھاس باقی رہ جائے اس کو فروخت کر دیں اور رقم سرکار کے حساب میں جمع کریں ۔ کسانوں کو تاکید دی جائے کہ آپ کے حکم کے بغیر یہ گھاس فروخت نہ کریں ۔

تشریح

سایہ سوار ۔ کیولری (سوار فوج) کے وہ سپاہی جو اپنا خاص گھوڑا رکھتے تھے اس کے لئے انہیں تنخواہ کے علاوہ الاؤنس بھی ملتا تھا ۔

رئیس اپنی تاریخ کے صفحہ ۲۹۵ پر لکھتا ہے :۔

"ملک میں قدیم زمانے سے گھاس پر ٹیکس لیا جاتا تھا جس کو ہلوہنا کہا جاتا تھا ۔ قدیم حکومتوں کا خیال تھا کہ جس طرح اناج میں ان کا حصّہ ہے ، گھاس میں بھی حصّہ ملنا چاہیئے ۔ سلطان نے یہ رواج موقوف کر دیا اور اس کے عوض ہر کھیت سے ایک کیار گھاس لینے کا قانون جاری کیا ۔ کیار کی تشریح رئیس نے کی ہے ۔ وہ لکھتا ہے کہ اتنا گھاس کہ ایک آدمی آسانی سے اٹھا سکے اور ایک بیل کے لئے ایک دن کو کافی ہو سکے ۔

بکانن لکھتا ہے کہ گھاس کی زمینیں علیحدہ تھیں ۔ ان پر حسب ذیل لگان تھا ۔ بہتر قسم کی زمینوں پر فی ایکڑ ساڑھے دس آنے ۔ معمولی زمینوں پر فی ایکڑ سوا پانچ آنے (تیسری جلد صفحہ ۳۰)

۹۳ - حکم دیا جاتا ہے کہ ہر اس علاقہ میں جہاں ہزارہ گھوڑوں کی افزائش ہو وہاں پانچ گھوڑیاں رکھی جائیں۔ یہ گھوڑیاں پانچ معتبر کسانوں کو جو گھوڑوں کی پرورش سے واقف ہوں دی جائیں۔

اگر کسان اس کام کے لئے مالی امداد کی درخواست کریں تو انہیں ضرور دو سو روپیہ تک مالی امداد دی جائے۔

لوریٹی کے سالانہ بازار میں گھوڑے کثرت سے فروخت کے لئے آتے ہیں۔ کسانوں سے کہا جائے کہ وہ گھوڑے اس بازار سے خریدیں۔

گھوڑیوں کو گابھ کرنے کے لئے دو نر گھوڑے بھیجے جاتے ہیں۔ کسانوں سے کہا جائے کہ وہ ان گھوڑوں سے کام لیں۔ دوسرے گھوڑے استعمال نہ کئے جائیں۔

جب بچے پیدا ہوں تو ہر بچے کے لئے سو روپیہ معاوضہ دیتے ہوئے کہا جائے کہ بچوں کو اچھی غذا دیں۔ اور مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کریں۔

پہلا مہینہ۔ ہر روز تین سیر[1] دودھ چھ ماہ تک پلایا جائے۔

چھ ماہ کے بعد سال تک دودھ میں ایک سیر[2] مکھن اور ایک سیر[3] چنوں کا آٹا ملا کر دیا جائے۔

سال کے بعد مکھن اور آٹا ترک کر دیا جائے اور ان کے عوض چار سیر ابلی ہوئی کھلی کھلائی جائے۔

پہلے سال بچے کو رسی ڈوری سے باندھیں اور ماں کے ساتھ چرا گاہ کو بھیجیں۔

سال کے بعد اگر بچہ نر ہو تو ماں سے علیحدہ چرنے کو بھیجیں اور گردن میں رسی ڈالیں۔

گھوڑی جو بچہ دیتی ہو اس کو روزانہ تین سیر کھلی ابال کر دی جائے۔

بچے نر ہوں یا مادہ ان سے ڈیڑھ سال تک کام نہ لیا جائے۔

ڈیڑھ سال کے بعد بتدریج کام لیا جائے۔

---

[1] سیر پختہ ۸۰ روپیہ وزن [2] سیر خام = ۲۴ روپیہ وزن [3] ۲۴ روپیہ وزن

ان بچوں کو دوسرے یا تیسرے سال حضوری میں معائنہ کے لئے روانہ کریں جہاں دو سو سے پانچسو روپیہ تک قیمت دی جائے گی۔

اگر کسی کسان نے بیعانہ لیا ہو تو اس رقم سے بیعانہ وضع کیا جائے گا۔

کسانوں کو اطلاع دی جائے کہ کسی گھوڑے کی قیمت دو سو روپیہ سے کم نہ ہوگی۔

گھوڑا اگر اچھا ہو تو اس سے زیادہ قیمت ملے گی۔

ملک سے باہر گھوڑا فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اس کے لئے عامل سے اجازت ضروری ہے۔

جس عامل کے علاقہ میں بچہ دینے والی گھوڑیاں زیادہ سے زیادہ ہوں وہ حکومت سے تحسین کا مستحق ہے۔

اگر کوئی کسان فوری ضرورت پر گھوڑا فروخت کرنا چاہے تو عامل کے ہاتھ فروخت کرے۔ قیمت دو سو سے کم نہ ہوگی۔ اگر گھوڑا اچھا ہو تو اور زیادہ قیمت ملے گی۔

حکم دیا جاتا ہے کہ ضلع میں جس قدر دو سالہ گھوڑے ملیں انہیں ان کے مالکوں کے ساتھ حضوری میں روانہ کریں۔ یہاں معائنہ کے بعد معقول قیمت دی جائے گی۔

آپ کو دوبارہ تاکید دی جاتی ہے کہ اس دفعہ پر بہت زیادہ توجہ رکھیں۔ ضلع میں جس قدر گھوڑے اور گھوڑیاں ہوں ان کا حساب رکھا جائے۔

حکومت کی جانب سے جو نر گھوڑے بھیجے گئے ہیں انہیں بہترین غذا دیں اور خیال رکھیں کہ وہ نہایت عمدہ اور کارآمد حالت میں رہیں تاکہ نسل میں افزائش ہو۔

تشریح

فوجی ضروریات کے لئے گھوڑوں کی از حد ضرورت تھی۔ یہ اکثر ایرانی اور عربی تاجر لاکر فروخت کرتے تھے۔ مگر ان سے مانگ پوری نہ ہوتی دیکھ کر سلطان

نے ملک میں گھوڑوں کی نسل کشی کے لئے کئی فارم قائم کئے۔ اور ساتھ ہی دیہات میں بھی کسانوں کو گھوڑوں سے نسل کشی اور پرورش کی ترغیب دی جیسا کہ اُوپر کی دفعہ سے ظاہر ہے۔

کرنل ولکس لکھتا ہے :۔

کل ہندوستان میں جو گھوڑے استعمال ہوتے ہیں وہ وہی بدنما ٹٹو ہیں جن کی اونچائی بارہ ہاتھ سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔

ٹیپو سلطان نے گھوڑوں کی نسل عمدہ بنانے میں حد درجہ کوشش کی نسل کشی کے لئے عرب اور مختلف ملکوں سے عمدہ جانور منگوائے گئے۔

گھوڑوں کی پرورش کے لئے محکمہ امرت محل کے ماتحت مختلف مقامات پہ چراگاہیں اور فارم قائم کئے گئے اور ان کا انتظام نہایت ہی اعلیٰ درجہ پہ تھا جو نسل کہ یہاں حاصل کی گئی وہ اس قدر جفاکش اور محنتی تھی کہ سلطنت خداداد کی کیولری میں بھی یہی گھوڑے استعمال ہوتے تھے"۔

مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں اگرچہ گھوڑے پیدا ہوتے تھے مگر خوبصورتی اور جفاکشی کے لحاظ سے یہ عمدہ نہیں تھے۔ اسی لئے ایک نامعلوم زمانہ سے ہندوستان میں گھوڑے عرب و ایران سے لاکر فروخت کئے جاتے تھے۔ شائد سلطان ہی ہندوستان کا پہلا حکمران ہے جس نے ملک میں گھوڑوں کی عمدہ نسل پیدا کرنے پہ توجہ کی۔ اس نے کئی فارم قائم کئے۔ جنہیں انگریزوں نے بند کر دیا۔ صرف کلوز پیٹھ اور ہسور کے دو فارم باقی رکھے گئے۔ ہسور کا فارم ابھی چند سال پہلے بند کر دیا گیا اور کلوز پیٹھ کا فارم کنگل میں قائم کیا گیا۔

صرف گھوڑے ہی نہیں بلکہ سلطان نے خچر پیدا کرنے کی بھی کوشش کی۔ ٹیپو اپنی تاریخ

میں لکھتا ہے کہ سلطان کی رعایا اس قسم کی نسل کشی کے خلاف تھی۔ وہ بڑے سلطان نے اس کو مجبوراً بند کر دیا۔ یہ مخالفت زیادہ تر اس ذات کے گوالوں نے کی تھی۔

سلطان کا ملک پر یہ بھی ایک احسان ہے کہ دودھ کی فراہمی ہو اور گائے بیل کی عمدہ نسل پیدا کرنے کے لئے اس نے ملک میں جگہ جگہ امرت محل کے نام سے فارم بنا دیئے۔ میسور میں یہ محکمہ ابھی باقی ہے۔

مسٹر [illegible] رائس نے میسور گزیٹیئر مورخہ ۳ اکتوبر 1913ء کے صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے۔

"سلطان کی پالیسی یہ رہی کہ جہاں تک مقامی حالات اور [illegible] اجازت دیں اپنے ملک کی ضروریات کی تمام چیزیں [illegible] اس نے گھوڑوں کی پرورش کے فارم قائم کئے [illegible] جس کی [illegible] سلطان [illegible] پہلے ہی رکھی تھی۔"

۴۲ [illegible] ایسی چیزیں اور شراب [illegible] کو حرام قرار دیا جاتا ہے [illegible] جائے۔ یہ حکم [illegible] نافذ کیا جائے۔

[illegible] اس کو [illegible] جاتا ہے۔ حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ اس کو [illegible] جائے۔

تشریح

[illegible] سلطان کو دینی رعایا کی [illegible] کس [illegible] اور [illegible]

[illegible] ۱۹ [illegible] سلطان پر ایک مضمون لکھا ہے۔ اس [illegible]

پر لکھا گیا ہے :-

"حفظانِ صحت اور پاکی و صفائی کے لئے سلطان نے سرنگاپٹم کے اندر گاؤں میں مرغیاں وغیرہ پالنا ممنوع قرار دیا تھا دھوبیوں کو شہر میں رہنے کی اجازت نہیں تھی۔ شہر کے اندر گدھے پالنا بھی ممنوع تھا۔

سلطان کے خیال سے اعلیٰ اور عمدہ صحت انسانی کے لئے مضر تھے۔ اس نے مشورہ دیا کہ یہ چیزیں [illegible] استعمال نہ کی جائیں۔"

مقامی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ امیروں کو بھی شہر میں رہنے کی اجازت [illegible] سرنگاپٹم کو دور دراز کی [illegible] گھوڑا گاڑی [illegible] تیار کیا جاتا تھا۔

دفعہ ۹۔ اس کتاب قانون میں جتنے [illegible] لکھے گئے ہیں اگر کوئی [illegible] پیش آجائے جو اس کتاب قانون میں درج نہیں [illegible] سے حکم لیا جائے۔

تشریح

اس دفعہ کا لکھنا ضروری تھا [illegible] لیکن متعصب انگریز مورخوں نے لکھا ہے کہ اس کے لکھنے کی بالکل ضرورت نہیں تھی۔ ولکس نے اپنی تاریخ میں اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تمسخر بھی کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے :-

"ایک دفعہ آتش زدگی [illegible] کھیت میں آگ لگ گئی [illegible] بجھانے کے لئے [illegible] کتاب قانون میں دیکھا [illegible] رہا کھیت جل کر راکھ ہو گیا [illegible]"

ہے۔ اگر سچ بھی ہو تو زیادہ سے زیادہ اس کو کسان کی بے عقلی پر محمول کیا جا سکتا ہے جو آگ بجھانے کے عوض عامل کے پاس مدد کے لئے گیا۔

۹۶۔ سونا چاندی اور تانبے کی قیمت مقرر کی جاتی ہے۔ ان قیمتوں کی اطلاع تمام تاجروں صرافوں اور دکان والوں کو دی جائے۔ جب کبھی یہ چیزیں حکومت کے لئے خریدی جائیں تو اس قیمت سے ایک یا دو طاہا کم خریدیں۔ کیونکہ سونے کی قیمت مقررہ شرح سے کچھ کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے۔

۹۷۔ جب کبھی آپ کے ضلع میں چرائی کے لئے بکرے بھیجے جائیں تو انہیں محکمہ امرت محل میں رکھیں اور داروغہ کو حکم دیں کہ ہر سال ان کا اون اتارا جائے۔ اون سے کر داروغہ کو رسید دی جائے۔ اون نداقوں کو دے کر نمدے تیار کریں اور صدر دفتر کو بھیجیں۔ اگر وہاں نمدے عمدہ نہ بنتے ہوں تو اون ہی بھیجا جائے اور اس کی رسید صدر دفتر سے حاصل کی جائے۔

۹۸۔ مویشی اور بکروں کو خارش لگ جائے تو انہیں تاجران چرم کو دے کر کہا جائے کہ دباغت کے بعد کھالیں واپس کریں۔ اجرت میں ان کو گوشت دے دیا جائے۔

تیار شدہ کھالیں صدر دفتر کو روانہ کریں۔

۹۹۔ اب تک تاجر اور دوسرے لوگ نمک اور دوسری چیزوں کے لئے چنیا پٹن کے ماتحت علاقہ کو جاتے تھے۔ اس علاقہ سے لین دین ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

عام طور پر اطلاع دی جائے کہ خوشحال پور۔ کوڑیال بندر۔ بھنادیہ۔ مرجان۔ انگولہ میں جو مغربی گھاٹ کے پائین میں ہیں، اور کلی کٹ کے ماتحت علاقہ میں نمک کثرت سے ملتا ہے۔ ہدایت کی جائے کہ مذکورہ بالا علاقوں سے جو علاقہ ان کے قریب ہو وہاں جا کر نمک خریدیں اور چنیا پٹن کے علاقہ کو نہ جائیں۔

اگر کوئی شخص حکم عدولی کرے تو دریافت کے بعد اس کا اثاث زندگی۔ مویشی اور نمک

وغیرہ بحق حکومت ضبط کرتے ہوئے مزید جرمانہ ڈالا جائے کہ آئندہ پھر کوئی ایسا جرم نہ کرنے پائے۔

اگر چینا پٹن کے تاجر اس حکومت کے علاقہ میں نمک وغیرہ لے کر آئیں تو انہیں قید کرلیں اور ان کے جانور اور تمام مال بحق حکومت ضبط کر لیا جائے۔ اس کی اطلاع حضوری میں دیکر حکم کا انتظار کریں۔

تشریح

چینا پٹن مدراس کا نام ہے۔ یہ انگریزوں کے ماتحت تھا۔ سلطان انگریزوں کا سخت مخالف تھا۔ اس کو معلوم تھا کہ تجارت کے بہانے سے یہ قوم ملک پر قبضہ کر رہی ہے۔ اس لئے اس نے اپنے ملک کے تاجروں کو ان سے تجارت کرنا ممنوع قرار دیا۔ انگریز ملکی تاجروں کو جاسوسی کرنے بھیجا کرتے تھے۔

۱۰۰۔ آپ کو چاہیے کہ ضلع میں تیز رفتار ہرکاروں کی مقررہ تعداد برابر رکھیں۔ آپ اور قلعہ دار مل کر باہمی مشورہ سے ان کی تنخواہ اور بھتہ جو تیل اور کاغذ کے لئے دیا جاتا ہے مقرر کریں تنخواہیں نقد باقاعدہ ہر مہینہ دے کر رسید لیں۔

ان ہرکاروں کو چاہیئے کہ ڈیڑھ گھڑی میں ایک کروہ سلطانی کی مسافت طے کریں۔ محکمۂ دیوانی۔ بخشی اور احتشام کی تمام عرضیاں خطوط اور چیزیں ان ہرکاروں سے بھیجی جائیں ان ہرکاروں سے دوسرے لوگوں کے خطوط اور چیزیں بھیجی نہ جائیں۔ خلاف ورزی پر سزا دی جائے۔

تشریح

عوام کے لئے انچے کے نام سے محکمۂ ڈاک قائم تھا۔ (دیکھیں صفحہ) تیز رفتار ہرکاروں کو بجلی کا نام دیا گیا تھا۔ اب بھی میسور علاقہ میں بہت سے خاندان بجلی

نام کے پائے جاتے ہیں۔

۱۰۱- آپ کے ضلع میں اکثر مقامات پر فقیروں کے تکیے ہیں۔ بہت سے فقیر مقامی باشندوں اور مسافروں کو نشہ آور چیزیں کھلا پلا کر لوٹ لیتے ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ ان فقیروں کو ان شیطانی کاموں سے باز رکھیں۔ اور جو فقیر باز نہ آئیں انہیں ملک بدر کریں۔ یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ کسی فقیر کو کسی مقام پر نئی تکیہ قائم نہ کرنے دیں۔

تشریح

میجر ولکس اپنی خفیہ رپورٹ کے صفحہ پر لکھتا ہے۔

"سلطنت خداداد کے صرف اس علاقہ میں جو اب راجہ کو دیا گیا۔ ۵۴۲ فقیروں کے تکیے ہیں"۔

اکثر لوگ ان فقیروں کے ظاہری تقدس سے دھوکہ کھا کر ان تکیوں میں جا کر اپنا مال گنوا لیتے تھے۔ یہ بھی سنا گیا ہے کہ اکثر تکیے عیاشی اور حرام کاری کے اڈے تھے۔ یہ ٹھگ جو فقیر کہلاتے تھے تمام ملک میں اپنا جال بچھائے ہوئے تھے۔ سلطان کے اس حکم کے بعد بہت سے فقیر پائین گھاٹ یعنی انگریزی علاقہ میں چلے گئے۔ اور جنگ میں انگریزی فوجوں کی راہ نمائی کی۔ میسور کی تیسری جنگ میں لارڈ کارنوالس اور کرنل ریڈ نے ان فقیروں سے بہت مدد حاصل کی۔ لیکن سلطنت خداداد پر قبضہ کے دوسرے سال انگریزوں نے تمام تکیوں کا خاتمہ کر دیا۔

۱۰۲- سابق میں عاملان ضلع۔ افسران حکومت اور دوسرے لوگ لاوارث اور یتیم لڑکوں اور لڑکیوں کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے۔ اور اکثر لڑکیاں مندروں میں داخل کر لی جاتی تھیں۔

اس خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

حکم دیا جاتا ہے کہ آیندہ کوئی لڑکی مندر میں داخل نہ کی جائے۔ جہاں کہیں لاوارث لڑکیاں ملیں تو انہیں حضوری میں روانہ کریں اور انہیں یہاں پہنچنے تک روزانہ ایک سیر چاول اور ایک فلوس خرچ کے لیئے دیں۔

تشریح

مندروں میں لڑکیوں کے داخل کرنے کا رواج ملک میں ایک نا معلوم زمانہ سے چلا آتا تھا۔ اس کو ایک نہایت ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا۔ اکثر ایسے ماں باپ جو اولاد سے محروم ہوتے تھے مندروں میں منت کرتے تھے کہ لڑکی پیدا ہو تو مندر کی خدمت کے لیئے دی جائے گی۔ اس کے علاوہ ایسی لڑکیاں بھی مندروں میں داخل کر لی جاتی تھیں جن کا کوئی والی وارث نہیں ہوتا تھا۔ اس رسم و رواج کی وجہ سے مندر عیاشی کا مرکز بن گئے تھے۔ بلکہ بعض مقامات میں یہ بھی ہوتا تھا کہ ان لڑکیوں سے ناجائز آمدنی پیدا کی جاتی تھی۔ اور حسین و جمیل لڑکیاں فروخت بھی کی جاتی تھیں۔ یہ خرید و فروخت عام طور پہ ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض جرموں پہ شوہر اپنی بیویوں کو بھی فروخت کر دیتے تھے۔ اور حکومتیں اس خرید و فروخت پر ٹیکس لگا کر آمدنی پیدا کرتی تھیں۔ چونکہ یہ خرید و فروخت زیادہ منفعت بخش تھی عمال حکومت بھی اس تجارت میں حصہ دیا کرتے تھے۔ ہندو حکومتوں میں اس عیاشی اور خرید و فروخت کو کوئی گناہ نہیں سمجھا جاتا تھا۔ ہندوؤں کی وہ عظیم الشان سلطنت جس کا نام "وجیانگر" ہے اس آمدنی کو جائز رکھتی تھی جس کا ذکر سیاح عبدالرزاق نے اپنے سفرنامہ میں کیا ہے۔ اس سلطنت کی شکست و ریخت کے بعد بھی ملک کے پالیگار اور دوسرے راجاؤں نے بھی اس کو جائز رکھا۔ اس کے بعد جب بیجاپور کی اسلامی حکومت اور مغلوں نے اس ملک پر

قبضہ کیا تو انہوں نے بھی ہندوؤں کے اس رسم و رواج میں کوئی دخل نہیں دیا۔ اس لئے یہ اسلامی حکومتیں ملک کے راجاؤں اور پالیگاروں کو برقرار رکھ کر صرف ان سے خراج حاصل کرتی تھیں۔ ہندو سوسائٹی اور انسانیت پر سلطان کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے اس خرید و فروخت اور مندروں میں لڑکیوں کے داخلہ کو بند کر دیا۔ سلطان کی شہادت کے بعد انگریزوں نے اس معاملہ میں بالکل غیر جانب داری اختیار کر لی۔ جس کی وجہ سے لڑکیاں مندروں میں پھر داخل ہونے لگیں۔ یہاں تک کہ ہندو سوسائٹی نے خود ان برائیوں کو محسوس کرتے ہوئے ۱۹۳۰ء کے بعد مسلسل جد و جہد کر کے میسور میں اس کے خلاف قانون پاس کرا لیا۔

۱۰۴۔ جنگ اور دوسرے ہنگاموں کے وقت عامل اور قلعہ دار کو چاہیئے کہ اپنے اہل وعیال کو مستقر حکومت میں رہائش کے لئے بھیج دیں اور اپنے کاموں میں لگے رہیں۔

تشریح

میسور کی چوتھی جنگ جس کے نتیجہ میں سلطنت خداداد کا خاتمہ ہوگیا، جنگی لحاظ سے کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ انگریزوں نے سلطان کے وزیروں اور بڑے بڑے افسروں کی غداری سے فائدہ اٹھایا اور سرحد پار کرنے کے چند دن بعد ہی سرنگاپٹم کا محاصرہ کر لیا۔ سلطان کی وسیع مملکت میں ہر جگہ قلعے اور فوجیں تھیں مگر کہیں سے کوئی حرکت نہیں ہوئی اور سلطان کی شہادت کے بعد بھی انگریزوں کے خلاف کسی فوجی نقل و حرکت کا پتہ نہیں ملتا۔ جس قدر فوجی افسر اور عاملان حکومت تھے، سبھوں نے انگریزوں کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کی وجہ کرنل آرتھر ولزلی نے اپنے مضامین جو اس نے اپنے بھائی لارڈ ولزلی گورنر جنرل

کو لکھا تھا، اس طرح بیان کی ہے۔

"ٹیپو سلطان کے قانون کے مطابق تمام بڑے افسروں کو حکم تھا کہ اپنے اہل و عیال کو مستقر حکومت میں رکھیں۔ محاصرہ کے دوران میں اور اس کے بعد بھی جب سرنگاپٹم پر ہمارا قبضہ ہو گیا تو ان تمام کو اپنے اہل و عیال کی فکر تھی اس لئے کسی کو بھی ہمارے خلاف کوئی کارروائی کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔"

۱۴۲۔ آپ کے ضلع میں صرافہ کی دکانیں جو ملک التجار کے ماتحت ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ ان عہدہ داروں اور ان کے محرروں کو حسب ذیل مقررہ تنخواہیں دیں۔

صراف	:	فی ماہ تین کنٹھی رایا پگوڈے
محرر	:	فی ماہ دو کنٹھی رایا پگوڈے

ہر صراف کو سونا، چاندی اور تانبے کی تجارت کے لئے ایک ہزار پگوڈے دیں۔ اگر کوئی دوسرا مہاجن یا دیگر دلال، آئندہ اپنے طور پر ان چیزوں کی خرید و فروخت کرے جیسا کہ اب تک چلا آتا تھا، تو وہ حکومت کا مجرم سمجھا جائے گا۔ لیکن وہ اگر حکومت کے مقرر کردہ صرافوں سے معاملہ کرے تو اس پر کوئی الزام نہیں۔

تشریح

میجر کرک پیاٹرک نے "مکاتیب سلطانی" میں سلطان کے تجارتی قانون کا ذکر کیا ہے۔ اس قانون کی دفعہ ۲ حسب ذیل ہے:-

"بورڈ کے تجارتی نائبوں کو جو اضلاع میں متعلقہ کارخانوں کے ساتھ رکھے گئے ہیں، گماشتے رکھنے کا اختیار ہوگا۔ اور انہیں اس امر کی اجازت ہوگی کہ ان تمام چیزوں کو خریدیں جو سرکار کی اجارہ داری میں نہیں ہیں سوائے صندل، سونا

اور چاندی کے جن پر سرکاری اجارہ داری قائم ہے) ان اشیا کی خرید و فروخت میں آصفان ضلع کوئی دخل نہیں دیں گے۔ بلکہ جو اعانت مزدوری سمجھی جائے، وہ ان سے حاصل کی جائے۔"

مذکورہ بالا دفعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صندل۔ سونا اور چاندی کی تجارت کو سلطان نے نیشنلائز یعنی "قومیا" لیا تھا ـــــ اس لئے مہاجنوں وغیرہ کے لئے ان چیزوں کی تجارت کرنا ممنوع تھا۔ مگر جب وہ سرکار سے ان چیزوں کو خریدتے تھے تو انہیں اجازت حاصل تھی کہ ان چیزوں کی تجارت کریں۔

۱۰۵۔ محکمۂ احتشام (قلعہ کی مقیم فوج) کے ماتحت بیلداروں کا ایک محکمہ قائم ہے۔ حکم دیا جاتا ہے کہ عامل اور قلعہ دار مع اپنے ماتحت افسروں کے ہر دو ماہی پر ان بیلداروں اور انکے مددگاروں کا معائنہ کریں اور ان میں جو بوڑھے اور کام کے ناقابل ہیں انہیں نکال کر قابل اور جوان آدمیوں کو بحال رکھیں اور ان کی تنخواہیں ان کے ہاتھوں میں نقد دیں۔

یاد رہے کہ اس محکمہ کے لئے ہمیشہ قابل۔ جوان اور محنتی لوگوں کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ تنخواہ دینے کے بعد کاغذات آپ کے دستخط اور مہر سے صدر دفتر کو بھیجے جائیں۔ اگر نائکوں[1] کے ذریعہ یہ معلوم ہوا کہ ناکارہ اور بوڑھے لوگوں کو ملازمت دی گئی ہے تو ان کی تنخواہوں کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

۱۰۶۔ کنداچار (قدیم طرز کی فوج) کے سپاہیوں کو تنخواہ کے عوض زمین دی گئی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ اکثر سپاہی اس سے مطمئن نہیں ہیں۔ ان سپاہیوں سے فرداً فرداً دریافت کیا جائے کہ آیا وہ ایسی زمین لینے پر تیار ہیں جس میں پانچ چھ سال سے زراعت نہ ہوئی ہو۔ اگر وہ راضی ہیں تو انہیں اس قدر زمین دی جائے کہ پیداوار سے انہیں پوری مقررہ تنخواہ مل سکے۔

---

(۱) نائک ۔ کام لینے والے چھوٹے افسر

کنداچار کا کوئی سپاہی اگر فوت ہو جائے تو اس کے عوض اسی کے خاندان سے یا اس کے بھائی بندوں میں سے کوئی شخص لیا جائے اور متوفی سپاہی کی زمین اس کو دی جائے۔

اگر کوئی سپاہی لاوارث فوت ہو جائے تو اس کی زمین نئے بھرتی ہونے والے کو دی جائے۔ تفصیل ہونے پر عامل۔ پیش کار اور مشنور کو دیکھنا چاہیئے کہ پیداوار سے سپاہی کو مقررہ رقم ملتی ہے یا نہیں۔ مقررہ رقم سے مراد تنخواہ کا نصف حصہ ہے۔ نصف تنخواہ اس کو نقد دی جاتی ہے۔ باقی نصف کے عوض زمین دی گئی ہے۔ نقد تنخواہ ان کے ہاتھ میں دی جائے۔

اگر کوئی سپاہی اپنی مقبوضہ زمین کو بنجر ڈال رکھے تو اس کو مجبور کیا جائے کہ کاشت کرے، اور اس پر جرمانہ ڈالیں۔

اگر قلعہ دار۔ سررشتہ دار یا نائیک، سپاہیوں کی زمین اپنے قبضہ میں رکھیں گے تو یہ ایک جرم ہے۔

یہ زمینیں سپاہیوں کے حوالہ کی جائیں۔ اور ان عہدہ داروں سے پیداوار کی دگنی رقم بطور جرمانہ وصول کریں۔

۱۰۷۔ جب کبھی کنداچار کے سپاہی سرکاری کام پر باہر بھیجے جائیں تو ان کی غیر حاضری کا حساب رکھا جائے۔ اگر یہ سپاہی کام ہو جانے کے بعد ایک یا دو دن کی دیر سے آئیں تو ان سے باز پرس نہ کی جائے۔ اگر زیادہ دن غیر حاضر رہیں تو اتنے دن کی تنخواہ کاٹی جائے۔

۱۰۸۔ حکم دیا جاتا ہے کہ احشام[1] کے سپاہیوں کی پوری تعداد ہمیشہ رکھی جائے۔ جب کبھی اس محکمہ میں بھرتی کی ضرورت ہو تو بیدر[2] ذات کے لوگ بھرتی کئے جائیں۔

---

[1] احشام: قلعہ کی مقیم فوج [2] بیدر: ہندوؤں کی ایک ادنیٰ ذات

کوئی سپاہی فوت ہو جائے تو اس کے خاندان سے یا اسی کی ذات سے دوسرا سپاہی بھرتی کیا جائے۔

ان تندرست اور مضبوط جوانوں کو بھی بھرتی کیا جائے جو کسی وجہ سے ملازمت چھوڑ چکے ہوں۔

سپاہیوں کی تنخواہ ان کے ہاتھوں میں نقد دیں اور قلعہ دار سے رسید حاصل کریں۔

یہ حکم قلعہ دار کو بھی بھیجا گیا ہے۔ اس پر ٹھیک طور پر عمل ہونا چاہیئے۔

اگر مندرجۂ بالا طریقوں سے بھرتی کے لئے سپاہی نہ ملیں تو مناسب کسانوں کو بھرتی پر آمادہ کریں۔ البتہ بشرطیکہ ایک ہی خاندان میں پانچ چھ آدمی نہ ہوں۔

ہر حالت میں احشام کی تعداد پوری رکھنی چاہیئے۔

اگر اس حکم پر ٹھیک عمل نہ ہوا تو حضرت کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

۵۰۱ - قلعہ دار اور منشور سرکاری مکانات میں رہ نہیں سکتے۔ اگر قلعہ کے اندر غیر آباد مکانات ہوں تو ان میں چشموں والا قلعہ دار کو اور باغیچوں والا منشور کو دیا جائے۔

ان مکانوں کی مرمت سرکاری خرچ پر کی جائے۔

اگر مکانات موجود نہیں ہیں تو سرکاری چشموں کے دو مکانات ان کے لئے تعمیر کئے جائیں۔

قلعہ داروں اور منشوروں کو بھی یہ حکم بھیجا گیا ہے۔

آپ کو چاہیئے کہ ان مکانوں کی تعمیر کے لئے سامان مہیا کریں۔

جس مقام پر ان کے لئے مکان نہیں ہے وہاں جس پاس چشموں کا ایک مکان بنایا جائے۔

تمام سرکاری مکانوں کو آباد حالت یا غیر آباد عمدہ حالت میں رکھا جائے۔

اگر کوئی سرکاری مکان خالی ہے اور اس کے لئے کوئی تاجر درخواست دے تو یہ مکان

اس کو کرایہ پہ دیا جائے۔

۱۱۰۔ اگر قلعہ دار آپ کے کاموں میں دخل دہی کرے تو آپ کو چاہئے کہ ضلع کی دیوان کچہری میں اس کی رپورٹ کریں اور بخشی سے حکم حاصل کر کے اس کو دیں۔

دونوں محکموں (فوجی اور ملکی) کے افسروں کو سخت حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے اپنے کام سے تعلق رکھیں اور ایک دوسرے کے کاموں میں دخل نہ دیں۔ اگر اس حکم کی خلاف ورزی کی گئی تو سخت سزا دی جائے گی۔

۱۱۱۔ قلعہ کی مرمت کے لئے لکڑیوں اور رسیوں کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے۔ قلعہ دار کو حکم ہے کہ یہ چیز جنگلوں سے حاصل کرے۔ مگر جن چیزوں کو خریدنے کی ضرورت ہے انہیں آپ مہیا کریں اور قلعہ دار سے رسید لیں۔

۱۱۲۔ یہ دیکھنا آپ کا فرض منصبی ہے کہ سرکاری کام بغیر رکاوٹ کے چلتا رہے۔ اس کے لئے اٹھاونی اور احشام کے سپاہی پوری تعداد میں رکھیں۔ اگر پوری تعداد رکھی نہ جائے اور کاموں میں رکاوٹ پیدا ہو تو آپ اس کے ذمہ دار ہوں گے۔

جب سپاہی سرکاری کام پہ باہر جائیں تو ان کے نام و عہدہ کی تفصیل قلعہ دار کے دفتر میں ہونی چاہئے۔

۱۱۳۔ قلعہ کے متعین سپاہیوں کو ہول کنداہ زمین دی گئی ہے۔ اس کی کاشت اور نگرانی کے لئے مندرجہ ذیل قانون نافذ کیا جاتا ہے۔

ان سپاہیوں کی نصف تعداد کو ہفتہ میں ایک دن چھٹی دی جائے۔

باقی نصف کو قلعہ کی حفاظت پر متعین رکھیں۔

دوسرے دن اس باقی نصف تعداد کو چھٹی دیں۔

جب سپاہی غیر حاضر ہو جائیں تو ان کی اس دن کی تنخواہ کاٹ لی جائے۔

یہ حکم قلعہ دار کو بھی بھیجا گیا ہے۔ اس پہ ٹھیک طور پہ عمل ہونا چاہیئے۔
ان سپاہیوں کے متعلق آپ کو صدر دفتر اور حضوری میں رپورٹ بھیجنا چاہیئے۔

۱۱۴۔ جب کنداچار کے سپاہی سرکاری کام پہ باہر جائیں تو ضلع کے اندر چالیس کروہ سے کم فاصلہ پہ بھتہ دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر اس فاصلہ سے دو کروہ فاصلہ بڑھ جائے تو بھتہ دینا ضروری ہے۔

روزانہ بھتہ فی سپاہی پانچ گنتی رایا فنم مقرر کیا جاتا ہے۔
بھتہ نقد دیا جائے اور رسید حاصل کی جائے۔
بھتہ کی منظوری کا حکم دیوان کچہری سے لیا جائے۔

۱۱۵۔ قلعہ میں ذخیرہ اندوزی کے لیئے مندرجۂ ذیل احکام نافذ کیئے جاتے ہیں۔
ذخیرہ کے لیئے جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کی تفصیل قلعہ دار کے حکم نامہ میں لکھی گئی ہے۔
ذخیرہ اندوزی قلعہ کی وسعت اور اہمیت پہ منحصر ہے۔ اسی لحاظ سے قلعوں کو قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
دیکھا جائے کہ آپ کے ضلع میں کس قسم کے قلعے ہیں۔ اسی کے مطابق ذخیرہ اندوزی ہوگی۔
آپ کو چاہیئے کہ فہرست کے مطابق چیزیں فراہم کریں اور قلعہ دار و سرشتہ دار سے رسید حاصل کریں۔
قلعہ میں استعمال کے لیئے جس قدر تیل کی ضرورت ہے، اشام کے حکم نامہ میں لکھا گیا ہے۔
ذخیرہ کی چیزوں کے ساتھ تیل بھی پوری مقررہ مقدار میں خرید لیا جائے۔
یہ تیل تین چوتھائی تلخ اور ایک چوتھائی تل کا ہوگا۔

اگر قلعہ میں باقاعدہ فوج کے سپاہی ہیں تو بندوقیں صاف کرنے کے لئے ہر سپاہی کو ہر پندرھویں دن اتنا تیل دیا جائے کہ کافی ہو سکے۔ قلعہ دار سے اس کی رسید لی جائے۔ سال کے آخر میں جو چیزیں ناقابل استعمال ہو گئی ہوں، انہیں تاجروں کو دے کر ان کے عوض نئی چیزیں حاصل کریں۔

ان تمام چیزوں کو جو کرایہ پر لی گئی ہیں، سال کے آخر میں بدل دیا جائے۔

خریدی ہوئی چیزوں کو بھی ہر تین سال کے بعد تاجروں کو دے کر ان کے عوض نئی چیزیں خریدیں۔ مخزنوں میں غلہ محفوظ اور اچھی حالت میں رہنا چاہیئے۔ مخزنوں کو بھی اچھی حالت میں رکھیں۔ اگر پہلے سے مخزن موجود نہ ہوں تو نئے مخزن تعمیر کئے جائیں۔ ان کی وسعت اتنی ہو کہ کل چیزیں ان میں رکھی جا سکیں۔

ہر شخص کو روزانہ بارہ چیزیں راشن میں دی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں مقررہ مقدار میں مخزنوں میں رکھیں اور وقت مقررہ پر دیں۔ تفصیل قلعہ کے حکم نامہ میں موجود ہے اور یہاں بھی لکھی جاتی ہے:۔

فہرست

چاول	ایک سیر	روزانہ
آٹا گیہوں کا	آدھا سیر	"
دال	پاؤ سیر	"
گھی	ایک جوز	"
املی	۲ دو جوز	"
مرچ	نصف جوز	"
نمک	۲ دو جوز	"

ہلدی	نصف جوز	روزانہ
پیاز	چھ جوز	"
لہسن	نصف جوز	"
سپاری	نصف جوز	"
تمباکو	نصف جوز	"

مندرجۂ بالا چیزوں کے علاوہ ذیل میں لکھی ہوئی چیزیں مخزنوں میں حسب تفصیل رکھی جائیں

اشیاء	۱ بڑے قلعوں میں آٹھ ماہ کا اسٹاک	۲ درجۂ اول کے قلعوں میں چھ ماہ کا اسٹاک	۳ درجۂ دوم کے قلعوں میں چار ماہ کا اسٹاک	۴ درجۂ سوم کے قلعوں میں دو ماہ کا اسٹاک
۱۔ گیہوں	۱۰۰۰ سیر	۷۵۰ سیر	۵۰۰ سیر	۲۵۰ سیر
۲۔ گڑ	۲۵۰ رطل	۱۸۷ رطل	۱۲۵ رطل	۶۲½ رطل
۳۔ کچا ریشم	۵ سیر	۳¾ سیر	۲½ سیر	۱¼ سیر
۴۔ اجوائن				
۵۔ کپڑا لیموں کے رس میں تر کیا ہوا[1]	دس تھان	۷½ تھان	۵ تھان	۲½ تھان
۶۔ موم	دس سیر	۷½ سیر	۵ سیر	۲½ سیر

---

[1] چونکہ لیموں سوائے موسم کے مل نہیں سکتے تھے اس لئے ان کے رس میں کپڑا بھگو کر خشک کر لیا جاتا تھا۔ ضرورت کے وقت کپڑا کاٹ کر گرم پانی میں بھگونے سے رس نکل آتا تھا۔

	۱	۲	۳	۴
اشیاء	بڑے قلعوں میں آٹھ ماہ کا اسٹاک	درجۂ اول کے قلعوں میں چھ ماہ کا اسٹاک	درجۂ دوم کے قلعوں میں چار ماہ کا اسٹاک	درجۂ سوم کے قلعوں میں دو ماہ کا اسٹاک
۷۔ بیج	بیس سیر	۱۵ سیر	۱۰ سیر	۵ سیر
۸۔ سونف	۱۰ سیر	۷½ سیر	۵ سیر	۲½ سیر
۹۔ افیون	۱۰ سیر	۷½ سیر	۵ سیر	۲½ سیر
۱۰۔ مردار سنگ	۵ سیر	۳¾ سیر	۲½ سیر	۱¼ سیر
۱۱۔ سنگ ریزہ	۵ سیر	۳¾ سیر	۲½ سیر	۱¼ سیر
۱۲۔ سنگ پتیا	۵ سیر	۳¾ سیر	۲½ سیر	۱¼ سیر
۱۳۔ بوریوں کے لئے ٹاٹ	۴۰ بنڈل	۳۰ بنڈل	۲۰ بنڈل	۱۰ بنڈل
۱۴۔ مٹی کے برتن (بڑے)	۲۵۰۰	۱۵۰۰	۸۰۰	۶۰۰
۱۵۔ مٹی کے برتن (چھوٹے)	۸۰۰۰	۶۰۰۰	۴۰۰۰	۲۰۰۰

ان میں پانی کے گھڑوں کے علاوہ کھانے پکانے کے برتن۔ رکابیاں اور کٹورے شامل ہیں۔ ان میں اگر کچھ ٹوٹ جائیں تو فوراً دوسرے بھرتی کیے جائیں۔

۱۶۔ موسل کیرائی لکڑی کے چاول کوٹنے کیلئے	۴۰۰۰	۳۰۰۰	۲۰۰۰	۱۰۰۰

۱۱۶۔ قلعہ کے ملازم اگر پہرہ دینے کے لئے بخشی ۔ فوجدار یا سپہ دار کے ساتھ ایام جنگ میں ساتھ جائیں تو ضلع کے اندر بیس کروہ تک انہیں بھتہ دینے کی ضرورت نہیں ہے اس سے زیادہ مسافت کے لئے پانچ فنم روزانہ بھتہ دیا جائے ۔

یہ ملازم اگر ضلع سے باہر جائیں تو انہیں روزانہ سات فنم بھتہ دینا چاہیئے ۔

بھتہ کی منظوری کا حکم دیوان کچہری سے ملے گا ۔

۱۱۷۔ ہر قلعہ میں ڈولی برداروں کا ایک دستہ متعین ہے ۔

ہر ڈولی کے لئے چھ ڈولی بردار ہیں ۔

ان ڈولی برداروں کو تین کلہاڑیاں اور دو کو بیتے دیئے جائیں ۔

ڈولیوں کے پیندے بوہے کی مضبوط رسیوں سے بنائے جائیں ۔

ڈولیوں کو ہمیشہ قابلِ استعمال حالت میں رکھا جائے ۔

جب کبھی حضوری سے حکم موصول ہو تو ڈولیاں بلا تاخیر روانہ کی جائیں ۔

یہ حکم قلعہ دار کو بھی بھیجا گیا ہے ۔ آپ کو دیکھنا چاہیئے کہ اس پر ٹھیک طور پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں ۔

۱۱۸۔ کاغذوں کے ٹکڑے زمین میں دفن کر دیئے جائیں ۔ راستوں میں اِدھر اُدھر نہ پھینکیں ۔ بے حرمتی کا باعث ہوتا ہے ۔

۱۱۹۔ سالوں اور مہینوں کو نئے سلطانی نام دیئے گئے ہیں ۔ آیندہ یہی نئے نام استعمال کئے جائیں جو حسبِ ذیل ہیں :۔

احمدی ۔ بہاری ۔ جعفری ۔ دالائی ۔ ہاشمی ۔ واسعی ۔ زبرجدی ۔ حیدری ۔ طلوعی ۔ یوسفی ۔ یازدی ۔ بیاسی ۔

تشریح

یہاں صرف مہینوں کے نام دیئے گئے ہیں۔ کتاب قانون میں ہندو تقویم کے مطابق ساٹھ سال کے نام بھی دیئے گئے ہیں۔ چونکہ تاریخ سلطنت خداداد میں یہ نام دیئے گئے ہیں، اس لئے میں نے انہیں یہاں چھوڑ دیا ہے۔ اور صرف مہینوں کے نام دیئے ہیں۔ قمری مہینوں میں یہ نقص ہے کہ وہ موسم اور فصل کے لحاظ سے برابر نہیں آتے۔ اس لئے لگان کی وصولی کے لئے ہندی مہینوں کے نام استعمال ہوتے تھے۔ اور یہ نام بھی مختلف علاقوں میں زبان کے لحاظ سے مختلف تھے۔ اس لئے سلطان نے سالوں کی ایک نئی تقویم اس اصول پر بنائی کہ ہر مہینہ ٹھیک اسی موسم میں آئے۔ اور یہ نام حروف ابجد کی ترتیب سے رکھے گئے۔ بعد میں جب سلطان نے تاریخ زر کی ایجاد کی جو حروف تہجی کے برابر تھی تو چند مہینوں کے نام بدل دیئے گئے۔ مکاتیب۔ احکام اور فرامین میں ان مہینوں کے ناموں کے ساتھ قمری مہینوں کے نام اور سنہ ہجری بھی لکھا جاتا تھا۔

۱۲۰۔ اکثر لوگ اس کے عادی ہیں کہ کھانے کے بعد اپنے ہاتھ بیسن سے پاک کرتے ہیں اور غسل کے لئے بھی یہی آٹا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں ہے۔ لوگوں کو ترغیب دیں کہ ناگرموتھا کا سفوف استعمال کریں۔

۱۲۱۔ آپ کے ماتحت ضلع میں توپ کے گولے اور لوہے کی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ حکم دیا جاتا ہے کہ ان پر ضلع کا نام ثبت کیا جائے۔

صدر دفتر سے حکم ملنے پر یہ چیزیں فوراً سرنگاپٹم کو روانہ کریں۔

۱۲۲۔ حکم دیا جاتا ہے کہ ضلع کے سالانہ محاصل کا فرد حساب بھی اسی وقت روانہ کیا جائے جس وقت سالانہ نذر و نیاز روانہ کی جاتی ہیں۔ اس فرد حساب میں دکھایا جائے کہ

ضلع میں سال بھر میں محاصل سے کتنی رقم وصول ہوئی -
دیوان کچہری کے ذریعہ خزانہ کو کتنی رقم بھیجی گئی -
کتنی باقی ٹھہری ہوئی ہے -

سال بھر میں جو چیزیں خریدی گئیں - ان کی تفصیل اور قیمت بھی لکھی جائے -

۱۲۳ - آپ کے ماتحت ضلع میں ہندوؤں کے مندروں کے زیورات - کپڑے - تانبے اور پیتل کے برتن اور دوسری قیمتی چیزیں سررشتہ داروں اور شان بھوگوں کے پاس امانت رکھی ہوئی ہیں - آپ کو چاہیئے کہ ان چیزوں کے ناموں کی فہرست بنائیں اور ہر چیز کا وزن بھی لکھیں - یہ چیزیں سررشتہ داروں اور شان بھوگوں کے پاس ہی رہنا چاہئیں - فہرست اور وزن لکھنے کے بعد ان چیزوں کو واپس کرتے ہوئے تاکید کر دیں کہ جب کبھی مندروں میں ان چیزوں کی ضرورت ہو دے کر واپس لیں اور حفاظت سے رکھیں -

اگر سررشتہ داروں یا شان بھوگوں کا تبادلہ ہو جائے تو انہیں چاہیئے کہ اپنے قائم مقاموں کو یہ چیزیں حوالے کر دیں - اگر ان چیزوں میں کوئی کمی واقع ہو تو آپ اور شان بھوگ اس کے ذمہ دار ہوں گے -

تشریح

معمولی مندروں کے زیورات وغیرہ گاؤں کے شان بھوگوں کے پاس رکھے جاتے تھے - بڑے بڑے مندروں کے زیورات اور دوسری قیمتی چیزیں یا تو ضلع کے خزانہ میں یا سرنگاپٹم میں سلطانی خزانہ میں رکھی جاتی تھیں -

بکانن نے اپنے سفرنامہ کی تیسری جلد کے صفحہ ۶۹ پر میل کوٹہ کے مشہور مندر کا حال لکھا ہے - اس میں اس نے لکھا ہے :-

"میل کوٹہ کا مندر ایک نہایت ہی مشہور و مقدس مندر تسلیم

کیا جاتا ہے۔ بتوں کے زیورات جو نہایت ہی قیمتی تھے ہمیشہ سلطانی
محل میں رکھے جاتے تھے۔ ہر سال جب یہاں میلہ ہوتا ہے تو
یہ چیزیں نہایت حفاظت سے پہرہ میں روانہ کی جاتی تھیں۔ اور
میلہ ختم ہونے کے بعد پھر سرنگاپٹم واپس لائی جاتی تھیں "

سرنگاپٹم کے بڑے مندر اور ننجن گڑھ کے مندروں کے زیورات بھی سلطانی خزانہ میں رکھے جاتے تھے۔ انگریزی قبضہ کے بعد جب انگریزوں نے سرنگاپٹم اور محل کو لوٹ لیا تو یہ چیزیں بھی لوٹ لی گئیں۔ کرنل آرتھر ولزلی نے اس کا ذکر اپنے ایک خط میں کیا ہے جو اس نے اپنے بھائی لارڈ ولزلی گورنر جنرل کو اسی زمانہ میں لکھا تھا۔

۱۲۴ - آپ کی اور آپ کے ماتحت افسروں کی تنخواہیں گذارے کے مطابق مقرر کی گئی ہیں۔ اس لئے اُمید کی جاتی ہے کہ آپ کسی معاملہ میں بھی بد دیانتی سے کام نہیں لینگے۔

اخلاق اور مذہب دونوں کے لحاظ سے جھوٹ ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ شرح وقایہ اور تاریخ ولایت خراساں وغیرہ میں لکھا ہُوا ہے کہ بادشاہ کے متعلق رعایا چار گناہوں کی مرتکب ہوسکتی ہے۔ ان کی سزا بھی ان کتابوں میں لکھی ہوئی ہے۔ خدا بھی جھوٹوں پر لعنت بھیجتا ہے۔ جھوٹ اتنا شدید گناہ ہے کہ اس سے دوسرے گناہ پیدا ہوتے ہیں۔ خدا نے جھوٹے کو شیطان کا ساتھی قرار دیا ہے۔ جو آدمی خدا اور رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ جھوٹ سے پرہیز کرتا ہے۔ اس سے بادشاہ کا گناہ نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں ان چاروں قسم کے گناہ لکھے جاتے ہیں۔

(۱) جو بادشاہ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے یا اس کے دشمنوں سے ملے۔ اور جو دوسرے کو تحریر کے ذریعہ دشمنی پر آمادہ کرے اور خود اپنے ہاتھ سے چوری کرے اس کی سزا

عقوبت جسمانی کے علاوہ موت ہے۔

(۲) جو بادشاہ کو زبان سے گالی دے یا دوسرے کو اس پر آمادہ کرے۔ بُرے آدمی کی تعریف کرے۔ اور بادشاہ کا راز فاش کرے تو اس کی سزا انشی درے ہے۔

(۳) جو اپنی نظر سے دوسرے کو بادشاہ کے خلاف آمادہ کرے یا کسی کو بادشاہ کی برائی کرتے ہوئے دیکھ کر خاموش رہے اور بادشاہ کو اطلاع نہ دے۔ ایسے شخص سے سختی سے پیش آنا چاہیئے۔ اگر وہ باز نہ آئے تو ملک بدر کر دیا جائے۔

(۴) جو کانوں سے بادشاہ کی برائی سُنے اور خاموش رہے تو اس کی سزا حسب ذیل ہوگی۔

اگر وہ صاحب اثاث ہے تو اس کا اثاثہ چھین لیا جائے۔

اگر وہ معمولی حیثیت کا ہو تو اس کو جسمانی سزا دی جائے۔

اگر ان مذکورہ بالا عیبوں سے کوئی عیب آپ میں پیدا ہو جائے تو آپ بھی سزا کے مستوجب ہوں گے۔ آپ کو چاہیئے کہ اس کتاب قانون کو پڑھ کر اس پر عمل کریں۔ اگر کوئی خاص معاملہ پیش آ جائے تو حضوری سے دریافت کریں۔

۱۲۵- جرمانہ کی سزا کا رواج موقوف کیا جاتا ہے۔ آیندہ فی بگوڈا جرمانے کے عوض مجرم کو یہ سزا دی جائے کہ وہ اپنے گاؤں کے سامنے آم کے دو درخت اور جامن کے دو درخت لگائے۔ اور یہ درخت تین گز اونچے ہونے تک روزانہ پانی دے کر ان کی حفاظت کرے۔ اس کے بعد وہ بری الذمہ ہے۔

نوٹ

اس دفعہ کے نیچے لکھا گیا ہے کہ یہ کتاب قانون ۲۱ ورقوں اور ۱۲۵ دفعات پر ختم ہوئی ہے۔ تاریخ یکم احدی سال دلو مطابق ۱۲۰۰ سنہ ہجری دی گئی ہے۔ کاتب نے اپنا نام "عبداس بن" لکھا ہے۔ انگریزی مترجم جس نے اس کتاب قانون کا ترجمہ کیا ہے

لکھتا ہے کہ کتاب کے اخیر میں سلطان کی مہر ثبت ہے۔ سید محمد نے تصدیق کی ہے کہ اس نے اس کتاب پر نظر ثانی کی ہے۔ اور گووند رائے منشی حضوری نے اپنے دفتر میں رجسٹری کی ہے اور اپنا دستخط کیا ہے۔"

کتاب قوانین پر جو تاریخ درج ہے وہ سنہ ۱۲۰۰ھ ہجری ہے۔ سلطان کی شہادت سنہ ۱۲۱۳ھ کے اخیر میں ہوئی۔ ممکن ہے کہ درمیانی تیرہ سال میں سلطان نے اور کچھ قوانین بنائے اور جاری کیے ہوں جو اس کتاب میں درج نہ ہو سکے اس لیے کہ یہ کتاب ۱۷۸۰ء کی ابتدا میں سنکاگری (ضلع کوئمبتور) کے قلعہ میں انگریزوں کے ہاتھ لگ گئی تھی۔ انہوں نے اس کو کلکتہ بھیج دیا۔ جہاں پی کرسپ نے اس کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ اور بعد میں یہی ترجمہ ۱۷۹۵ء میں لنڈن میں شائع ہوا۔

میری خواہش تھی کہ اس کتاب میں سلطان کے دوسرے قوانین بھی اگر مل جائیں تو شامل کر دوں مگر سوائے چند قوانین کے جو بکانن کی رپورٹ (سفرنامے) اور ولکس کی تاریخ میسور میں ملے اور نہ مل سکے۔

[illegible] بکانن اپنی رپورٹ کے مختلف صفحات پر مختلف علاقوں کے کسانوں کی اقتصادی حالت بیان کرتے ہوئے [illegible] کی تجارت میں لکھتا ہے:

"سلطان نے حکم دے رکھا تھا کہ لوگ اپنی ضرورت کے مطابق صرف [illegible] ان کی پرورش ہو سکے۔"

تشریح

سلطان کا یہ حکم [illegible] اس لئے تھا کہ کسانوں کی [illegible] جانور پالے جائیں [illegible] تعداد [illegible] نسل کا [illegible] قائم کیا [illegible] نسل کو عمدہ بنایا [illegible] زراعت اور بار برداری کے کام آ سکے۔ [illegible]

لکھتا ہے کہ میسور میں جو بیل اور گائے پیدا ہوتے تھے وہ قد میں چھوٹے اور بار برداری کے قابل نہیں تھے۔ اس لئے سلطان نے مدورا وغیرہ سے عمدہ قسم کے نر بیل منگائے۔ ان کی جو نسل پیدا ہوئی وہ ہلے کار کہلائی۔ یہ بیل نہایت جفاکش اور تیز رفتار تھے۔ ان کی تعریف کرنل آرتھر ولزلی نے بھی کی ہے۔ امرت محل کا محکمہ میسور میں ابھی تک قائم ہے۔ کسانوں کی اقتصادی حالت کے متعلق بکانن لکھتا ہے۔

"میں نے یہاں (ضلع کوئمبتور میں) دیکھا کہ اسلامی حکومت میں ایک امیر کسان بارہ ہلوں کا مالک تھا۔ اس کے پاس ۴۸ بیل ۲۰۰ بکرے اور ۱۵۰ گائیں تھیں۔ تیس مرد اور پندرہ عورتیں اس کے کھیتوں میں کام کرتی تھیں۔ اس کے پاس ۱۸۵ ایکڑ تر زمین تھی۔"

یہی بکانن ضلع سرنگاپٹم کے حالات میں لکھتا ہے:۔

"یہاں ایک امیر کسان کے پاس آٹھ سے زیادہ ہل نہیں تھے۔ متوسط درجہ کے کسان کے پاس چار ہل اور غریب کسانوں کے پاس صرف ایک یا دو ہل تھے"

نوٹ

سرنگاپٹم اور کوئمبتور میں یہ فرق ہے کہ سرنگاپٹم کی زمین نہایت زرخیز اور قیمتی ہے۔

(۴) بکانن نے اپنے سفر نامہ کے مختلف صفحات پر محصولوں کی چوکیوں کا ذکر کیا ہے۔ اس سلسلہ میں اپنے سفر نامہ کی دوسری جلد کے صفحہ ۳۲۲ پر لکھتا ہے:۔

سلطان نے محصول کے متعلق یہ حکم جاری کر رکھا تھا کہ

"راستوں میں محصول وصول کرنے کے بعد محصول چوکی کا فرض ہے کہ اپنے متعلقہ علاقے میں تاجروں کے مال کی حفاظت کرے۔ اگر تاجروں کا کوئی

نقصان ہو تو چوکی کے ملازموں کی تنخواہ سے تاجروں کا نقصان پورا کیا جائے گا۔"

تشریح

بکانن اس قانون پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"اس قانون کی وجہ سے نہ صرف راستوں میں بالکل امن تھا بلکہ تجارت بھی خوب ہوتی تھی"۔

آرین رول ان انڈیا میں لکھا ہوا ہے کہ شیر شاہ سوری نے بھی اسی قسم کا قانون جاری کیا تھا۔

(۳) ولکس نے اپنی تاریخ میسور کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۱۰ پر پنشنوں کے متعلق سلطان کا یہ حکم نامہ دیا ہے:۔

ماہ شاداب سے سلطنت خداداد کے تمام ملازموں کو پانچ مراعات دی جاتی ہیں:۔

(۱) سلطنت خداداد کی فوجیں جس ملک کو فتح کریں گی اس کی سالانہ آمدنی کا چوتھائی حصہ انہیں بطور انعام دیا جائے گا۔

(۲) دوران جنگ میں لوٹ میں جو چیز جس سپاہی کو ملے گی، اسی کی سمجھی جائے گی۔

(۳) جو سپاہی جنگ میں مارا جائے گا اس کی بیوی اور بچوں کو اس سپاہی کی تنخواہ بطور پنشن دی جائے گی۔

(۴) سلطنت کا جو ملازم دوران ملازمت میں فوت ہو جائے اس کی بیوی اور بچوں ہر ایک کو روزانہ پاؤ طلائی نغم (یا ڈھائی روپیہ) پنشن ملا کرے گی۔

(۵) جن لوگوں سے کوئی نمایاں کام بہادری یا ملک کی بہبودی کے لئے ہوگا اسی کے مطابق ان کے اعزاز میں ترقی دی جائے گی۔

اِن مراعات کا مقصد یہ ہے کہ سلطنت خداداد کے تمام ملکی و فوجی افسر و سپاہی ملک کی بہبودی اور سلطنت کے استحکام و ترقی میں احکام خدا و رسول کے مطابق کوشش کریں گے ۔

تمام شُد

کتب خانۂ سلطانی کا

کیٹلاگ

فہرست مع تشریح

کُتب خانہ سُلطانی

یہ ایک تسلیم شدہ اصول ہے کہ کسی شخص کی علمی قابلیت کا مظہر اس کا کتب خانہ ہوتا ہے اس کلیہ کے ماتحت اگر سلطانی کتب خانہ کی فہرست اور اسٹوارٹ کی یہ تحریر دیکھی جائے کہ "سلطان جس کتاب کا مطالعہ کر چکتا تھا، اس پہ اپنی مہر لگا دیتا تھا" تو اس میں شک نہیں رہتا کہ وہ بہت بڑا عالم و فاضل بھی تھا۔

سلطان کا کتب خانہ اس زمانہ میں اپنی آپ مثال تھا۔ اس لیے انگریزوں نے سوائے چند معمولی کتابوں یا رسالوں کے باقی تمام کتابیں انگلستان کو بھیج دیں۔ سلطان نے ان تمام کتابوں کی نہایت خوبصورت جلد بندی کرائی تھی۔ اسٹوارٹ اپنے دیباچہ میں لکھتا ہے :-

"ان تمام کتابوں کی جلدوں کے وسط میں جن کی دوبارہ جلد بندی سرنگاپٹم میں ہوئی ہے۔"

اللہ - محمدؐ - علی - فاطمہ - حسن اور حسین

طلائی حروف میں ثبت ہیں۔ اور چاروں کونوں پہ خلفائے راشدین کے نام ہیں۔ اوپر پر سرکار خداداد اور نیچے "اللہ کافی" لکھا ہوا ہے۔

کتب خانہ سلطانی کی فہرست میں اسٹوارٹ نے ۵۴ ایسی کتابوں کے نام دیئے ہیں جو سلطان کے عہد میں سرنگاپٹم میں تصنیف ہوئی تھیں مگر حیرت ہے کہ اسٹوارٹ [illegible] لکھا ہے کہ ۵۴ ایسی کتابیں بھی ملیں جو ابھی نامکمل تھیں یا ابھی انہیں کوئی نام نہیں دیا گیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخر الذکر ۵۴ کتابیں سلطان اپنی خاص نگرانی میں لکھوا رہا تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں خود اس کی کچھ اپنی تصانیف بھی ہوں۔ [illegible] اس کے

کتب خانہ میں یہ نامکمل ۴۵ مسودات پائے نہ جاتے ۔ اسٹوارٹ لکھتا ہے ۔

"معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کو مصنف بننے کا شوق تھا ۔ اگرچہ اس کی تصنیف کی ہوئی کوئی مکمل کتاب نہیں ملی ۔ لیکن ۴۵ ایسے مسودات ملے جو مختلف موضوعات پر تھے ۔ یہ یا تو طبع زاد (اوریجنل) ہیں یا ترجمہ ۔ جو خاص اس کی سرپرستی ہدایت اور نگرانی میں لکھی گئیں ۔ ان میں سے اکثر عیسائیوں (انگریزوں) کے خلاف ہیں "

اسی دیباچہ میں اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ :۔

"کتب خانہ کی تہذیب و ترتیب کے لئے ایک مہتمم مقرر تھا ۔ سلطان کو تصنیف و تالیف کا بھی بہت شوق تھا ۔ سلطان کے حکم اور فرمائش سے بہت سی کتابیں لکھی گئیں ہیں یہ کتابیں زیادہ تر فوجی اور دیوانی معاملات سے متعلق ہیں ۔ سلطان نے اپنے فرامین کے متعدد مجموعے تیار کرائے تھے ۔ جو اس وقت بھی یورپ کے کتب خانوں میں موجود ہیں ۔ سلطان جس کتاب کا مطالعہ کر چکتا تھا ۔ اس پر مہر لگا دیتا تھا ۔ اس طرح اکثر کتابوں پر مہریں ثبت تھیں "

سلطانی کتب خانہ میں تقریباً دو ہزار کتابیں تھیں جن کی تقسیم اسٹوارٹ نے اس طرح کی ہے :۔

تاریخ	۱۱۸	زباندانی یا علم تحقیق	۴۵
تصوف	۱۱۵	لغت یا فرہنگ	۲۹
علم الاخلاق	۲۴	الہیات (معرفت)	۴۶
نظم	۱۹۰	علم اصول فقہ	۹۵

قصّے کہانیاں	۱۸	حدیث	۴۶
انشا	۵۳	قرآن مجید	۴۴
علوم و فنون	۱۹	تفسیر	۴۱
علم حساب	۷	اوراد و ادعیات	۳۵
علم نجوم	۲۰	نظم ہندی یا دکھنی	۲۲
طب	۶۲	نثر	۴
فلسفہ	۵۴	ترکی یا تاتاری زبان کی	۲

نوٹ :- مذکورہ بالا فہرست میں ۲۷ ہندی یا دکنی زبان کی کتابیں بھی شامل ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عوام کی یہ زبان دربار سلطانی میں بھی جگہ پا چکی تھی اس لئے کہ ان کتابوں میں علی حسین کی دو تصانیف بھی موجود تھیں جو سلطان کا اتالیق اور دربار کا ملک الشعرا تھا - علی حسین حیدر علی کے دربار کا ملک الشعراء بھی تھا اس نے حیدر علی و سلطان کی تعریف میں بہت سی نظمیں لکھی تھیں - ان میں دو نظمیں اس کتاب کے آخر میں اس لحاظ سے دی جاتی ہیں کہ اندازہ ہو سکے کہ یہ زبان جس کو اب اُردو کہا جاتا ہے - دو سو سال پیشتر میسور میں کس حالت میں تھی -

میں نے میجر سٹوارٹ کے کیٹلاگ کا ترجمہ صرف اس خیال سے کیا ہے کہ اُردو زبان میں ابھی تک کیٹلاگ نویسی کا عام رواج نہیں ہے - یورپ میں کیٹلاگ نویسی کا رواج ہر زبان میں پایا جاتا ہے اور علمی لحاظ سے یہ چیز نہایت اہم اور عزت کی نگاہ سے دیکھے جانے کے علاوہ زبان کا سرمایہ سمجھی جاتی ہے - ان کیٹلاگوں کی قیمت بھی بہت

زیادہ ہوتی ہے۔

اسٹوارٹ نے اپنے اس کیٹلاگ میں صرف اہم اور خصوصاً تاریخ اور علوم و فنون کی کتابوں پہ بہت زیادہ توجہ کی ہے اور دوسری کتابوں کو نظر انداز کردیا ہے۔ اگر ارباب فن اس پہ توجہ کریں تو یہ کیٹلاگ ہر لحاظ سے مکمل ہو سکتا ہے۔ اور اس میں ان کتابوں کے نام بھی داخل ہو سکتے ہیں جو سلطانی کتب خانہ میں نہیں تھیں یا اس کیٹلاگ کی تیاری کے بعد موجودہ زمانہ تک لکھی جا چکی ہیں۔ اس طرح اردو زبان میں ایک عمدہ اور مکمل کیٹلاگ تیار ہو جائے گا جو ایک علمی اور زندہ زبان کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔

محمود

تاریخ وسوانح

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۱	تاریخ روضۃ الصفا	محمد میر خوند شاہ		نسخ	فارسی زبان میں مشہور تاریخ جو ایک پیش لفظ - سات الباب اور خاتمۃ الکتاب پر ختم ہوتی ہے - پیش لفظ فن تاریخ کی افادیت - **پہلا باب** - آفرینش عالم - طوفان نوح - پیغمبروں - راہبوں - عالموں - اور فرعونان مصر کے حالات - اور ملک فارس کی قدیم تاریخ - **دوسرا باب** - پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے حالات - **تیسرا باب** - بارہ اماموں - خلفائے بنی اُمیہ - خلفائے بنی عباس اور ہلاکو کے ہاتھوں بغداد کی تباہی کا بیان - **چوتھا باب** - ایران - عراق اور ترکستان کی اسلامی سلطنتوں کے حالات -

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنۂ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۱					**پانچواں باب** - چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں کے حالات (چنگیز ۱۱۵۴ء میں پیدا ہوا - ۷۳ سال کی عمر پائی - اس کے جانشینوں نے ۱۳۳۵ء تک ایران پر حکومت کی تھی) **چھٹواں باب** - تیمور اور اس کے جانشینوں کے حالات (تیمور ۱۳۳۵ء میں پیدا ہوا اور ۱۴۰۴ء میں وفات پائی - مقبرہ سمرقند میں ہے جو فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے - تیمور نے ۱۳۹۸ء میں ہندوستان پر چڑھائی کی تھی) **ساتواں باب** - حالات سلطان حسین مرزا ابوالغازی بہادر (یہ خاندان تیمور کا چوتھا اور نہایت علم دوست بادشاہ تھا - اس نے ۴۴ سال تک خراسان پر حکومت کی تھی اس کے عہد میں بہت سی کتابیں تصنیف ہوئیں) **خاتمۃ الکتاب** - ہرات اور دوسرے شہروں کے حالات (ہرات خراسان کا پایۂ تخت تھا - موجودہ وقت میں افغانستان کی عملداری میں شامل ہے -

۲	خلاصۃ الاخبار	غیاث الدین بن حمید الدین خوندمیر	۱۴۹۸ء	نستعلیق	مصنف نے اس کتاب کو سلطان حسین مرزا والی خراسان کے وزیر علی شیر کے نام پر معنون کیا ہے۔ وزیر علی شیر خود بھی نہایت عالم و فاضل ہونے کے علاوہ علوم و فنون کا سرپرست رہا ہے۔ اس کی سرپرستی میں کئی کتابیں تصنیف ہوئی ہیں۔ مصنف محمد میر خوند شاہ نے ۱۴۹۷ء میں وفات پائی۔ تاریخ کی ایک نہایت مشہور و مستند کتاب ہے جو دیباچہ دس ابواب اور خاتمۃ الکتاب پر منتہی ہوتی ہے۔ دیباچہ - دنیا کی پیدائش اور طوفان نوح ع کے حالات۔ پہلا باب - پیغمبروں کے حالات۔ دوسرا باب - عالموں کے حالات۔ تیسرا باب - قدیم سلاطین ایران کی تاریخ۔ چوتھا باب - پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات۔ پانچواں باب - بارہ اماموں کے حالات۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
					چھٹواں باب ۔ خلفائے بنی امیہ کی تاریخ ۔ ساتواں باب ۔ خلفائے بنی عباس کی تاریخ ۔ آٹھواں باب ۔ شاہان ایران کے حالات جو خلفائے بنی عباس کے ہم عصر تھے ۔ نواں باب ۔ چنگیز خاں اور اس کے جانشینوں کے حالات ۔ دسواں باب ۔ تیمور اور اس کے جانشینوں کے حالات خاتمۃ الکتاب ۔ شہر ہرات اور اس کے والیوں و فاضلوں کے حالات ۔ یہ کتاب بھی سلطان حسین مرزا والئی خراسان کے علم دوست وزیر علی شیر کے نام معنون ہے ۔ ایک ہی موضوع پہ دو کتابیں یعنے تاریخ روضۃ الصفا (نمبرا) اور یہ کتاب خلاصۃ الاخبار ۔ ایک ہی شہر (ہرات) میں تصنیف ہوئی ہیں ۔ اور دونوں ایک ہی شخص کے نام پہ معنون ہوئی ہیں ۔ اگرچہ کتاب کے نام سے ظاہر ہے کہ وہ تاریخ کا خلاصہ ہے ۔ مگر کتاب اس قدر ضخیم ہے کہ فاضل مورخ نے خود ہی اس کا

					خلاصہ ایک اور کتاب میں لکھا ہے۔
۳	حبیب السیر	غیاث الدین بن ہمام الدین خواندمیر مصنف خلاصۃ الاخبار		شکستہ آمیز	کتاب نمبر۲ (خلاصۃ الاخبار) کا خلاصہ تین جلدوں میں، ہر جلد میں ایک باب ہے۔ یعنے پوری کتاب میں تین ابواب ہیں۔
۴	تاریخ طبری	ابو محمد تبریزی	سنہ ۹۱۲ھ	ثلث	تاریخ اسلام کی مستند اور مشہور کتاب جو مشہور مورخ ابوجعفر بن جریر طبری نے لکھی تھی۔ یہ کتاب اس کی عربی کتاب کا فارسی میں ترجمہ اور تسلسل ہے۔ مصنف نے کتاب کو ابو صالح بن نوح کے نام پہ معنون کیا ہے۔ تاریخ طبری اس قدر مستند سمجھی جاتی ہے کہ تمام تاریخی کتابوں میں اس سے سند لی جاتی ہے۔
۵	تاریخ گزیدہ	احمد بن ابوبکر بن ناصر مستوفی القزوینی		نستعلیق	اسلام کی تاریخ۔ اس میں ایک دیباچہ، چھ ابواب اور ایک تتمہ ہے۔ تتمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب دیا گیا ہے۔
۶	منتخب الاخبار	بہاء الدین حاکم اصفہان	سنہ ۱۲۷۱ھ	شکستہ آمیز	کتاب پیغمبروں کے حالات میں ہے۔ آخر میں مکہ اور مدینہ کی تاریخ دی گئی ہے۔
۷	منتخب التواریخ	جعفر بن محمد حسینی		نستعلیق	حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر شاہ رخ میرزا ابن تیمور تک کے حالات ہیں یہ ایک مختصر تذ

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
					جامع تاریخ ہے ۔
۸	تاریخ مختصر	احمد بن محمد غفاری	۱۵۲۵ء	نستعلیق	بر اعظم ایشیا کی مختصر تاریخ ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر شاہ طہماسپ والی ایران (۱۵۲۵ء) تک کے حالات ہیں۔ کتاب میں سلاطین اندلس (۷۵۵ء تا ۱۰۲۶ء) کے حالات بھی لکھے گئے ہیں ۔ کتاب شاہ طہماسپ والیٔ ایران کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۹	روضۃ الطاہرین	طاہر محمد حسین سبزواری	۱۶۰۲ء	"	تاریخ کی یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے ۔ پہلی جلد ۔ دنیا کی قدیم تاریخ ۔ دوسری جلد ۔ ایران کے قدیم خاندان اور ملک ایران کے حالات عربوں کی فتح تک تیسری جلد ۔ چنگیز خاں اور مغل چوتھی جلد ۔ سلاطین عرب و شام پانچویں جلد ۔ خلفائے اسلام اور خاندانِ تیمور کی تاریخ ۔

					(سبزوار ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔ یہاں کے سادات کے خاندان علم و فضل کے لحاظ سے نہایت مشہور رہے ہیں اور ان کے بعض افراد تاریخ میں ایک ناصر حیثیت رکھتے ہیں)
۱۰	تاریخ الفی			مختلف رسم الخط	کتاب میں مسلمانوں کی ہزار سالہ تاریخ ہے۔ شہنشاہ ہندوستان محمد جلال الدین اکبر کے حکم سے کئی عالموں نے مل کر یہ کتاب لکھی ہے اور دیباچہ ابو الفضل نے لکھا ہے۔ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ (کتب خانہ سلطانی کی یہ کتاب نامکمل ہے)
۱۱	طبقات ناصری	ابو عمر منہاج الجرجانی	۱۲۵۲ء	نستعلیق	ہندوستان کی یہ مشہور تاریخ سلطان ناصر الدین کے نام پر معنون ہے۔ (سلطان ناصر الدین کا پورا نام ناصر الدین ہے جس نے ۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء تک ہندوستان پر حکومت کی تھی۔ خاندان غلاماں کا یہ بادشاہ عمر بھر درویشانہ زندگی بسر کرتا رہا۔ اس نے اپنے خرچ کے لئے خزانہ عامرہ یا بیت المال سے کبھی کچھ نہیں لیا۔ صرف کتابت پر بسر اوقات تھی۔
۱۲	تاریخ حمد اللہ	حمد اللہ قزوینی	۱۳۲۶ء	″	شہر قزوین کی تاریخ۔ قزوین ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۱۳	تاریخ موسوی	معین الدین ہراتی		نسخ	یہودی قوم کی تاریخ ۔
۱۴	داراب نامہ	ابوطاہر طرطوسی		نستعلیق	کتاب میں شاہان ایران و مقدونیہ کے حالات لکھے گئے ہیں ۔ خاص طور پر فلپس شاہ مقدونیہ ۔ اسکندر اعظم ۔ حضرت الیاسؑ اور حضرت خضرؑ کے حالات تفصیل سے دیئے گئے ہیں ۔ طرطوس اندلس (اسپین) کے ایک شہر کا نام ہے ۔ اسپین پر مسلمانوں (عربوں) نے تقریباً سات سو سال تک حکومت کی تھی ۔
۱۵	نظام التواریخ	ابوسعید بیضاوی	۱۲۷۵ء	〃	کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر زوال بغداد تک کے حالات ہیں ۔ چنگیز خاں کے جانشین ہلاکو خاں نے بغداد کو ۱۲۵۸ء میں تباہ کیا تھا ۔ حضرت سعدی نے اس تباہی پر ایک مرثیہ لکھا تھا جو بجائے خود ایک تاریخی چیز ہے اور نہایت مشہور ہے ۔ اس کی پہلی بیت یہ ہے :۔ آسماں راحق بود گر خون ببارد بر زمین بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین)

محمود

۱۶	مجمع الانساب	ابراہیم بن علی	۱۲۳۲ھ	نستعلیق	ایران کے مختلف مشہور خاندانوں کے شجرہ ہائے نسب
۱۷	ترجمہ فتوح عربی	مترجم ۔ محمد بن احمد عراقی	۱۱۹۹ھ	"	فتوح عربی، عربوں کے حالات میں ایک نہایت مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ یہ اسی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ کتاب میں عربوں کے فتوحات اور ان کی خانہ جنگیوں کے حالات ہیں۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر واقعہ کربلا تک کے حالات لکھے گئے ہیں۔ کربلا کا واقعہ نہایت تفصیل سے دیا گیا ہے۔ اس کتاب کا ترجمہ انگریز مورخ اوکلی نے انگریزی میں کیا ہے۔ جس کا نام Oakley's History of Saracens ہے۔
۱۸	تاریخ فتوح الشام	مترجم ۔ ابو اسماعیل محمد	–	نستعلیق	مورخ واقدی کی مشہور تاریخ فتوح الشام کا اختصار اور فارسی ترجمہ۔
۱۹	ظفر نامہ	شرف الدین علی یزدی	–	"	مشہور فاتح تیمور صاحب قران کی سوانح جس کی حکومت سرحد چین سے بحر متوسط (یورپ) تک پھیلی ہوئی تھی۔
۲۰	تاریخ تیموریہ	نامعلوم		شکستہ	تیموری خاندان کے حالات ابوسعید مرزا تک۔ اس میں ایران کے کئی شہروں کے حالات بھی ہیں۔ ابوسعید مرزا شہنشاہ بابر کے باپ کا نام ہے۔ بابر ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا بانی ہے۔ اس نے ۱۵۲۶ء میں ابراہیم لودھی کو پانی پت میں شکست دی اور اسی

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
					[illegible] پر قبضہ کیا۔
٢٠	تاریخ شاہرخی	[illegible]	[illegible]	نستعلیق	تیمور صاحب قران کی مختصر مگر جامع تاریخ ہے۔ اس کے ساتھ شاہ رخ مرزا کے عہد حکومت کے ابتدائی دور کی تاریخ بھی ہے۔
٢١	[illegible]	نامعلوم	—	"	تیمور کے دور حکومت میں لکھی گئی کتاب ہے۔ اس میں تیمور کے دربار کے عالموں اور فاضلوں کے حالات لکھے گئے ہیں۔ کتاب سلطان [illegible] ابوالغازی بہادر والیٔ خراسان کے نام پر معنون ہے۔ [illegible] ہرات پایہ تخت خراسان میں لکھی گئی۔ کتاب تین جلدوں میں ہے۔ کتب خانہ [illegible] میں [illegible] جلد ہے۔
٢٢	تذکرۃ الشعراء [illegible]	دولت شاہ بن [illegible]	٨٩٢ھ نقل	شکستہ آمیز	کتاب میں دس حصے ہیں۔ ایک سو پچاس فارسی [illegible] ہرات کے شاعروں کے حالات [illegible] کے کلام کا نمونہ اور ان شعراء کے اقوال بھی دیئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اصل کتاب کی نقل ہے۔ مصنف نے کتاب کو علی شیر وزیر خراسان کے نام پر معنون کیا ہے۔
٢٣	روضۃ الجنات	معین الدین [illegible] ہراتی	[illegible]ھ	نستعلیق	یہ کتاب ہرات [illegible] پایہ تخت خراسان کی تاریخ ہے۔ اس میں اس شہر کے عالموں۔

[illegible]	تاریخ [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تا حال [illegible] شاعروں کے حالات کے علاوہ خراسان کے امیروں کے حالات بھی لکھے گئے ہیں۔

کتاب [illegible] مرزا ابو الغازی بہادر والئ خراسان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔

مشاہیر اسلام کے حالات جو [illegible] سے [illegible] تک گذرے ہیں

[illegible] والئ [illegible] کے حالات [illegible] ہیں۔

[illegible] نے [illegible] اس وقت حملہ کیا جب ترکی فوجیں [illegible] ترکی فوجوں کو [illegible] کے مشہور [illegible] کا قول ہے [illegible] کے وقت [illegible] کے وطن [illegible] گیا۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۲۷	عبداللہ نامہ	محمد بن توش البخاری		نسخ	اس کتاب میں اُزبک قبیلہ کی تاریخ ہے اس قبیلہ نے اپنے سردار شاہ بیگ خاں کے ماتحت دشت قبچاق سے نکل کر آلِ تیمور کو ماوراء النہر سے باہر کیا۔ ماوراء النہر میں آلِ تیمور کی حکومت تھی۔ شاہ بیگ خاں کے علاوہ اس قبیلہ میں عبداللہ خاں بھی ایک نامور ہیرو گذرا ہے جو ہندوستان کے شہنشاہ جلال الدین اکبر کا ہمعصر تھا۔ اس کی وفات ۱۵۹۵ء میں ہوئی۔ کتاب میں عبداللہ خاں کے حالات بھی دیئے گئے ہیں اور دہ اقوال بھی لکھے گئے ہیں جو اس قبیلہ کے مشہور لوگوں کے ہیں۔

تاریخہائے ہندوستان (ہندوستان کی تاریخیں)

۲۸	طبقات اکبری	نظام الدین احمد بن محمد مقیم ہراتی	۱۶۰۰ء	نستعلیق	کتاب ہندوستان کی تاریخ ہے جو نو ابواب پر ختم ہوئی ہے۔ پہلا باب - ہندوؤں کی مختصر تاریخ۔ دوسرا باب - مسلمان سلاطین دہلی کے حالات شہنشاہ اکبر تک

۲۹	کتاب فرشتہ	محمد قاسم فرشتہ	۱۶۰۹ء	مختلف خط	تیسرا باب - حکمرانان دکن کی تاریخ - چوتھا باب - گجرات کی تاریخ - پانچواں باب - بنگالہ کی تاریخ - چھٹواں باب - مالوہ کی تاریخ - ساتواں باب - سندھ کی تاریخ - آٹھواں باب - جونپور کی تاریخ - نواں باب - ملتان کی تاریخ - کتاب محمد جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان کے نام پہ معنون ہے - کتاب ہندوستان کی نہایت ہی مشہور و مستند تاریخ ہے - مورخین عالم کی نظروں میں یہ کتاب اس قدر مستند ہے کہ ہندوستان کی تاریخ لکھنے میں اسی سے مدد لی جاتی ہے - فرشتہ نے اگرچہ اور کتابیں بھی لکھی ہیں مگر اس کتاب نے اس کو زندۂ جاوید بنا دیا ہے - کتاب شاہان بیجاپور کی سرپرستی میں بیس سال کے عرصہ میں لکھی گئی تھی - فرشتہ پہلے احمد نگر میں مقیم تھا -

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۳۰	تاریخ بہمنی	نامعلوم	-	نستعلیق	کتاب میں شاہان بہمنیہ کی مفصل تاریخ کے علاوہ بیدر کے برید شاہی خاندان کے حالات بھی ہیں۔ (کتاب کا پہلا ورق نہ رہنے سے مصنّف کا نام معلوم نہ ہو سکا)
۳۱	تاریخ ابراہیمی	ابراہیم بن حریری		شکستہ آمیز خط	ہندوستان کی مجمل تاریخ سلطان ظہیر الدین بابر تک (کتاب شہنشاہ بابر کے نام پر معنون کی گئی ہے)
۳۲	تاریخ خافی (منتخب اللباب)	محمد ہاشم ایرانی		نستعلیق	عہد مغلیہ کی تاریخ محمد شاہ کی تخت نشینی تک۔ مصنف کتاب محمد ہاشم ایرانی کو دربار عالم گیر سے خافی خاں کا خطاب حاصل تھا۔ مگر یہ در پردہ دارا شکوہ کا طرفدار اور عالمگیر کا سخت مخالف تھا۔ اس نے عالمگیر کے خلاف بہت سخت اور غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی اس کتاب کو سنہ ۱۷۳۲ء تک باہر نہیں نکالا۔ عالمگیر کی وفات سنہ ۱۷۰۷ء میں ہوئی تھی۔

۳۳	تاریخ شیر شاہی	عباس بن علی شروانی	-	نستعلیق	شیر شاہ سوری شہنشاہ ہندوستان اور اس کے دو جانشینوں کے حالات۔ جلال الدین اکبر کے عہد کی تصنیف اور اس کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۳۴	تاریخ اکبری	شیخ ابوالفضل	-	"	شہنشاہ اکبر کے عہد کے ابتدائی ۴۷ سال حالات۔ مصنف دربار اکبری کا مشہور عالم و فاضل تھا۔ دکن سے واپسی کے وقت قتل ہو گیا۔
۳۵	مآثر رحیمی	عبدالباقی	۱۶۱۳ء	معمولی خط	اکبر کے اتالیق بیرم خاں کی کتاب میں فرزند عبدالرحیم خانخاناں کے حالات کے ساتھ ساتھ اس عہد کے مشہور امیروں۔ عالموں۔ فاضلوں اور شاعروں کے حالات بھی ہیں
۳۶	اقبال نامہ جہانگیری	معتمد خاں	-	"	شہنشاہ ہندوستان محمد نور الدین جہانگیر کے حالات۔
۳۷	شاہ جہان نامہ	محمد طاہر عنایت خاں	-	نستعلیق	شہنشاہ ہندوستان محمد شہاب الدین شاہ جہان کے حالات وفات تک۔
۳۸	عالم گیر نامہ	مرزا محمد کاظم	-	نسخ	شہنشاہ عالم گیر اورنگ زیب کے عہد کے ابتدائی دس سال کی تاریخ۔ یہ کتاب جب عالم گیر کے پیش ہوئی تو اس نے مصنف کو کتاب کی اشاعت سے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ وہ گمنام رہنا چاہتا ہے۔ کتاب عالم گیر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۳۹	مآثر عالم گیری	محمد ساقی مستعد خاں	سنہ ۱۷۱۰ء	شکستہ آمیز	یہ کتاب بہادر شاہ اوّل (فرزند عالم گیر) کے وزیر منشی عنایت اللہ خاں کے حکم سے لکھی گئی۔ شروع میں عالمگیر نامہ (نمبر ۳۸) کا اختصار ہے۔ اس کے بعد چالیس سال کے حالات عالم گیر کی وفات تک لکھے گئے ہیں۔ عالم گیر کا کوئی چھوٹا یا بڑا واقعہ ایسا نہیں جو اس کتاب میں لکھا گیا نہ ہو۔ (یہ کتاب عالم گیر کی وفات کے تین سال بعد ختم ہوئی)
۴۰	تاریخ بہادر شاہ	نامعلوم	—	معمولی خط	محمد معظم بہادر شاہ اول (فرزند عالم گیر) کے حالات۔ (سنہ ۱۷۰۷ء سے سنہ ۱۷۱۲ء)
۴۱	تاریخ فرخ سیر	〃	—	〃	معین الدین فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کی تاریخ (سنہ ۱۷۱۳ء سے سنہ ۱۷۱۹ء) (میجر سٹوارٹ لکھتا ہے کہ یہ فرخ سیر ہی تھا جس نے انگریزوں کو ہندوستان میں پہلی مرتبہ فری ٹریڈ (آزاد تجارت) کی اجازت دی۔ اس وقت صوبہ داروں نے بھی نہیں سمجھا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ اس کی وجہ سے انگریز ملک کے حاکم بنتے چلے گئے اور پورا ہندوستان ان کے قبضہ میں آگیا)
۴۲	تاریخ پادشاہانِ ہند	نامعلوم	—	شکستہ	ہندوستان کے بادشاہوں کے حالات جلال الدین محمد اکبر تک (نسخہ نامکمل تھا)

۴۲	لطائف الاخبار	—	۱۶۵۲ء	ممولی خط	کتاب میں قندھار پر دارا شکوہ کی چڑھائی کے حالات ہیں۔ قندھار پر چڑھائی ۱۶۵۱ء میں ہوئی تھی۔ اس کے ایک سال بعد دارا شکوہ کے [illegible] سیکرٹری نے یہ کتاب لکھی اور دارا شکوہ کو پیش کی۔
۴۳	تاریخ خان جہاں لودھی و مخزن افغانی	ہیبت خاں	۱۶۷۶ء	نستعلیق	کتاب دیباچہ، سات ابواب اور خاتمۃ الکتاب پر ختم ہوئی ہے۔ دیباچہ — تاریخ بنی اسرائیل پہلا باب — ساؤل، حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ کی تاریخ اور یہودیوں کی اسیری کا زمانہ۔ دوسرا باب — حضرت خالدؓ اور سپہ سالار اسلام کا ملک شام کو فتح کرنا۔ تیسرا باب — سلطان بہلول لودھی شہنشاہ ہند کی تاریخ۔ چوتھا باب — شیر شاہ سوری " " " پانچواں باب — خان جہاں لودھی کی تاریخ۔ چھٹواں باب — افغانستان کے مختلف قبائل کی تاریخ ساتواں باب — افغانستان کے مشہور عالموں اور فاضلوں کے حالات — اس

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۴۵	تاریخ ملک آسام	احمد شہاب الدین تالاش	—	نستعلیق	کتاب کا خلاصہ جو اسی مصنف نے کیا ہے ایک اور کتاب میں لکھا ہے۔ عہد عالمگیر میں صوبۂ آسام پر چڑھائی کے حالات۔ اس مہم کے سپہ سالار معظم خاں اور خان خاناں تھے۔
۴۶	ماثر امرائے تیموریہ	(۱) عبدالحی بن عبدالرزاق (۲) شاہ نواز خاں (۳) صمصام الدولہ بن شاہ نواز خاں	—	"	امرائے تیموریہ اور امرائے دکن کے حالات۔ کتاب کے تینوں مصنفین دربار دکن کے مشہور عالم تھے۔
۴۷	مجموعہ میرزا مہدی	میرزا مہدی	—	نستعلیق و منقش	خاندان تیمور کی تاریخ سنہ ۸۲۳ھ سے سنہ ۱۱۲۴ھ تک۔ یعنے ابو سعید مرزا سے بہادر شاہ اوّل تک۔
۴۸	کیفیت راجہائے میسور	—	—	شکستہ	کتاب میں راجگان میسور کے حالات ہیں مگر تاریخیں نہیں ہیں۔ یہ ایک کنڑی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے جو ٹیپو سلطان کے حکم سے کیا گیا۔

۴۹	تقویم التواریخ اردو	مصطفیٰ حاجی خلیفہ		نستعلیق	ابتداء آفرینش سے سنہ ۱۰۸۵ھ تک کے حالات۔ اصل کتاب سلطان محمد چہارم عثمانی کے عہد میں ترکی زبان میں لکھی گئی۔ یہ اس کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ مصطفیٰ حاجی خلیفہ کی دوسری کتاب کشف الظنون ایک نہایت ہی مشہور کتاب ہے۔ اس مصنف کا سنہ وفات سنہ ۱۲۴۳ھ ہے۔
۵۰	ہفت اقلیم	امین احمد رازی	سنہ ۱۵۷۰	معمولی خط	مختلف ممالک کے جغرافیائی اور تاریخی حالات۔ کتاب میں اس منطقہ کے مشہور آدمیوں کے حالات بھی ہیں۔
۵۱	مجموع النفائس (تذکرہ آرزو)	سراج الدین علی آرزو دہلوی	سنہ ۱۱۶۸	ایضاً	شعرائے فارسی زبان کے حالات۔ ناموں کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق ہے۔ کتاب میں [illegible] تک ان چالیس شاعروں کے حالات اور کلام کا نمونہ بھی ہے جنہوں نے فارسی اور [illegible] شعر کہے ہیں۔
۵۲	شمشیر خانی	مفتی توکل	سنہ ۱۲۵۲	ایضاً	شاہنامہ فردوسی کا اختصار نثر میں۔
۵۳	تاریخ الانبیاء	—	—	—	پیغمبروں کی تاریخ۔ کتاب میں ان پیغمبروں کا ذکر درج ہے جو آدم اور حضرت موسیٰ کے درمیان گزرے ہیں [illegible]۔
					(کتاب کے پہلے ورق گم ہونے سے مصنف کا نام معلوم نہ ہو سکا)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۵۴	مدینۃ الانبیاء	محمد افضل	—	معمولی خط	آفرینش عالم سے لے کر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت تک کے حالات
۵۵	قصص الانبیاء	ابو الاسحاق ابراہیم بن اسماعیل	—	″	ایک نہایت مشہور کتاب ہے جس میں دنیا کی ابتدا سے جنگ احد تک کے حالات لکھے گئے ہیں۔
۵۶	روضۃ الاحباب	عطاء اللہ	۱۴۹۲ء	نستعلیق	پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح کے ساتھ آپ کے اصحاب اور [illegible] کے حالات۔ کتاب سلطان حسین میرزا والی خراسان کے وزیر علی شیر کے نام معنون ہے۔
۵۷	معارج النبوۃ	محمد معین الدین ہراتی	۱۴۸۲ء	″	پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح مع بیان معراج۔
۵۸	مدارج النبوۃ	عبد الحق سیف الدین دہلوی	—	″	پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے حالات۔
۵۹	جذب القلوب	″	۱۵۹۲ء	معمولی خط	مدینہ منورہ کی تاریخ۔
۶۰	اخبار الاخیار	″	۱۵۹۲ء	″	اولیاء اللہ کے حالات۔
۶۱	مطلع الانوار	″	۱۶۱۸ء	نستعلیق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح۔
۶۲	روضۃ الشہداء دہ مجلس	حسین واعظ کاشفی خراسانی	۱۵۰۱ء	″	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح۔ واقعات کربلا اور بارہ اماموں کے حالات۔ اس کتاب کا اختصار دہ مجلس کے نام سے مشہور ہے۔ کتاب سلطان حسین میرزا والی

					خراسان کے نام پر معنون ہے۔ کاشفی ہرات کا مشہور عالم ہے۔
٦٣	آثارِ احمدی	محمد جانی		نستعلیق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح
٦٤	سیرِ عفیفی	عفیفی		شکستہ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح۔ معہ حالات صحابۂ کرام
٦٥	شہر الفوائد	نامعلوم		نستعلیق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح۔ نیز آئمہ اسلام یعنی حضرت امام ابوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد حنبل رح کے حالات
٦٦	اخبارِ مدینہ	"	—	"	مدینہ منورہ کی تاریخ
٦٧	تحفۂ شاہ مرداں علی	—		"	خلیفۂ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سوانح
٦٨	مجالس المومنین	—	—	معمولی خط	کتاب ہذا شیعہ کی تاریخ ہے۔ میجر سٹوارٹ نے اس کتاب پر یہ نوٹ لکھا ہے کہ یہ شیعہ و سنی عقاید کا اختلاف ہی تھا جو بغداد کے زوال کا باعث ہوا۔ بغداد کو ہلاکو خاں نے تباہ کیا تھا۔
٦٩	مصابیح الانوار	[illegible] نورہ شاہی	—	نسخ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین کے سوانح
٧٠	کرامات الاولیا	[illegible] ابن محمد صالح	[illegible]	معمولی خط	بارہ اماموں اور اولیا اللہ کے حالات و کرامات کا بیان
٧١	ترکیب مولود	[illegible] شیرازی	١١٢٥ھ	نسخ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل حالات۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۷۲	سفینۃ الاولیا	دارا شکوہ بن شاہجہاں	۱۶۳۹ء	معمولی خط	سوانح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حالات اولیا اللہ
۷۳	منتخب لسانات	شمس الدین علی خاں	—	نستعلیق	کتاب میں حضرت امام علی رضا ابن موسیٰ رضا کے حالات ہیں یہ کتاب ابوجعفر کی عربی کتاب کا فارسی ترجمہ ہے۔ حضرت امام علی رضا کا سنہ وفات سنہ ۸۱۸ء ہے۔
۷۴	لطائف الطرائف	علی بن حسین واعظ	۱۵۳۲ء	"	اس کتاب میں پیغمبر اسلامؐ، بارہ اماموں، قدیم شاہان ایران اور دوسرے مشہور لوگوں کے اقوال جمع کئے گئے ہیں۔ کتاب سلطان محمود غزنوی رح کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۷۵	درالمجالس	سیف الظفر نوبہاری		"	جنت و دوزخ کا بیان اور حضرت خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات
۷۶	مقالات امیر خسرو رح	حضرت امیر خسرو دہلوی	۱۳۲۴ء	"	کتاب میں خلفائے راشدین کے حالات اور صوفیوں کے عقاید پر بحث ہے۔
۷۷	تاریخ دوازدہ امام	—	—	مختلف خط	کتاب میں بارہ اماموں کے حالات ہیں۔
۷۸	لطائف الاخبار	ابوالفضل ثوبان		شکستہ	سوانح حضرت ذوالنون مصری رح حضرت ذوالنون رح مصر میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ آپ کا سنہ وفات ۸۵۹ء ہے

۷۹	مناقب غوثیہ	مختلف			یہ پانچوں کتابیں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے حالات میں ہیں ۔
۸۰	نسائم غوثیہ	"			
۸۱	تحفۃ القادری	"			
۸۲	خلاصۃ المفاخر	"			
۸۳	نسب نامۂ غوثیہ	"			
۸۴	مناقب مولانا روم رح	عبدالوہاب	سنہ ۱۲۹۴ھ	نستعلیق	کتاب حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ہے ۔ مولانا روم کا سنہ وفات ۶۷۲ھ ہے ۔ مزار قونیہ (ترکی) میں ہے ۔
۸۵	صفوۃ الصفا	توکل بن اسماعیل بن حاجی اردبیلی	سنہ ۱۲۹۶ھ	"	حضرت شیخ صفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ۔ آپ کی رہائش اردبیل میں تھی جو میڈیا میں ہے ۔ آپ کے تقدس کی شہرت سن کر مشہور فاتح تیمور خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے کہنے پر ان تمام اسیران جنگ کو رہا کر دیا جو ایشیائے صغیر کی جنگوں میں قید ہو گئے تھے ۔
۸۶	نکات بے دل	میرزا بیدل	—	[illegible]	[illegible] لطائف حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ۔ آپ کا مزار بغداد میں مرجع خاص و عام ہے ۔ آپ حضرت شیخ صفی رح کے پوتے اور حضرت [illegible] کے فرزند ہیں ۔ شاہ اسماعیل صفوی جو صفوی

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
					خاندان کا بانی ہے آپ ہی کے خاندان سے ہے اور اسی نے نادر شاہ کی حکومت کا خاتمہ کردیا۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ اوائل عمر میں ایک نہایت قابل فوجی جنرل تھے۔ ترکی قبیلہ کی ایک شاہزادی سے آپ کی شادی ہوئی۔ بعد میں گوشہ نشین ہوگئے۔ مزار بغداد میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔
٨٧	مناقب العارفین	خاکی	سنہ ۱۰۲۵ھ	نستعلیق	حضرت بہاالدین نقشبندیؒ۔ حضرت برہان الدینؒ مفسر قرآن۔ اور حضرت جلال الدینؒ مفسر قرآن کے حالات۔ حضرت بہاالدین نقشبندی رحمۃ اللہ کی وفات شہر حفارہ (ایران) میں ہوئی سنہ وفات سنہ ۱۴۵۳ء ہے۔ یہ کتاب حضرت بہاالدینؒ ہی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
٨٨	مقامات حضرت خواجہ بہاالدینؒ	صالح بن مبارک بخاری		عام خط	حضرت خواجہ بہاالدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات

۸۹	رشحات	علی واعظ بن حسین واعظ کاشفی ہراتی	سنہ ۱۵۳۲ء	نسخ	صوفیائے چشت کے حالات
۹۰	انیس السالکین	عبداللہ احرار		نستعلیق	دونوں کتابیں صوفیائے چشت کے حالات ہیں اور ایک ہی جلد میں ہیں۔
۹۱	فصل الخطاب	خواجہ پارسا		"	
۹۲	نزہت الارواح	حسین بن عالم	سنہ ۱۵۷۲ء	عام خط	صوفیائے کرام کے حالات } دونوں کتابیں ایک ہی جلد میں ہیں۔
۹۳	شرح نزہت الارواح	عبدالواحد	"	"	"
۹۴	مقامات شیخ احمدؒ	احمد غزنوی	—	نستعلیق	حضرت شیخ الاسلام شیخ احمدؒ نیشاپوری کے حالات نیشاپور ایران کا ایک شہر ہے۔
۹۵	مرآت الاسرار	نامعلوم	سنہ ۱۶۲۹ء	معمولی خط	ایران - عرب اور ہندوستان کے صوفیائے کرام کے حالات
۹۶	روضۃ الریاحین	شیخ عبداللہ	—	نستعلیق	"
۹۷	مجمع الاولیا	علی اکبر	سنہ ۱۶۲۸ء	"	یہ کتاب اولیا اللہ کے حالات میں ہے اور شہنشاہ ہند شہاب الدین شاہجہان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ اولیا اللہ کے حالات میں نہایت مشہور کتاب ہے۔
۹۸	تذکرۃ الاولیا	حضرت [illegible] شیخ فرید الدین [illegible]	—	نستعلیق	نوٹ: اس کتاب کا اردو منظوم ترجمہ حضرت مولانا عبدالحیؒ بنگلوری نے دو جلدوں میں کیا ہے جو سنہ ؟ میں مطبع فردوسی بنگلور میں شائع ہوا۔ محمود

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۹۹	سیر الاولیا	سید محمد کرمانی	۱۳۰۲ھ	نستعلیق	کتاب اولیا اللہ کے حالات میں ہے۔
۱۰۰	نفحات الانس	حضرت جامی	۱۲۸۴ھ	"	اولیا اللہ کے حالات میں عربی کتاب طبقات الصوفیا کا فارسی ترجمہ۔ کتاب سلطان حسین میرزا کے وزیر علی شیر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۱۰۱	گلزار ابرار	حضرت محمد غوثی گوالیاری	۱۳۲۶ھ	شکستہ	ہندوستان کے صوفیائے کرام کے حالات اور ان کا جائے مدفن۔ (حضرت محمد غوث گوالیاری کا سنہ وفات ۱۰۵۴ھ ہے)
۱۰۲	تاریخ حسینی	عبدالعزیز	۱۲۴۵ھ	معمولی خط	حضرت سید الدین محمد حسینی گیسو دراز کے حالات۔ آپ کا مزار گلبرگہ دکن میں ہے۔ شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب نے یہاں فتوحات کے لئے دعا مانگی تھی۔
۱۰۳	ترجمہ طبقات الصوفیہ	مترجم عبداللہ منصور		نستعلیق	عربی کتاب طبقات الصوفیا کا فارسی ترجمہ۔ کتاب اولیا اللہ کے حالات میں ہے۔
۱۰۴	ملفوظات شیخ احمد مغربی	محمد القصر	۱۲۴۵ھ	"	گجرات کے مشہور صوفی حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ——— آپ کا مزار شہر احمد آباد میں ہے۔
۱۰۵	رسالہ عبداللہ انصاری	عبداللہ انصاری	-	"	مشہور صوفیائے کرام کے منتخب اقوال۔

۱۰۱	مقتول نامہ	حضرت شیخ فریدالدین عطار نیشاپوری	—	معمولی خط	ان ایکسو مشہور صوفیائے کرام کے حالات جو اپنے اعتقادات کی وجہ سے شہید ہوئے۔
[illegible]	نفحۃ المناقب	شمس الدین احمد	۱۳۱۸ھ	نسخ	دس مشہور اولیائے کرام کے حالات۔
[illegible]	سوانح [illegible]	[illegible]	"	نستعلیق	کتاب میں ان تمام اولیاء اللہ کے حالات ہیں جو شہر دولت آباد میں مدفون ہیں۔ دولت آباد کا نام پہلے دیوگیری تھا۔ سلطان محمد بن تغلق نے نام بدل کر دولت آباد رکھا۔ یہ شہر دکن میں ہے۔
[illegible]	روضۃ [illegible]	[illegible]		نسخ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حالات۔
۱۱۰	روضۃ [illegible]	[illegible]		"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حالات۔ نیز بارہ اماموں کے حالات۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]		اسلامی سپہ سالاروں اور مشائخ کے حالات۔ [illegible] کتاب [illegible]
۱۰۲	بہارستان [illegible]	[illegible]	—	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے حالات
[illegible]	[illegible]	[illegible]	—	"	مشاہیر اسلام [illegible] فارسی ترجمہ۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۱۴	مناقب سید [illegible]	نامعلوم	-	نسخ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - آپ کے خاندان اور آپ کے اصحاب کے حالات ۔
۱۱۵	مولود النبی		-	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر جامع سوانح - اس میں آنحضرت کے معجزات کا بھی بیان ہے ۔
۱۱۶	عیون الآثار	شمس الدین شافعی	-	قدیم نسخ	کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کے حالات بھی لکھے گئے ہیں ۔
۱۱۷	شرح المناقب	محمد بن ابی بکر	-	نسخ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح مع حالات صحابہ ۔
۱۱۸	بہجت المحافل	ابوبکر عیلے	-	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - خلفائے راشدین اور مشاہیر اسلام کی مجلسوں کے حالات تاریخ و سیر جملہ ۱۱۸ کتابیں ۔

تصوّف

فارسی کتابیں

(تمام کتابیں علم تصوّف پر ہیں - جہاں تشریح کی ضرورت سمجھی گئی تشریح کی گئی ہے)

۱	لطائف اشرفی	نظام حاجی یمنی	۱۲۲۹ھ	معمولی خط	صوفیوں کی ابتدا - حالات - لباس اور اقوال وغیرہ

۲	[illegible]	شاہ علی محمد	—	عام خط	
۳	طوالع الشموس	حضرت قاضی حمید الدین ناگوری	—	"	
۴	جام جہاں نما [illegible]	شیخ محمد	—	نستعلیق	
۵	تذکرۃ الاولیاء	رکن الدین	—	"	کتاب اولیاء اللہ کی تعریف میں ہے اور حضرت شیخ برہان الدین صوفی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۶	مرقاۃ العارفین	—	—	"	کتاب تصوف کی راہ نما ہے۔
۷	کنز المقتدین	فخر الدین طوسی	—	"	حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کیمیائے سعادت کا اختصار۔
۸	منہاج العابدین	سعید بن محمد	—	"	
۹	سعید نامہ				
۱۰	کلیات شاہ نعمت اللہ	[illegible]	—	نسخ	حضرت شاہ نعمت اللہ کے عارفانہ کلام کا مجموعہ۔
۱۱	ہدایت الاعمی	[illegible] کشمیری	—	عام خط	کتاب کا نام ہے "اندھے کو راستہ دکھانے والی"۔ کتاب تصوف کی راہ نما ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۲	مفتاح الاعجاز	محمود تبریزی	-	معمولی خط	
۱۳	لوائح جامی	حضرت جامیؒ	-	نستعلیق	
۱۴	ملفوظات جلالی	جلالی	-	"	کتاب میں حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عربی ملفوظات کا فارسی ترجمہ ہے۔ اس میں پچاس ابواب ہیں۔
۱۵	عشق نامہ	شاہباز	-	عام خط	
۱۶	سعادت نامہ	بندہ نواز	-	"	
۱۷	آداب المرید	حضرت شیخ محمد حسینی گیسودرازؒ گلبرگہ	-	نسخ	
۱۸	وِرد العاشقین				
۱۹	مکتوبات حسینی	"	-	شکستہ	حضرت شیخ محمد حسینی گیسودرازؒ گلبرگہ کے مکتوبات
۲۰	خاتمہ گیسودرازؒ	-	-	"	
۲۱	ملفوظات خواجہ عبداللہؒ	عبداللہ احرار	-	عام خط	

۲۲	کشکول تصوّف	کلیم اللہ		عام خط	
۲۳	راحت القلوب	نظام احمد	–	نستعلیق	
۲۴	شرح اسمائے حسینی	حسینی	–	"	
۲۵	تحقیقات خواجہ پارسا ؒ	خواجہ پارسا	سنہ ۱۵۰۰ء	"	
۲۶	رسالۂ غوثیہ	حضرت غوث العالم ؒ گوالیاری	–		
۲۷	جواہر الخمیسہ		–	عام خط	حضرت غوث العالم گوالیاری کا سنہ وفات سنہ ۱۵۶۰ء ہے ۔
۲۸	رسالۂ عشقیہ	–	–	نستعلیق	
۲۹	زبدۃ الحقائق	–	–	"	
۳۰	مشاہدۂ سلوک	واسطی	–	"	
۳۱	ترجمۂ واسطی		–	"	کتاب ترجمۂ واسطی" مشاہدۂ سلوک" کا ترجمہ ہے ۔ اور یہ کتاب داراشکوہ بن شاہ جہان کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۳۲	عین المعانی	حضرت شہاب الدین برہانپوری ؒ	سنہ ۱۵۵۸ء	"	
۳۳	جواہر الاسرار	علی حمزہ	سنہ ۱۴۳۶ء	عام خط	
۳۴	حاشیہ ملا عماد واشعۃ اللمعات	[illegible]	سنہ ۱۴۸۱ء	نستعلیق	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۳۵	تحفۃ المحققین	عبدالمقلب	—	نسخ	
۳۶	فوائد العاشقین	"	—	"	
۳۷	مرغوب القلوب	حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ	—	"	
۳۸	فوائد الفواد	حسین علی	—	"	
۳۹	برہان الایمان	محمدؐ خاں	—	"	
۴۰	کشف المحجوب	علی بن عثملی غیلانی	سنہ ۴۹۹ھ	عام خط	صوفیائے کرام کے بارہ طبقوں کے حالات
۴۱	گوہر المراد	عبدالرزاق	—	نستعلیق	کتاب شاہ عباس دوم والیٔ ایران کے نام پہ معنون کی گئی ہے ۔
۴۲	شرح غوثیہ وغیرہ	حضرت شیخ عبدالقادرؒ جیلانیؒ	—	"	
۴۳	انیس الطالبین	ابو نصیرؒ	—	عام خط	
۴۴	شرط الفاظ	میمیؒ	—	"	
۴۵	سنخ سایل	عبدالواحدؒ	—	"	

۴۶	چہل رسالہ	شیخ محمدؒ	–	״
۴۷	مفتاح فتوح الغیب	شریف الدین جیلانیؒ	–	عام خط
۴۸	کنز السالکین	عبداللہ انصاریؒ	–	نستعلیق
۴۹	منازل اربعہ	–	–	عام خط
۵۰	رسالہ عجیبہ	–	–	״
۵۱	انیس الغربا	–	–	״
۵۲	مجموعہ تصوف	–	–	״
۵۳	ترجمہ عوارف الحقایق	محمد بن علی الکاشانی رح	–	نستعلیق
۵۴	بحر الحیات	حضرت بدرالدین صوفیؒ	–	״
۵۵	مظہر الاسرار	شاہ عظمت اللہ رح	–	״
۵۶	جواہر الکلمات	ابوالفتح رح	–	״
۵۷	اوراد غوثیہ	ابوالفتح رح	–	״
۵۸	سراج الابرار	معتمد علی رح	–	عام خط
۵۹	رسالہ عبدالحق	عبدالحق رح	–	״

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۶۰	رسالہ غوثیہ	حضرت محمد غوثؒ گوالیاری	–	نستعلیق	
۶۱	بحر المعانی	ناصر الدین طوسی رح	–	"	
۶۲	معدن الجواہر	ملا طرزی رح	–	عام	
۶۳	رسالہ سوال و جواب	"	–	"	
۶۴	مکتوبات یحییٰ منیری	حضرت یحییٰ منیری رح	–	نستعلیق	کتاب میں حضرت یحییٰ منیری رح کے ۲۵۰ مکاتیب ہیں - آپ کا مزار دریائے سون اور گنگا کے جائے اتصال پر ہے - آپ نے ۱۳۷۰ء میں وفات پائی -
۶۵	در المعرفت	میر بزرگ رح		نسخ	
۶۶	دلیل العاشقین	بہاء الدین رح		"	
۶۷	نفس رحمانی	یعقوب چرخی رح		عام	
۶۸	رسالہ یعقوب چرخی	"		"	
۶۹	جواہر الکنج	ابی بکر رح	۱۰۲۳ء	نستعلیق	
۷۰	مرصاد العباد	"	–	"	

۷۱	ضیاء العیون	حضرت شاہ میر رح	—	"
۷۲	کنز المعانی	محی الدین رح	—	"
۷۳	رسالہ معصومی	معصوم اصفہانی رح	—	"
۷۴	نفائس وجہن	وجیہ الدین رح	—	"
۷۵	نشاعت العشق	—	—	نسخ
۷۶	رسالہ عبداللہ انصاری	عبداللہ انصاری رح	—	"
۷۷	ثمرات الحیات	علی عسکری رح	—	نستعلیق
۷۸	مکتوبات شرف الدین	شرف الدین رح	—	"
۷۹	رسالہ ملا صدرا	ملا صدرا رح	—	"
۸۰	اوصاف الاشراف	نصیر الدین طوسی رح	—	"
۸۱	جواہر الثمینہ	شیخ علی رح	—	"
۸۲	مصباح العاشقین	بہاء الدین رح	—	"
۸۳	شرح مخزن الاسرار	حضرت ابوالحسن خرقانی	—	عام

خرقان، ہرات کے قریب ایک گاؤں کا نام ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رح کا زمانہ محمود غزنوی رح کا زمانہ ہے۔ محمود غزنوی نے آپ کو کئی بار غزنی بلایا۔ لیکن آپ نے آنے سے انکار کر دیا۔

نمبر	نام کتاب	مصنّف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					آخر محمود خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے محمود کو اپنا خرقہ دیا۔ حضرت عطار رح لکھتے ہیں کہ جب سومناتھ کی فتح میں محمود کو مایوسی ہوئی اور اس کی فوج کو شکست ملنے والی تھی تو اس نے گھوڑے سے اتر کر نماز پڑھی اور اسی خرقہ کا جسے وہ پہنے ہوئے تھا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگی۔ خدا نے اس کی دعا قبول کی اور سومناتھ فتح ہو گیا۔
۸۴	مرات المحققین	حضرت ابو الحسین خرقانی	-	عام	
۸۵	رسالہ امیر علی	امیر علی ہمدانی رح	-	نستعلیق	
۸۶	جواہر البحر	امیر خسرو دہلوی رح	-	״	
۸۷	رقعات کلیم اللہ	کلیم اللہ رح	-	عام	
۸۸	مکتوبات عبد اللہ	عبد اللہ رح	-	عام	
۸۹	خیالات عشاق	سید عبد اللہ رح	-	نستعلیق	
۹۰	روح الامین	״	-	״	

۹۱	لطایف وظایف	حسین سبزواری	—	"	
۹۲	راحت الارواح	"	—	"	
۹۳	تذکرۂ قادری	غیاث الدین	—	"	
۹۴	مصباح الہدایت	"	—	"	
۹۵	عروس عرفان	—	—	عام	کتاب سرنگاپٹم میں لکھی گئی اور ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۹۶	زاد المجاہدین	—	—	شکستہ	دونوں کتابیں جہاد کی فضیلت پر ہیں۔ان میں مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا گیا ہے ۔ٹیپو سلطان کے حکم سے سرنگاپٹم میں لکھی گئیں ۔
۹۷	وعظ المجاہدین	—	—	"	

تصوّف پر عربی کتابیں

۹۸	ملفوظات قادری			نسخ	حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۹۹	بہجت الاسرار و معدن نوادر	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح		نسخ	
۱۰۰	عوارف الحقائق	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح		"	
۱۰۱	فصوص الحکم	محی الدین ابی عبداللہ ابن عربی دمشقی رح	سنہ ۱۲۴۰ء	"	
۱۰۲	شرح فصوص الحکم	—	—	"	فصوص الحکم کی تفسیر
۱۰۳	قوۃ القلوب	ابی طالب بن علی المکیہ رح	—	"	
۱۰۴	مستطرف	محمد بن احمد الخطیب الاشبہی رح	—	"	
۱۰۵	شموس الانوار	محمد رح	—	"	کتاب تعویذات پر ہے ۔
۱۰۶	حل رموز	عبدالسلام رح	—	"	

۱۰۷	تحفۃ المرسلہ	شیخ ابراہیمؒ		"	
۱۰۸	جلاءِ الخواطر و ملفوظ غوثیہ	ملوک شاہؒ		"	
۱۰۹	زاد العاشقین	عبد الرزاقؒ		"	
۱۱۰	اصطلاحات صوفیہ	"		"	
۱۱۱	رسالہ وجودیہ	ملا صدر شیرازیؒ		"	
۱۱۲	در الغواص	شہاب الدین یحییٰؒ		"	
۱۱۳	توحید رسولیؐ	عبد الوہابؒ		"	
۱۱۴	انسان کامل	—	—	"	
۱۱۵	مجموعہ رسائل		—	"	تصوف پر مختلف رسائل ایک ہی جلد میں (تصوف پر جملہ ۱۱۵ کتابیں)

علم الاخلاق

فارسی کی کتابیں

۱	کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد غزالی طوسی		نستعلیق	نہایت مشہور کتاب ہے۔ طوس ایران کے ایک شہر کا نام ہے جہاں بہت سی درگاہیں

مختصر کیفیات	رسم الخط	سنہ تصنیف	مصنف	نام کتاب	نمبر
عقیں اور بڑے بڑے عالم و فاضل پیدا ہوئے۔ اگرچہ اس زمانہ میں طوس کو ہی مشہد کہا جاتا ہے مگر مشہد ایک نیا شہر ہے جو طوس کے کھنڈروں پر آباد ہوا ہے جس طرح رے کے کھنڈروں پر طہران آباد ہوا ہے۔					
یہ کتاب کیمیائے سعادت کا خلاصہ ہے اور نظام الملک طوسی کے نام پر معنون کی گئی ہے	شکستہ آمیز	ــ	ــ	اکسیر سعادت	۲
"	نستعلیق	ــ	تاج الدین گازرونی	بحر سعادت	۳
کتاب شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے نام پر معنون کی گئی ہے	"	ــ	معین الدین	گنج سعادت	۴
	نسخ	ــ	شیخ محب علی الہ آبادی	عبادت الخواص	۵
	نستعلیق	ــ	سید علی بن شہاب الدین ہمدانی	ذخیرۃ الملوک	۶
یہ کتاب سفر سعادت مصنفہ شیخ مجدالدین فیروز آبادی کی شرح ہے۔ کتاب سفر سعادت پانچ سو ابواب پر مشتمل ہے۔	"	ــ	عبدالحق بن سیف الدین بن سعداللہ ترک دہلوی	شرح سفر سعادت	۷
نہایت مشہور کتاب ہے اور سلطان حسین مرزا ابوالغازی بہادر والیٔ خراسان کے نام پر	"	۱۴۹۴ء	حسین واعظ کاشفی ہراتی	اخلاق محسنی	۸

					معنون کی گئی ہے ۔
۹	اخلاق ناصری	مترجم ناصرالدین بن حسن طوسی	۱۲۲۵ء	"	یہ کتاب آملی عربی کی کتاب الطاہرات فی الحکمت کا فارسی ترجمہ ہے ۔ عربی کتاب چوتھی صدی ہجری میں تصنیف ہوئی تھی ۔ مترجم ناصرالدین بن حسن طوسی مشہور منجم ہے ۔ اس نے یہ ترجمہ ناصرالدین گورنر خراسان کے نام پر معنون کیا ہے ۔
۱۰	اخلاق جلالی	جلال الدین اردوانی	۱۶۴۰ء	"	اسی نام کی ایک دوسری کتاب بھی ہے جس کا مصنف محمد اسد ہے اور اس کا سنہ تصنیف ۱۴۶۷ء ہے ۔
۱۱	اخلاق السیر	نامعلوم		شکستہ	کتاب سلطان فتح اللہ کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۱۲	روضۃ الواعظین	معین الدین ہراتی		نسخ	یہ کتاب صرف قراں اور احادیث سے مرتب کی گئی ہے ۔
۱۳	ربیع الابرار	نامعلوم		"	کتاب شلغور شاہ کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۱۴	شاہد صادق	محمد صادق صالح اصفہانی	۱۶۴۴ء	شکستہ آمیز	
۱۵	فتاوئ جہانگیری	نامعلوم	—	نستعلیق	اس میں بادشاہوں کے لئے نصیحتیں ہیں ۔ اور سلطان محمود غزنوی رح کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۱۶	ہفت کشور	"	—	•	
۱۷	گنج الگنج	ابوالقاسم [illegible]	—	عام	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۸	حلیۃ المتقین	ابوالقاسم نیشاپوری	-	عام	
۱۹	تنبیہ الغافلین	اختیار حسین	-	شکستہ	
۲۰	اختیار الحسینی	"	-	"	
۲۱	حقایق و عرفان	نامعلوم	-	"	یہ کتاب داراشکوہ بن شاہ جہان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۲۲	سراسرار	داراشکوہ بن شاہجہان	-	"	کتاب ہندو مسلم عقاید پر لکھی گئی ہے۔
۲۳	شبستان نکات	غیاث الدین ملازادہ		"	

علم الاخلاق پر عربی کتابیں

۲۴	مسائل اشرف	محمد اشرف	-		کتاب نظام الملک آصف جاہ اوّل کے نام پر معنون کی گئی ہے (علم الاخلاق پر مجلد ۲۱ کتابیں)

نظم

فارسی کتابیں

۱	شاہنامہ فردوسی	حسین بن اسحاق شریف شاہ فردوسی طوسی	—	نستعلیق	مشہور کتاب ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے حکم سے لکھی گئی۔ ایران اور ایران کی تاریخ کو جس کتاب نے زندہ کیا وہ فردوسی کی یہی کتاب ہے۔ سلطانی کتب خانہ کی یہ کتاب با تصویر ہے اور حاشیوں پر سنہری نقش و نگار ہیں۔
۲	ابیات فردوسی	"	—	"	میجر سٹوارٹ نے لکھا ہے کہ یہ بالکل نادرالوجود نسخہ ہے
۳	یوسف و زلیخا	"	—	"	نہایت مشہور کتاب ہے۔ اس میں حضرت یوسفؑ اور زلیخا کی عشقیہ داستان ہے۔
۴	ستہ نظامی	شیخ نظام الدین گنجوی نظامی	—	شکستہ	اس مجموعہ میں نظامی کی چھ کتابیں ہیں۔ (۱) مخزن اسرار (۲) لیلیٰ مجنوں (۳) خسرو شیریں (۴) ہفت پیکر (۵) سکندر نامہ (۶) شرف نامہ۔
۵	خمسہ نظامی	"	—	"	ستہ نظامی کی پہلی پانچ کتابیں۔
۶	خلاصہ خمسہ نظامی	"	—	"	خمسۂ نظامی (نمبر ۵) کا خلاصہ۔
۷	مخزن اسرار، سکندر نامہ و شرف نامہ	"	—	نستعلیق	ستہ نظامی کی پہلی، پانچویں اور چھٹویں کتاب۔
۸	خسرو و شیریں		—	"	ملک ایران کی مشہور عشقیہ داستان۔ خسرو ایران کا شہنشاہ تھا اور شیریں (ایڈرین)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					جارجیا کی عیسائی حسینہ تھی۔ یہ سبعہ نظامی کی تیسری کتاب ہے۔
۹	ہفت پیکر	شیخ نظام الدین گنجوی نظامیؒ	۔	نستعلیق	سبعہ نظامی کی چوتھی کتاب۔
۱۰	مخزن اسرار	،،	۔	،،	سبعہ نظامی کی پہلی کتاب۔
۱۱	لیلیٰ مجنوں	،،	۔	،،	نجد (عرب) کی مشہور عشقیہ داستان۔ سبعہ نظامی کی دوسری کتاب۔
۱۲	سکندر نامہ	،،	۔	،،	سبعہ نظامی کی پانچویں کتاب کی شرح۔ سکندر ذو القرنین کی داستان۔
۱۳	سکندر نامہ بحری	،،	۔	،،	،،
۱۴	دیوان خاقانی	افضل الدین خاقانی شروانی	۔	،،	مشہور دیوان ہے۔ خاقانی کی سنہ وفات ۱۱۸۶ء ہے۔
۱۵	تحفۃ العراقین	۔	۔	،،	عجم و عرب کے حالات نظم ہیں۔
۱۶	دیوان انوری	احد الدین انوری	۔	،،	مشہور دیوان ہے۔ انوری، سلطان سنجر سلجوقی کا درباری شاعر اور ملک الشعرا تھا۔ اس کی وفات سنہ ۱۲۰۰ء میں شہر بلخ میں ہوئی۔
۱۷	مثنویات حکیم زلالی	حکیم زلالی غزنوی	۔	،،	اس میں سات مثنویاں ہیں۔ (۱) سلیمان نامہ (۲) محمود و ایاز (۳) دیدار (۴) مے خانہ (۵) حسن گلوسوز (۶) آذر و سمندر (۷) زہرہ و خورشید۔
۱۸	قصہ محمود و ایاز	،	۔	،،	

۱۹	حدیقۂ حکیم سنائی	محمد بن آدم حکیم سنائی غزنوی رح	–	"	
۲۰	منتخب حدیقۂ حکیم سنائی	"	–	"	
۲۱	قصیدہ سنائی	"	–	عام	
۲۲	قصائد سوزنی	شمس الدین محمد حکیم سوزنی	–	نستعلیق	مشہور ہے کہ جوانی میں حد درجہ اوباش تھا۔ اور زندگی حد درجہ افلاس میں گذری۔ سنہ وفات ۱۱۷۳ء ہے۔ وفات کے بعد اس کے ایک دوست نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ جواب دیا کہ میری اس بیت کی وجہ سے بخش دیا۔ اس نے لکھا تھا :- "اے خدا میں تیری بارگاہ میں وہ چیزیں پیش کرتا ہوں جو تیرے خزانہ میں بھی نہیں ہیں یعنے میرا گناہ۔ میرا افلاس۔ میری توبہ اور میری بے مائیگی"۔
۲۳	دیوان حضرت غوث الاعظم رح	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح	–	"	
۲۴	تکملہ	"	–	"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲۵	مثنوی حضرت جلال الدین رومیؒ	حضرت جلال الدین رومیؒ معروف بہ مولانا رومؒ		نستعلیق	اعلیٰ درجہ مشہور مثنوی ہے جس کے متعلق لکھا گیا ہے کہ "مثنوی مولوی معنوی - ہست قرآن در زبان پہلوی" مولانا روم رح کا مزار ترکی کے شہر قونیہ میں ہے - (محمود) میجر سٹوارٹ نے لکھا ہے کہ سلطانی کتب خانہ کا یہ نسخہ بہت خوبصورت نقش ونگار سے مزین اور جلد جواہرات سے بنا ہوئی ہے -
۲۶	لب لباب	حسین واعظ کاشفی	سنہ ۱۴۹۴ء	"	کاشفی کا نام اس سے پہلے بہت سی کتابوں کے سلسلہ میں آچکا ہے۔ اس نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھی ہے جو تفسیر حسینی کے نام سے مشہور ہے۔ کتاب انوار سہیلی بھی اسی مصنف کی تصنیف ہے۔ لب لباب حضرت مولانا رومؒ کی مثنوی کا خلاصہ ہے۔
۲۷	مکاشفات رضوی	محمد رضا	سنہ ۱۶۷۳ء	عام نستعلیق	مولانا رومؒ کی مثنوی کی شرح نثر ہیں -
۲۸	شرح مثنوی	داعی	-	"	مولانا رومؒ کی مثنوی کی شرح -
۲۹	جواہر الاسرار	خلیل	-	"	مولانا رومؒ کے لطائف -
۳۰	لطائف معنوی	عبداللطیف	سنہ ۱۶۴۰ء	"	"
۳۱	مثنوی سلطان ولد	ولد ابن مولانا جلال الدین رومیؒ	سنہ ۱۲۹۱ء	"	

۳۲	کلیات فریدالدین عطارؒ	حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ نیشاپوری	–	نہایت خوبصورت خط نستعلیق	حضرت شیخ فریدالدین عطارؒ اولیائے کبار سے ہیں۔ علاوہ نثر کتابوں کے آپ نے نظم میں ایک لاکھ سے زیادہ ابیات لکھی ہیں۔ آپ کی وفات سنہ ۱۲۳۲ء میں ہوئی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۱۴ سال تھی۔ کتاب تذکرۃ الاولیا آپؒ کی تصنیف ہے۔
۳۳	حقایق الجواہر	″	–		
۳۴	پندنامہ عطار	″	–	″	مشہور درسی کتاب ہے
۳۵	جواہر الذات	″		″	
۳۶	علاج نامہ	″		″	
۳۷	الٰہی نامہ وغیرہ	″		″	
۳۸	کلیات سعدی مکمل	حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازیؒ		″	حضرت سعدیؒ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے مرید تھے۔ آپ نے چودہ دفعہ حج کیا تھا۔ آپ کی تصانیف میں گلستان اور بوستان تمام دنیا میں مشہور ہیں اور یورپ کی بہت سی زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہیں۔ میجر اسٹوارٹ نے لکھا ہے کہ سلطانی لائبریری کے اس نسخہ کا خط نہایت خوبصورت ہے اور جلد جواہرات سے مزین ہے۔
۳۹	بوستان سعدیؒ	″		″	نہایت مشہور درسی کتاب ہے۔ جلد جواہرات سے مزین ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۴۰	شرح و مفتاح گلستان	حضرت امیر خسرو دہلوی	—	عام	گلستان کی شرح
۴۱	دیوان سعدی رح	حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی	—	نستعلیق	حضرت سعدی کا کلام
۴۲	کلیات امیر خسرو رح	حضرت امیر خسرو دہلوی	—	"	حضرت امیر خسرو رح ہندوستان کے نہایت مشہور شاعر ہیں۔ آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا رح کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ کی وفات ۷۲۵ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔
۴۳	خمسہ امیر خسرو رح	"			خمسہ ان پانچ کتابوں پر مشتمل ہے۔ (۱) ہشت بہشت (۲) پنج گنج (۳) لیلی مجنوں (۴) شیریں خسرو (۵) سکندر نامہ۔ نوٹ۔ یہ سکندر نامہ مولانا نظامی کے سکندر نامہ کے جواب میں ہے۔
۴۴	نہ سپہر	"	—	"	سلطان مبارک خلجی کی تاریخ اور اس کے فتوحات۔
۴۵	قران السعدین	"	—	"	کتاب سلطان علاؤ الدین خلجی سکندر ثانی کے فتوحات و تعریف میں ہے۔
۴۶	عشقیہ	"	—	"	یہ کتاب دراصل حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ لیکن میجر اسٹوارٹ نے اس کو حضرت امیر خسرو رح کے نام سے منسوب کیا ہے جو غلط ہے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح کے استاد و خلیفہ تھے۔ اور آپ کی یہ کتاب تصوف و معرفت الہی میں ہے۔ (نمونہ)

۴۷	مطلع الانوار	″	—	—	
۴۸	دیوان امیر خسرو رح	″	—	عام	
۴۹	کلیات طغرائی	طغرائی مشہدی	—	نستعلیق	طغرائی کا پورا نام عمی الدین طغرائی مشہدی ہے - سنہ وفات ۱۲۲۳ء ہے -
۵۰	دیوان حافظ	حضرت خواجہ شمس الدین حافظ شیرازی رح	—	″	نہایت مشہور دیوان ہے - یورپ کی کئی زبانوں میں ترجمہ ہوچکا ہے - اس دیوان سے فال بھی لیا کرتے ہیں - مشہور ہے کہ نادر شاہ اس سے فال لئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا تھا - حضرت خواجہ حافظ رح کا سنہ وفات ۱۳۹۴ء ہے - مزار شیراز میں رکن آباد کے کنارے ہے -
۵۱	حیات نامہ	حضرت بہاءالدین عمونی رح	—	″	
۵۲	[illegible]	حضرت مولانا عبدالرحمان جامی رح			جام خراسان کے ایک شہر کا نام ہے - حضرت جامی رح کی وفات ۱۴۹۲ء میں ہوئی مزار مشہور ہرات میں ہے -
۵۳	دیوان [illegible] جامی	″	—	″	
۵۴	یوسف زلیخا و [illegible]	″	—	″	ایک ہی جلد میں دو کتابیں ہیں - کتاب یوسف زلیخا کا ذکر اس فہرست میں پہلے آچکا ہے - مشہور درسی کتاب ہے -
۵۵	بہارستان		—	″	کتاب حضرت سعدی شیرازی رح کی گلستان کے طرز پر لکھی ہوئی ہے -

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۵۶	تحفۃ الاحرار	حضرت مولانا عبدالرحمان جامی رح	—	نستعلیق	دونوں کتابیں ایک ہی جلد میں ہیں۔
۵۷	سلسلۃ الذہب		—		
۵۸	خورشید و ماہ	"	—	"	
۵۹	خرد نامہ	"	—		دونوں کتابیں ایک ہی جلد میں ہیں۔
۶۰	خرد نامہ		—	"	
۶۱	فتوح الحرمین	"	—	عام	گنبدِ خضرا (مدینہ) کی تصویر بہ الفاظ ہیں
۶۲	کلیات جامی (نثر)	"	—	نہایت خوبصورت نستعلیق	یہ نسخہ خود مصنف کتاب حضرت جامی رح کی زندگی میں لکھا گیا تھا۔
۶۳	ہفت منظر	عبداللہ ہاتفی	—	"	عبداللہ ہاتفی حضرت جامی رح کے بھتیجے تھے۔ کتاب میں تیمور کی فتوحات کا ذکر ہے۔
۶۴	کلیات اہلی شیرازی	اہلی شیرازی	—	"	اہلی ملک الشعرا تھا۔ کتاب ہفت اقلیم میں اس کے حالات لکھے ہوئے ہیں۔ سنہ وفات ۹۴۲ھ ہے۔ کتب خانہ سلطانی کے اس نسخہ پر شاہ اسماعیل صفوی کی مہر ہے اور یہ نسخہ شاہ اسماعیل صفوی کے نذر کیا گیا تھا۔
۶۵	کلیات ظہوری (تینوں جلدیں ہیں)	ظہوری	—	عام خط	مشہور کلیات ہے۔

۶۶	جامع الولایت	ناصحی	-	شکستہ آمیز	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے نظم ہیں ۔
۶۷	[illegible]	ابو حسین	۱۲۲۶ھ	نستعلیق	کتاب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی مدح میں ہے ۔
۶۸	ملا حیدری	میرزا فصیح بازل	-	"	کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں عرب میں جو لڑائیاں ہوئیں ان کا ذکر ہے ۔
۶۹	خالق الحقایق	احمد رومی	-	"	حضرت مولانا روم رح کی مثنوی کی طرز پر مثنوی ۔
۷۰	سیر نو مولد	ابوالحسین	-	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کا بیان ۔
۷۱	لمعات انطاہرین	غلام علی خاں	-	"	کتاب شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۷۲	مصباح الہدایت	نامعلوم	-	"	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کی مدح ہیں ۔
۷۳	کلیات عماد	محمد عماد کرمانی	-	"	یہ کتاب مصباح الہدایت ۔ مثنوی خطبات ۔ مونس الابرار اور محبت نامہ کا مجموعہ ہے ۔
۷۴	تیمور نامہ	قاسم شیرازی	-	"	مشہور فاتح تیمور کے فتوحات نظم ہیں ۔
۷۵	غرائب دنیا	آذری اصفرانی	-	"	عجائبات عالم کے متعلق عجیب و غریب نظم
۷۶	سراپائے جمالی	مرزا صاحب	-	"	مرزا ایک ہندوستانی شاعر ہے ۔ اس کتاب میں حسن نسوانی کا آئینہ یا سراپا نظم میں ہے ۔
۷۷	سیرۃ الملوک	نامعلوم	-	"	کتاب میں فیروز شاہ تغلق کی تعریف نظم میں ہے ۔ اس نے ۳۸ سال حکومت کی تھی ۔ پچاس مسجدیں ۔ تیس مدرسے ۔ بیس کارواں سرائے ۔ سو محل ۔ پانچ شفا خانے ۔ ایک سو پل ۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					دو بہریں اور صنایع لغات و بادئیاں بنائیں۔ اس کا سنہ وفات ۷۹۰ھ مطابق ۱۳۸۲ء ہے۔
۷۸	مظہر الآثار		—	نستعلیق	
۷۹	مثنوی [illegible]	طالب	—	"	
۸۰	[illegible]	شیرازی	—	"	
۸۱	دیوان [illegible]	"	—	"	
۸۲	نجم [illegible]	محمد [illegible]	—	"	تصوف پر نظم
۸۳	تحفۃ النصایح	[illegible]	—	"	"
۸۴	نان و حلوا	حضرت شیخ بہاء الدین صوفی	—	عام	"
۸۵	زاد المسافرین	حضرت گیسو دراز گلبرگہ	—	عام	"
۸۶	لطائف خیال	—	—	نستعلیق	کتاب میں تصوف کی خوبیوں پر مختلف شعرا کا کلام ہے۔ اس کتاب کی تصنیف مرزا محمد صالح نے ۱۷۳۱ء میں شروع کی تھی جعفر نامی نے ۱۷۴۲ء میں اس کو پورا کیا۔
۸۷	انیس العاشقین	حسن بن محمد شریف	—	"	کتاب اصطلاحات تصوف پر ہے۔

۸۸	مصباح شریف	رشیدی	–	″	شاعر رشیدی کا کلام۔ رشیدی سلطان سنجر سلجوقی کا مقبول شاعر اور انوری کا دوست اور ہمعصر تھا۔ آ[illegible] کا سنہ وفات ۱۱۸۳ء ہے۔
۸۹	رباعیات میر حمام	میر حمام تبریزی	–	شکستہ آمیز	میر حمام تبریزی، حضرت سعدی شیرازی کے ہمعصر تھے۔ دونوں میں ہمیشہ نوک جھونک رہتی تھی۔ میر حمام نے ایک دن الٹی ہانڈی دکھا کر حضرت سعدی سے پوچھا کہ شیرازیوں کے سر ایسے کیوں ہوتے ہیں۔ حضرت سعدی کا سر بالکل گنجا تھا اس سے میر حمام نے الٹی ہانڈی دکھائی۔ حضرت سعدی نے میر حمام سے ہانڈی سیدھی کر کے پوچھا یہ بتاؤ کہ تبریزیوں کے سر ایسے کیوں ہوتے ہیں۔ مراد یہ کہ اندر سے خالی [illegible] کھوپڑیاں ہوتی ہیں۔
۹۰	دیوان ملا [illegible]	ملا شرف [illegible]	[illegible]	نستعلیق	[illegible] کی تیسری نظم میں [illegible] اور امیرؔ ن (شیریں) دختر شہنشاہ فارس اردوان [illegible] [illegible] انگریزی مورخ [illegible] اپنی کتاب کے صفحہ ۱۸۱ پر [illegible] لکھا ہے۔
۹۱	فرہاد و شیریں	[illegible]	–	″	وحشی نے اس نظم میں بتایا ہے کہ خوبصورت [illegible] (شیریں) نے خسرو کے ساتھ محبت بھری زندگی بسر نہیں کی بلکہ وہ فرہاد کے عشق میں مبتلا تھی۔ وحشی [illegible] صاحب دیوان بھی ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۹۲	قصاید عرفی	عرفی دہلوی	–	نستعلیق	مشہور قصاید۔
۹۳	غزلیات ارادت خاں	ارادت خاں	–	"	ارادت خاں کا کلام۔
۹۴	دیوان سندباد حکیم	نامعلوم	–	عام خط	حکیم سندباد کی نصیحتیں اپنے جاہل شاگرد کو جو ایک بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اس دیوان میں دوسری کہانیاں بھی ہیں اور کتاب محمود شاہ بہمنی سلطان دکن کے نام پر معنون ہے۔
۹۵	قصۂ پدماوت	حسین غزنوی	۱۲۴۳	"	اس میں ہندوستان کی مشہور حسینہ پدماوت (پدمنی) کا قصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پدماوت بھون سنگھ راجہ کی بیٹی تھی۔ اس کے حسن و جمال کی شہرت سُن کر چتوڑ کا راجہ اس کو اُٹھا لے گیا تھا۔ اور بعد میں سلطان علاؤالدین خلجی نے اس کو حاصل کر لیا۔ (ہندوؤں کی اکثر کہانیاں جو گھروں میں بولی جاتی ہیں اسی طرح کی ہیں یعنے حسین لڑکیوں کو کوئی نہ کوئی زبردستی اُٹھا لے جاتا ہے اور بعد میں کوئی دوسرا جا کر نہیں لے آتا ہے۔ کہانیوں میں لے جانے والوں کو راکسس کے نام سے منسوب کیا گیا ہے)
۹۶	نہال باغ ارم	نامعلوم	–	نستعلیق	کتاب میں شاہزادہ بہرام اور شاہزادی فیروزہ کی عشقیہ داستان ہے۔
۹۷	قصۂ پدمنی وغیرہ	"	–	"	اس کتاب میں دو کہانیاں ہیں۔ ایک میں راجہ رتن سنگھ اور پدمنی کی داستان عشق ہے اور دوسری میں بہرام گور شاہ ایران اور اس کی ہندوستانی معشوقہ کی محبت کا قصہ ہے

۹۸	لطائفِ شوق	جزنی	۱۲۹۰ء	〃	ہندوستانی عشق و محبت کی کہانیاں - ان میں بعض بالکل عریاں ہیں -
۹۹	قصہ ہائے زیب نگار	محمد رضا	-	〃	کہانیاں -
۱۰۰	منوہر و مدمالہ	اصغری	-	〃	عشق و محبت کی کہانی کتاب میں کہانیاں ہیں - اور کتاب شاہزادہ ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے -
۱۰۱	قصہ ہائے دلاویز	حسین علی ملک الشعرا	۱۷۷۸ء	〃	حسین علی سلطان شہید کا درباری شاعر اور ملک الشعرا تھا - اور سلطان کا اتالیق بھی - نواب حیدر علی کے زمانہ میں بھی ملک الشعرا کا خطاب اسی کو حاصل تھا - نظام علی خاں والی حیدرآباد کی سلطنت خداداد سے دشمنی اور غداری مشہور ہے - اس سلسلے میں حیدرآباد اور سرنگاپٹم کے شاعروں میں بھی نوک جھونک تھی - دونوں ملکوں کے شاعر اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے نظمیں لکھا کرتے تھے اور یہ نہایت مشہور بھی ہو جاتی تھیں - اسی سلسلے میں ملک الشعرا حسین علی نے بھی کئی نظمیں لکھی تھیں جن میں ایک ترجیع بند نہایت ہی مشہور ہے - یہ نظام علی خاں کے خلاف اور حیدر علی کی تعریف میں تھا - جو سرنگاپٹم میں نہایت ہی مقبول اور ہر شخص کی زبان پر تھا - سولہ سترہ سال کا عرصہ گذرا کہ یہ رسالہ کوثر بنگلور میں شائع ہوا تھا - صرف حسین علی کے کلام کا نمونہ اور اس وقت کی اردو زبان جس کو دکنی کہا جاتا ہے دکھانے کے لئے یہ کسی اور جگہ اسی کتاب میں دیا گیا ہے - اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک سنگلاخ

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					زمین میں باکمال شاعر نے کس طرح گل کھلائے ہیں اور کمال یہ کیا ہے کہ تاریخی واقعات کو بھی اس میں نبھایا ہے۔
۱۰۲	قصۂ لعل و گوہر	حسین علی ملک الشعرا	-	نستعلیق	کتاب اردو زبان میں ہے۔ اور شاہزادہ ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ بعد میں سلطان کے حکم سے میر حسن عزت نے ۱۱۹۲ھ میں اس کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کتاب کا نام ہندی و دکنی کتابوں کی فہرست میں بھی درج ہے۔ ممکن ہے کہ یہاں فارسی کتاب کا نام دیا گیا ہو۔
۱۰۳	کلیات نعمت خاں عالی	نعمت خاں عالی		"	نعمت خاں عالی، شہنشاہ اورنگ زیب کے مطبخ کا داروغہ تھا۔ اس نے اپنی اس کتاب میں گولکنڈہ اور بیجاپور پر عالمگیر کی چڑھائی کی مخالفت کی ہے۔ گولکنڈہ کا محاصرہ ۱۶۸۷ء میں ہوا تھا۔ اس کی فتح کے دوسرے سال یعنی ۱۶۸۸ء میں بیجاپور بھی فتح کر لیا گیا۔ اکثر مورخوں کا خیال ہے کہ عالمگیر نے دکن کی اسلامی سلطنتوں کو مٹا کر سخت غلطی کی ورنہ مرہٹے سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ لیکن اس وقت کی سیاست کا یہی تقاضہ تھا جس پر عالمگیر نے عمل کیا کیونکہ یہی سلطنتیں مرہٹوں کو مغلیہ سلطنت کے خلاف مدد دے رہی تھیں۔ محمود نعمت خاں عالی کی مشرقی بیجوان پر بھی ایک کتاب مشہور ہے۔

۱۰۴	اسرار المعانی	محمد امین	—	″	شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کی فتوحات دکن کے حالات ۔
۱۰۵	قصۂ رامایَن	گوردھرداس دہلوی	سنہ ۱۷۲۲ء	عام نستعلیق	سنسکرت کی مشہور کتاب رامایَن کا ترجمہ فارسی نظم میں ۔
۱۰۶	حیدری نامہ	نامعلوم	—		خلیفۂ چہارم حضرت علی رض کی توصیف اور ان کے مشہور اسلامی جنرل حمزہ کے کارنامے ۔
۱۰۷	مخبر الواصلین	ابو عبد اللہ	—	عام نستعلیق	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کی تاریخ ۔
۱۰۸	درِ عقاید	یحییٰ	—		مذہبی نظمیں
۱۰۹	قصائد بدر چاچ	—	—	″	—
۱۱۰	مثنوی گلشنِ اسرار	—	—	″	یہ کتاب حسام الدین رح ایک صوفی بزرگ کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۱۱۱	قصۂ نل ودمن	—	—	″	ہندوستانی راجہ نل اور اس کی معشوقہ دمینتی کے حسن و عشق کا مشہور قصہ ۔ سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ۔
۱۱۲	دیوان فیضی	فیضی	—	″	فیضی دربارِ اکبری کا مشہور شاعر اور ابوالفضل کا بھائی تھا ۔ یہ سنسکرت زبان کا مستند عالم بھی تھا ۔
۱۱۳	قصائد مغربی	محمد مغربی	—	″	کتاب سلطان سنجر سلجوقی کے نام پر معنون کی گئی ہے سنجر خاندان سلجوقی کا آخری سلطان تھا ۔ ایران پر چالیس سال تک حکومت کی سنہ ۵۵۲ھ وفات ۔
۱۱۴	قصۂ جم جاہ	واقدی	—	″	مشہور کہانی ہے ۔
۱۱۵	شاہ و گدا	ہلالی	—	″	
۱۱۶	رموز الطاہرین	بارعلی خان	—	عام	رموز الطاہرین صوفیانہ نظم ہے ۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۱۷	تشریح آیات	—	—	”	یہ قرآنی آیات کی تفسیر ہے ۔
۱۱۸	نجیب نامہ	محی الدین	—	شکستہ آمیز	شہنشاہ محمد شاہ دہلی کے زمانہ کے ایک امیر نجیب خاں کے بہادرانہ کارنامے ممکن ہے کہ یہ روہیلہ سردار نجیب خاں نامی کے کارنامے ہوں جن کی تاریخ بھی الطاف حسین صاحب بریلوی نے لکھی ہے ۔ (محمود)
۱۱۹	انوار نامہ	نامعلوم	—	نستعلیق	اس میں انگریز میجر لارنس اور فرانس والوں کی جنگوں کا ذکر ہے ۔ اور نواب انوار الدین خاں والی کرناٹک کی تاریخ اور تعریف بھی ہے ۔ یہ میجر لارنس کی سازشیں ہی تھیں جن کی وجہ سے نواب انوار الدین خاں فرانس والوں کا سخت مخالف ہو گیا ۔ انوار الدین خاں کے فرزند والا جاہ محمد علی اور چندا صاحب کی جنگوں میں بھی میجر لارنس ہی نے حصہ لیا تھا ۔ فرانس والے چندا صاحب کی حمایت پر تھے ۔ کرناٹک (جنوبی ہند) پر انگریزی قبضہ میجر لارنس کی سازشوں کا ہی نتیجہ تھا ۔ محمود)
۱۲۰	مؤید المجاہدین	—	—	”	یہ وہ تاریخی خطبات ہیں جو سلطان نے سلطنت خدا داد کی مسجدوں میں رائج کئے تھے ۔ اس کتاب میں ۵۲ جمعہ کے خطبات اور دو عیدین کے خطبات ہیں اور تمام کے تمام جہاد کی فضیلت میں ہیں ۔ میجر اسٹوارٹ نے لکھا ہے کہ سلطان کے حکم سے میر زین العابدین نے (حیدرآباد

۱۴۱	رسالہ دستور النظم	[illegible]	—		کے میر عالم کا بھائی [illegible] لکھا تھا۔ یہ شخص سلطان کا سکرٹری بھی تھا۔ انگریزی مورخوں نے ان خطابات پر سخت اعتراض [illegible] کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شاہ عالم ثانی شہنشاہ ہندوستان کے ہوتے ہوئے سلطان کو حق نہیں تھا کہ وہ اپنے نام کے خطابات رائج کرے۔ مگر سلطان نے یہ خطابات اس لئے رائج کئے کہ شاہ عالم ثانی اس وقت صرف برائے نام شہنشاہ تھا۔ یہ انگریزوں کے زیر سایہ [illegible] سے پنشن لیتا تھا۔ جب اس انگریزوں کو چھوڑ کر مادا جی سیندھیا کی سرپرستی قبول کر [illegible] تھا۔ [illegible] نام شہنشاہ [illegible] بنگال [illegible] کی حکومت [illegible] انگریزی سلطان کا بھی برائے نام شہنشاہ [illegible] رائج کرنے لگے تھے۔ ان القاب اپنے ایک [illegible] کتاب صحیفہ ٹیپو سلطان [illegible] (محمود) [illegible] کتاب موید المجاہدین پر سلطان کا دستخط [illegible] کے خلاف ہے۔ کتاب [illegible] مختلف [illegible] سے لئے گئے ہیں۔

دواوین

(نوٹ: ان کتابوں کے متعلق سٹوارٹ نے کوئی کیفیت نہیں لکھی ہے۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ مختلف رسم الخط کے ہیں اور ان میں بہت سی منقش اور زرنگار جلدیں ہیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۲۲	دیوان حافظ	شمس الدین حافظ شیرازی	—	نستعلیق	مشہور دیوان ہے۔
۱۲۳	دیوانِ ظہیر فاریابی	ظہیر فاریابی	—	″	
۱۲۴	دیوانِ جلال اسیر	جلال اسیر	—	—	
۱۲۵	دیوانِ باقر	باقر	—	—	
۱۲۶	دیوانِ سعیدخاں	سعیدخاں	—	—	
۱۲۷	دیوانِ ملا نوائی	ملا نوائی	—	—	
۱۲۸	دیوانِ جلالی	عبدالقادر جلالی	—	—	
۱۲۹	دیوانِ ہلالی	ہلالی	—	—	
۱۳۰	دیوانِ قاسم	قاسم	—	—	
۱۳۱	دیوانِ صائب	صائب	—	—	صائب کاشمیری کا مشہور دیوان۔

۱۳۲	دیوان شاہ علی	شاہ علی	–	–	
۱۳۳	دیوان ذوبی رومی	ذوبی	–	–	
۱۳۴	دیوان گرامی	گرامی	–	–	
۱۳۵	دیوان جلالی	جلالی	–	–	
۱۳۶	دیوان آملی	آملی	–	–	
۱۳۷	دیوان نورس	نورس	–	–	
۱۳۸	دیوان ایبک	ایبک	–	–	
۱۳۹	دیوان ہاشم	ہاشم	–	–	
۱۴۰	دیوان جسونت رائی سندی	جسونت رائی سندی	–	–	
۱۴۱	دیوان کمال	کمال	–	–	
۱۴۲	دیوان مسکین	مسکین	–	–	
۱۴۳	دیوان احمد	احمد	–	–	
۱۴۴	دیوان سید طہرانی	سید طہرانی	–	–	
۱۴۵	دیوان ابراہیم ادہم	ابراہیم ادہم	–	–	(حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ نہایت مشہور اولیاء اللہ ہیں۔ آپ کا وطن سیستان ہے۔ محمود)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۱۴۶	دیوان سحابی یزدانی	سحابی یزدانی	—	—	
۱۴۷	دیوان میلی	میلی	—	—	
۱۴۸	دیوان نظیری	نظیری	—	—	(نظیری نیشاپور کا مشہور شاعر ہے ۔ محمود)
۱۴۹	دیوان شمس تبریزی	شمس تبریزی رح	—	—	
۱۵۰	دیوان سہیلی خراسانی	سہیلی	—	—	
۱۵۱	دیوان عظیم نیشاپوری	عظیم نیشاپوری	—	—	
۱۵۲	دیوان کہتر	کہتر	—	—	
۱۵۳	دیوان مسلیا	مسلیا	—	—	
۱۵۴	دیوان حسین غزنوی	حسین غزنوی	—	—	
۱۵۵	دیوان کمالی ہراتی	کمالی ہراتی	—	—	
۱۵۶	دیوان سلیم	سلیم	—	—	
۱۵۷	دیوان شاہ سنجر بیجاپوری	شاہ سنجر بیجاپوری	—	—	
۱۵۸	دیوان ابوالفرج	ابوالفرج	—	—	

۱۵۹	دیوان فلانی	فلان	–	–
۱۶۰	دیوان مقید	مقید	–	–
۱۶۱	دیوان رفیع واعظ	رفیع واعظ	–	–
۱۶۲	دیوان آصف نظام الملک	آصف نظام الملک	–	–
۱۶۳	دیوان عنصری	عنصری	–	–
۱۶۴	دیوان وحدت	وحدت	–	–
۱۶۵	دیوان عشقیہ	عشقیہ	–	–
۱۶۶	دیوان لسانی	لسانی	–	–
۱۶۷	دیوان بہلولی	بہلولی	–	–
۱۶۸	دیوان ابن یمین	ابن یمین	–	–
۱۶۹	دیوان ولی مشرب	ولی مشرب	–	–
[illegible]	دیوان شریف [illegible]	[illegible]	–	–
۱۷۱	دیوان منتخب	منتخب	–	–

نوٹ: ان کل دیوانوں کے علاوہ [illegible] مجلدوں میں مختلف شعراء کا منتخب کلام ہے — یہ جلدیں مختلف رسم الخط اور تقطیع و ضخامت کی ہیں اور بعض کتابیں منقش

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
	اور ان کی جلدیں جواہر نگار ہیں ۔				

نظم عربی

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۶۲	شرح القصاید السبع المعلقات	سید عبد اللہ الزوزانی	-	نسخ	سات مختلف قصیدے جو عرب میں بلاغت و فصاحت کے لحاظ سے نہایت مشہور تھے اسی لئے اسلام سے پہلے طلائی حروف میں لکھ کر انہیں کعبۃ اللہ کے دروازے پر آویزاں کیا گیا تھا۔ ان قصاید کے مصنف عرب کے مشہور شعرا ہیں جن کے نام یہ ہیں ۔ امراء القیس ۔ طرفہ ۔ زہیر ۔ بعید ۔ عمرو ۔ عنترہ اور حارث کتاب میں ان قصیدوں کے ساتھ ان کی شرح بھی ہے ۔ ان قصیدوں کا ترجمہ سر ولیم جونس نے انگریزی میں شائع کیا ہے ۔
۱۶۳	قصیدہ بانت سعاد	کعب ابن زہیر		"	کعب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمعصر تھے ۔ یہ تاریخی قصیدہ مسلمانوں اور کفار عرب میں صلح کے لئے لکھا گیا ۔ قصیدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے ۔ کعب کا سنہ وفات سنہ ۶۲۳ء ہے ۔ اس کا ترجمہ سر ولیم جونس نے انگریزی میں کیا ہے ۔

۱۷۴	قصیدۂ بردہ	شریف الدین محمد عبداللہ الموصلی البصری		″	نہایت مشہور قصیدہ ہے۔ اکثر حاجت روائی کی نیت سے پڑھا جاتا ہے۔ مصنف فالج سے بیمار تھے اور اسی بیماری کی حالت میں قصیدہ لکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں صحت کی بشارت دی۔ اور وہ صحت یاب ہو گئے۔ یہ قصیدہ اس قدر مقبول عام ہے کہ اس کی بہت سی شرحیں لکھی گئیں ہیں۔
۱۷۵	شرح قصیدہ بردہ	خالد بن عبداللہ		″	قصیدۂ بردہ کی شرح۔
۱۷۶	قصیدہ بردہ مع فارسی شرح	خواجہ مولانا اصفہانی		فارسی خط نستعلیق	قصیدۂ بردہ کی فارسی شرح۔
۱۷۷	قصیدۂ ہمزیہ	شریف الدین محمد عبداللہ الموصلی البصری		نسخ	قصیدۂ بردہ کے مصنف نے ہی یہ قصیدہ بھی لکھا ہے۔
۱۷۸	منہج مکید و شرح ہمزیہ	″		″	قصیدۂ بردہ اور شرح ہمزیہ کی شرح بردہ کے مصنف سے۔
۱۷۹	کلمات مرتضیٰ علی رضہ	—	—	نسخ معلق	حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک سو ضرب الامثال ہیں۔ کتاب الواء الدین خاں والیٔ کرناٹک کے لئے لکھی گئی۔ نہایت خوبصورت نسخہ ہے اور جلد پر جواہرات ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ لاطینی زبان میں ودرنڈ کاڈس وان ونیس نے کیا اور ۱۸۰۶ء میں آکسفورڈ سے شائع ہوا۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۸۰	ہزار کلمات مرتضیٰ علیؓ			نسخ	کتاب میں خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار اقوال جمع کیے گئے ہیں۔
۱۸۱	دیوان حضرت علیؓ			"	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دیوان۔
۱۸۲	قصیدہ مرتضیٰ علیؓ			"	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا قصیدہ۔
۱۸۳	مقامات حریری	ابو محمد قاسم بن علی بن عثمان الحریری البصری		"	یہ کتاب سلطان محمود سلجوقی کے وزیر ابو شروان خالد کی خواہش پر لکھی گئی تھی۔
۱۸۴	قصیدۂ غوث الاعظمؒ	حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	—	"	کتاب دو جلدوں میں ہے۔
۱۸۵	قصیدۂ عبد اللہ وغیرہ	عبد اللہ	—	"	مختلف نظموں اور قصاید کا مجموعہ
۱۸۶	قصاید قافیہ	شیخ احمد		"	
۱۸۷	سفینۂ قصاید	شیخ احمد		"	
۱۸۸	ذات الشفا	عبد اللہ الجزایری		"	جزیرہ ملک میسوپٹامیا کا نام ہے جس کو عراق بھی کہتے ہیں۔
۱۸۹	قصیدہ عمالی	عمال		"	مختلف قصاید مع فارسی ترجمہ نظم پر جملہ ۲۹۰ کتابیں

قصّہ و کہانی

(فارسی کتابیں)

۱	انوار سہیلی	حسین ابن علی الواعظ کاشفی	شستہ آمیز	نہایت مشہور کتاب ہے۔ راجہ داب شلیم کے عہد میں ہندوستان میں سنسکرت زبان میں لکھی گئی۔ مصنف حکیم ردشن رائے بید پا برہمن ہے۔ اس کی شہرت سن کر شہنشاہ نوشیرواں نے یہ کتاب منگائی اور پہلوی زبان میں ترجمہ کرایا۔ ترجمہ حکیم برزویہ بزشک نے کیا اور نام ہمایوں نامہ رکھا۔ آٹھویں صدی عیسوی میں خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی نے پہلوی سے عربی میں ترجمہ کرایا اور نام کلیلہ و دمنہ رکھا۔ اس کے بہت سال بعد ابوالمعالی ناصر اللہ نے عربی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ مگر اس ترجمے میں عربی جملے اور الفاظ بہت سے تھے۔ پندرھویں صدی عیسوی میں اس کا سہل فارسی میں ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ سلطان حسین مرزا والی خراسان کے مہر بردار امیر احمد سہیلی کی خواہش پر ہوا۔ کاشفی نے اسی لحاظ سے اس کا نام انوار سہیلی رکھا۔ کاشفی تفسیر حسینی۔ اخلاق محسنی اور کئی کتابوں کا مصنف ہے۔ اس کی وفات سنہ ۱۵۰۴ء میں خراسان میں ہوئی۔ (نوٹ: اس کتاب کے اردو اور دکھنی زبان میں بھی ترجمے

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					ہو چکے ہیں - اردو کتاب پہلی دفعہ ۱۸۰۵ئہ میں کلکتہ میں شائع ہوئی - دکھنی زبان کی کتاب فورٹ سنٹ جارج مدراس سے شائع ہوئی - بعد میں منشی نول کشور نے بھی اس کتاب کا ترجمہ شائع کیا - محمود)
۲	مفرح القلوب	مترجم حسین علی ملک الشعرا	--	نستعلیق	اصل کتاب فارسی زبان میں تاج الدین نے لکھی اور سلطان ناصر الدین کے نام پر معنون کی ہے - ٹیپو سلطان شہید رح کے درباری شاعر اور ملک الشعرا نے اس کا ترجمہ دکھنی زبان میں کیا - سلطان کے نام پر معنون کیا اور نام مفرح القلوب رکھا - کتاب میں چندر سین کی ہندی کہانیوں کا ترجمہ ہے -
۳	قصۂ سلیمان و سیمرغ	نامعلوم	-	″	تقدیر کے متعلق کہانی -
۴	بہار دانش	عنایت اللہ دہلوی	-	شکستہ آمیز	دلچسپ کتاب جس میں عورتوں کی مکاریاں دکھائی گئی ہیں - اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں ۱۷۹۹ئہ میں ناتھن سکاٹ نے تین جلدوں میں کیا ہے -
۵	جامع الحکایات	حسین بن اسد	-	″	کتاب محمد طاہر کے نام پر معنون کی گئی ہے -
۶	طرب المجالس	سید حسین	-	″	کتاب میں سات ابواب ہیں اور مختلف کہانیاں ہیں -
۷	حجت الہند	عمر بہرامی	۱۶۴۵ئہ	عام	یہ ایک مسلمان نوجوان کی کہانی ہے جس نے پرندوں کو مذہبی باتیں سکھائیں اور اس ذریعہ سے

					مرہٹہ راجہ نل کو مسلمان بنایا اور اس کی بیٹی سے شادی کی۔
۸	قصۂ کام روپ و کام لتا	-	-	عام	اس کتاب کا ترجمہ کیپٹن فرنک بن (بنگال سروس) نے انگریزی میں کیا ہے۔
۹	مجالس العشاق	سلطان حسین مرزا الغازی بہادر والی خراسان	۱۵۰۴ء	نستعلیق	کتاب باتصویر ہے۔ اور بہت خوبصورت نقش و نگار سے مزین۔ جلد بھی جواہرات سے نہایت خوبصورت بنی ہے۔ یہ کتاب پہلے سلطان علی عادل شاہ والی بیجاپور کی ملکیت میں تھی۔
۱۰	گل ریز	ضیاء الدین نخشبی	-	"	شاہزادہ معصوم شاہ اور شاہزادی نوشابہ کے محبت کی کہانی ہے۔ نخشبی طوطی نامہ کا بھی مصنف ہے۔ نخشب ایران کے ایک گاؤں کا نام ہے۔
۱۱	حکایات عاشقاں	نامعلوم	-	معمولی خط	کتاب باتصویر ہے۔ اس میں ثبوت دیا گیا ہے کہ محبت کا دیوتا کیوپڈ لافانی ہے۔
۱۲	تاریخ نادر شاہی	"	-	"	اگرچہ کتاب کا نام تاریخ نادر شاہی ہے مگر وہ اصل کتاب میں ایک دلچسپ کہانی ہے۔
۱۳	حکایات عجیبہ	"		نستعلیق	آزاد بخت اور اس کے دس وزیروں کا قصہ۔ اس کے ساتھ ملک محمد کی سیر و سیاحت کے حالات بھی ہیں۔ آزاد بخت کے قصہ کو مسٹر لیم اوسلی نے انگریزی میں ترجمہ کیا اور نام بختیار نامہ رکھا ہے۔
۱۴	صور الاقلیم	نامعلوم		نسخ	کتاب باتصویر ہے۔ کہانی کے طور پر عجائبات دنیا کا حال لکھا گیا ہے۔ یہ کتاب اسکندر اعظم کے حکم سے لکھی گئی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ یونانی حکیم پلیٹو نے لکھی تھی۔
۱۵	[illegible]	"		عام	حضرت سلیمان اور گریفن (ایک عجیب غریب جانور) کی کہانی۔ ابابیل اور پری کی کہانی۔ ان دو

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					کہانیوں کے علاوہ کتاب میں خیال و قلم کا مکالمہ بھی ہے ۔
۱۶	اسماد الاسرار	حضرت خواجہ گیسو دراز	–	عام	
۱۷	معراج القلوب	نامعلوم		″	
۱۸	جہاد خسرو وغیرہ	″		″	کتاب دو جلدوں میں ہے - اس کتاب میں مختلف معرکوں کے علاوہ گول کنڈہ کے محاصرہ کے حالات بھی ہیں - یہ محاصرہ عالم گیر اورنگ زیب نے کیا تھا ۔ سنہ ۱۰۹۸ھ ۔ مجلد ہے کتاب

علم انشاء

(فارسی کتابیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱	انشائے ابو الفضل علامی	عبد الصمد	سنہ ۱۰۶ھ	شکستہ آمیز	کتاب تین جلدوں میں ہے ۔ پہلی جلد میں شہنشاہ اکبر کے وہ خطوط ہیں جو ایران و توران کے بادشاہوں کو لکھے گئے تھے ۔ گوا کے پرتگالی گورنر کے نام بھی ایک خط ہے ۔ دوسری جلد میں خاص ابو الفضل کے وہ خطوط ہیں جو دربار اکبری کے دوسرے امیروں کو لکھے

					گئے تھے۔ تیسری جلد میں ابوالفضل کے وہ خطوط ہیں جو اس نے اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو لکھے تھے۔ (ابوالفضل دربار اکبری کا مشہور عالم و فاضل سیاست دان امیر اور وزیر اعظم تھا۔ اکبر کی شہرت میں اس کا اور اس کے بھائی فیضی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ پہلی جلد میں جو خطوط ہیں وہ بھی ابوالفضل ہی کے لکھے ہوئے ہیں، ورنہ خود اکبر لکھا پڑھا نہیں تھا۔ دین الٰہی بھی ابوالفضل ہی کی تحریک پہ اکبر نے جاری کیا تھا۔ جس کے متعلق علامہ اقبال رح نے لکھا ہے۔ تخم الحادے کہ اکبر پرورید ٭ باز اندر فطرت دارا دمید (محمود)
۲	طہماسپ نامہ	-	-	نستعلیق	شاہ طہماسپ والی ایران کے خطوط۔ شہنشاہ اکبر، سلطان ترکی اور دوسرے سلاطین کے نام اور ان کے جوابات۔ کتاب میں شاہ طہماسپ کے چند پرائیویٹ خطوط بھی شامل ہیں۔
۳	انشائے عالمگیری	راجہ آیا مل	۱۱۴۳ھ	"	شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے خطوط جو راجہ آیا مل نے ۱۱۴۳ھ میں جمع کئے کتاب درس میں شامل ہے اور انشا کا بے مثل نمونہ تسلیم کی جاتی ہے —— شہنشاہ عالمگیر کی وفات دکن میں ۱۱۱۸ھ میں ہوئی۔ مزار اورنگ آباد میں ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۴	دستخط عالمگیری	-	سنہ ۱۰۲۲ھ	شکستہ آمیز	شہنشاہ عالمگیر کی خاص یادداشتیں -
۵	انشائے قاسم طبی	قاسم طبی ابونصر فراہی	سنہ ۱۱۵۱ھ	نسخ	سلطان قطب شاہ والیِ گولکنڈہ اور سلطان عادل شاہ والیِ بیجاپور کی خط و کتابت ابونصر فراہی نے ان خطوط کو جمع کیا تھا -
۶	انشائے میر محمد	میر محمد منشی	-	شکستہ آمیز	سلطان قطب شاہ والیِ گولکنڈہ کے وہ خطوط جو امیروں اور افسروں کو لکھے گئے تھے میر محمد منشی نے انہیں جمع کیا تھا -
۷	انشائے جان محمد	جان محمد منشی	-	عام نستعلیق	دکن کی بہمنی اور عادل شاہی حکومتوں کے حالات اور خطوط -
۸	انشائے ظہوری	منشی ظہوری	-		منشی ظہوری کے خطوط عادل شاہ والیِ بیجاپور کے نام - کتاب دو جلدوں میں ہے -
۹	گلشن عجائب	منشی رام سنگھ	سنہ ۱۲۱۶ھ	عام	عہد عالمگیر کے خطوط مختلف موضوعات پر -
۱۰	انشائے امیر خسرو	امیر خسرو دہلوی	-	"	حضرت امیر خسرو کے خطوط کا مجموعہ
۱۱	انشائے عبداللہ	منشی عبداللہ	-	"	
۱۲	انشائے بیدل	بے دل	-	"	مشہور کتاب ہے -
۱۳	ریاض الانشا	شیخ محمد جیلانی	-	"	
۱۴	انشائے عبداللطیف	عبداللطیف	-	نستعلیق	

۱۵	چہار باغ	ابوالفتح	–	نستعلیق	
۱۶	انشائے قدسی	نامعلوم	–	عام	
۱۷	انشائے طغرائی	”	–	”	
۱۸	تحفۃ السلاطین	حسین بن گل محمد	–	”	علم انشا نویسی پر مکمل کتاب۔ تین ابواب ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ انگریزی زبان میں ڈاکٹر بالفور نے ۱۷۸۱ء میں کیا۔ اس کی رائے ہے کہ علم انشا پر یہ بہترین کتاب ہے۔
۱۹	مناظرۃ الانشا	محمد جیلانی	–	نسخ	کتاب دو جلدوں میں ہے۔
۲۰	بدائع الانشا	محمد یوسف	–	عام	
۲۱	بدائع [illegible]	مداری لال	–	”	
۲۲	آداب المرسلین	عبدالجلیل	–	”	
۲۳	انشائے صبیان	محمد علی	–	”	مشہور کتاب ہے۔
۲۴	باد رو	–	–	”	
۲۵	مواہب الانشا	–	–	”	
۲۶	انشائے الاقسام	[illegible]	–	”	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲۷	شبستان نشاط	—	—	—	مختلف مضمونوں کی انشا کے نمونے ۔
۲۸	رسالہ معمات	—	—	—	

ان ۲۸ کتابوں کے علاوہ خاص ٹیپو سلطان کے صدہا خطوط بھی کئی ضخیم جلدوں میں پائے گئے مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اس فہرست میں ان کا ذکر بھی کیا جائے ۔ ان میں بعض خطوط کے ترجمے اور ٹیپو سلطان کے طرز انشا وغیرہ پر ایک مضمون ایشیاٹک اینول رجسٹر ۱۷۹۹ء میں لکھا گیا ہے ۔

نوٹ

سرنگاپٹم پر قبضہ کے بعد میجر سٹوارٹ کو کتب خانہ کا مہتمم مقرر کیا گیا اور کرنل ولیم کرک پاٹرک کو سلطانی مکاتیب کے ترجمہ پر ۔ آخر الذکر نے منتخب مکاتیب سلطانی کے نام سے ایک ضخیم کتاب ۱۸۱۱ء میں انگلستان میں شائع کی ۔ جس کا ترجمہ راقم الحروف نے صحیفہ ٹیپو سلطان Select Letters of Tipu Sultan کے نام سے ترجمہ اور تشریح کے ساتھ شائع کیا ۔ سلطان کی انشا پردازی کے متعلق ولیم کرک پاٹرک نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں لکھا ہے :—

" ان مکاتیب کے پیش کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں سلطان کی شخصیت کو قارئین کے قریب سے قریب تر لاؤں ۔ اس کے سیاسی ۔ مالی اور تجارتی انتظام کو واضح کرتے ہوئے اس زمانہ کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالوں ۔ یہاں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ سلطان نہ صرف سخت محنتی تھا بلکہ اپنے فرائض کا حد درجہ پابند بھی تھا ۔ اس نے اپنی تمام خط و کتابت کا با قاعدہ رجسٹر رکھا تھا جس میں نمبر اور تاریخ وار مکاتیب درج ہوتے تھے ۔

ان مکاتیب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ان کا مصنف یعنی سلطان نہایت ہی منتظم اور غیر معمولی محنتی شخص تھا ۔ اس کا ہر کام با قاعدہ تھا ۔ وہ صبح سے شام بلکہ رات کو بغیر آرام کئے سلطنت کے کاموں میں منہمک رہتا تھا ۔ کیونکہ اکثر بلکہ بیشتر مکاتیب میں تحریر کا وقت " شب " لکھا ہوا ہے ۔

سلطان اپنے منشیوں سے بہت کم کام لیتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بہت زیادہ مکاتیب خاص اُس کی تحریر میں ملتے ہیں، اور جو مکاتیب کہ منشیوں کی تحریر میں ملتے ہیں، ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ منشیوں کی قابلیت کے مظہر نہیں بلکہ سلطان کی قابلیت کے مظہر ہیں۔ مختصر الفاظ میں مطلب کو ادا کرنا سلطان کا ایک خاص وصف ہے۔ وہ تحکمانہ لہجہ اور وہ اقتدار جو ان مکاتیب میں پایا جاتا ہے یقیناً کسی منشی کے قلم سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اور جہاں کہیں وہ آداب و تعظیم پر اُتر آتا ہے، وہاں وہ اپنے احکام کو اس طرح منوانے کی کوشش کرتا ہے جو ایک غیر معمولی دل و دماغ والی شخصیت سے ہی ممکن ہے۔

(محمود)

۲۹	حکم نامہ وکلا غلام علی خاں وغیرہ	ٹیپو سلطان	–	شکستہ آمیز	ٹیپو سلطان کے خطوط اپنے سفیروں کو۔ سفیروں کو اس زمانہ میں وکیل کہا جاتا تھا۔
۳۰	روزنامچہ غلام علی خاں وکیل وغیرہ	غلام علی خاں	–	شکستہ	بہ لنگڑے غلام علی کا روزنامچہ ہے۔ اس کو ترکی اور فرانس میں وکیل بنا کر بھیجا گیا تھا۔ (نوٹ: اس غدار نے انگریزی سفیر مقیم قسطنطنیہ کو سلطان کے خطوط کے مطالب سے آگاہی دے دی، جو سلطان نے ترکی کے سلطان اور فرانس کے بادشاہ کو لکھے تھے) محمود
۳۰	حکم نامہ وکلا بنام قطب الملک وغیرہ	ٹیپو سلطان	–	"	ٹیپو سلطان کے خطوط قطب الملک اور علی رضا کے نام جنہیں وکیل بنا کر حیدرآباد کو روانہ کیا گیا تھا۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۳۲	روزنامچہ دکلائے حیدرآباد	قطب الملک و علی رضا	-	شکستہ	قطب الملک اور علی رضا کا روزنامچہ۔
۳۳	فرمان بنام علی راجہ	ٹیپو سلطان	-	"	ٹیپو سلطان کے خطوط اور فرمان علی راجہ والی کنانور کے نام۔
۳۴	فتح المجاہدین	"	-	عام	نوٹ:- در اصل یہ کتاب فن جنگ پر ہے۔ نہیں معلوم کہ میجر سٹوارٹ نے انشا کی فہرست میں کیوں دیا۔ بہرطور اس کتاب میں لکھا ہے کہ اس کا مصنف میر زین العابدین شوستری ہے (جو حیدرآباد کے میر عالم کا بھائی تھا) مگر انگریزوں کو یقین نہیں آتا کہ یہ کتاب میر زین العابدین شوستری کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ کتاب سلطان ہی کے دماغ کا نتیجہ ہے اگرچہ اس نے شوستری سے کام لیا۔ اس کتاب کا ترجمہ انگریزی میں بی کرسپ (بنگال سروس) نے ۱۷۹۱ء میں کیا جس نے آئین سلطانی کا بھی ترجمہ کیا تھا۔ انگریزی کتاب انگلستان میں اسی زمانہ میں شائع ہوئی۔ اصل فارسی کتاب اسی سال یعنی ۱۹۵۱ء میں کراچی میں شائع ہوئی ہے۔ محمود)
۳۵	حکم نامہ جاسوسان	"	-	"	سلطانی کوڈ جاسوسوں کے لئے۔
۳۶	حکم نامہ (اتالیق)	"	-	"	شہزادوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اُستادوں کو ہدایات۔

۳۴ تا ۴۰	حکم نامہ ہائے محکمہ جات	”	—	”	حکومت کے مختلف محکموں کے لئے ہدایات یا احکام۔ ان میں محکمہ شفاخانہ کے احکام بھی ہیں۔ مجلد ۱۴ جلد
۴۱	کتاب اخبار	”		”	روزانہ ملاقات۔ خبریں اور یادداشتوں کا خلاصہ جنھیں سلطان نے قلمبند کرنا ضروری خیال کیا تھا۔ ان میں سے بعض تحریریں ایشیاٹک اینول رجسٹر مورخہ ۱۸۰۰ء میں شائع کی گئی ہیں۔

انشا پر عربی کتابیں

۴۲	حکم نامہ حضرت علی رض	حضرت علی رض	—	نسخ	خلیفۂ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے احکام۔
۴۳	آداب الکاتب	علی بن محمد	—	”	کتاب علم خطوط نویسی پر ہے۔

علوم و فنون

(فارسی کتابیں)

۱	جامع العلوم	حضرت محمد غوث گوالیاری		نستعلیق	کتاب ۳۳ ابواب پر مشتمل ہے۔ جن میں مختلف علوم و فنون پر مضامین ہیں جیسے علم نجوم۔ جفر، رمل، فال، موسیقی، تعبیر، جنگ، زراعت، پرندوں کی شناخت، شگون۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					تعویذات - کیمیا - مقناطیس وغیرہ - اور ان کے علاوہ جوگیوں کے بارہ فرقوں کے حالات بھی ہیں ـــ کتاب باتصویر ہے اور جلد سنہری بنی ہوئی ہے - سلطان ابراہیم عادل شاہ والئ بیجاپور کی ملکیت تھی - کتاب پر قیمت پانچسو روپیہ لکھی ہوئی ہے -
۲	جواہر نامہ	محمد بن منصور	-	شکستہ آمیز	کتاب بیس ابواب اور ایک ضمیمہ پر مشتمل ہے - اس میں جواہرات اور مختلف قیمتی پتھروں کی شناخت کے طریقے بتائے گئے ہیں اور ضمیمہ میں سونا - چاندی - لوہا - تانبہ - سیسہ اور توا وغیرہ کے خواص لکھے گئے ہیں - کتاب ابو نصر حسن بہادر خاں کے نام پر معنون کی گئی ہے -
۳	خواص الحجار	نامعلوم	-	"	عطاری کی عربی کتاب کا فارسی ترجمہ - اس میں سالم قسم کے قیمتی پتھروں کے خواص لکھے گئے ہیں -
۴	فرس نامہ باتصویر	عبداللہ گلبرگہ	سنہ ۱۴۰۷	"	گھوڑوں کی شناخت اور پرورش پر کتاب -
۵	شاہباز نامہ	-	-	"	بازکی پرورش اور تربیت پر کتاب -
۶	خواص الحیوان	محمد تقی تبریزی	-	"	عربی کتاب حیات الحیوان کا فارسی ترجمہ ـــ کتاب شاہ عباس ثانی والئ ایران کے نام پر معنون کی گئی ہے -

۷	مجمع الصنایع	زین العابدین	-	〃	مصنوعی جواہرات بنانا۔ رنگ سازی۔ آتش بازی۔ کپڑا اور ریشم رنگنا ـــــ یہ کتاب عالمگیر اورنگ زیب کے عہد میں لکھی گئی تھی۔
۸	رسالہ رنگ و بوے	-	-	نستعلیق	کپڑوں کی رنگائی اور عطر سازی کے نسخے ـــــ کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے سرنگا پٹم میں لکھی گئی ہے۔
۹	مفردات در علم طب	--	-	شکستہ	یہ کتاب بھی ٹیپو سلطان کے حکم سے سرنگا پٹم میں لکھی گئی۔ یہ کتاب علم نباتات پر بہت انگریزی اور فرانسیسی کتابوں کی مدد سے لکھی گئی ہے۔ پودوں کی تصاویر بھی دی گئی ہیں میجر سٹوارٹ نے یہاں لکھا ہے:۔ "ٹیپو سلطان علوم و فنون کا سرپرست تھا۔ اس نے اپنی نگرانی میں مختلف علوم و فنون پر ۵۴ کتابیں لکھائیں لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ ان کتابوں کے ترجمے کا کام اس نے ان انگریز قیدیوں سے لیا جو دکنی زبان جانتے تھے۔"
۱۰	تعبیر نامہ سلطانی	اسماعیل بن نظام الملک طوسی	سنہ ۱۲۳۰ء	شکستہ آمیز	کتاب میں خوابوں کی تعبیر لکھی گئی ہے اور فرعون کا خواب بھی لکھا گیا ہے۔
۱۱	ہدایت الرمل	ہدایت اللہ	سنہ ۱۶۰۱ء	〃	کتاب علم رمل کی راہ نما ہے۔
	کامل التعبیر کشف التجرہ	ابوالفضل حبیش محمد بن اسمٰعیل	-	نستعلیق	خوابوں کی تعبیر میں ایک مکمل کتاب۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۳	سرخاب الرمل	سرخاب	-	عام خط	
۱۴	فال نامہ	حضرت امام جعفر صادق	-	"	
۱۵	رسالہ معما وغیرہ (دو جلد)	-	-	"	

علوم وفنون پر عربی کتابیں

۱۶	اتمام الدرایۃ شرح النقایۃ	-	-	نسخ	علم حکمت پر معلومات

ہندسہ وریاضی

(فارسی کتابیں)

۱	رسالہ علم الحساب	نامعلوم	-	عام	
۲	منتخب علم حساب	لطف اللہ دہلوی	۱۲۸۱ھ	"	علم ہندسہ پر بہترین کتاب
۳	خلاصۃ الحساب	مولانا بہاء الدین	-	"	

علم ہندسہ و ریاضی پر عربی کتابیں

۴	تحریر اقلیدس	اسحاق بن حنین	-	نسخ	یونانی کتاب کا ترجمہ۔
۵	شرح شمس المعنوی	محمد بن احمد الجعفری	-	"	علم ریاضی کی مشہور کتاب۔
۶	تاسیس الاشکال	نامعلوم	-	"	
۷	مفتاح الحساب	"	-	"	

علم ہیئت

(فارسی کتابیں)

۱	رسالہ نصیرالدین طوسی (زیج الخانی)	نصیرالدین طوسی	۱۲۶۹ء	نستعلیق	علم ریاضی - ہیئت اور نجوم پر مشہور منجم نصیرالدین طوسی کی کتاب جو ہلاکو خاں کے حکم سے لکھی گئی اور اسی کے نام پر معنون کی گئی - ہلاکو خاں نے نصیرالدین طوسی کو سیاروں کے زیجے تیار کرنے کا حکم دیا اور اس کام میں مدد دینے کے لئے براعظم ایشیا کے تمام مشہور ہیئت دان شہر مراغہ (صوبہ آذربائیجان) میں جمع ہوئے جس کے وسیع میدان میں رصدگاہ بنائی گئی - آلات اور کتابیں فراہم کی گئیں - ہلاکو خاں نے اس کام پر بے حساب رقم صرف

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					کی۔کتاب بارہ سال کے عرصہ میں تیار ہوئی لیکن اس وقت تک ہلاکو خاں کا انتقال ہوچکا تھا۔ ہلاکو خاں، چنگیز خاں کا پوتا تھا۔ زیج الخاقانی اور سلطان الغ بیگ کی کتاب شایع ہونے تک یہ کتاب نہایت احترام سے دیکھی جاتی تھی۔ مصنف جس کا پورا نام محمد بن حسن بن نصیر الدین طوسی ہے وقت کا سب سے بڑا منجم اور فلاسفر تسلیم کیا جاتا تھا۔ اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ سنہ ۱۲۰۱ء میں طوس میں پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۶۸ء میں وفات پائی۔
۲	زیج الخاقانی فی تکمیل زیج الخانی	غیاث الدین جمشید سمرقندی	سنہ ۱۴۲۸	نستعلیق	یہ کتاب نصیر الدین طوسی کی کتاب زیج الخانی کے مکمل کرنے کے لئے لکھی گئی۔ کتاب میں چھ فصلیں ہیں۔ جن میں چاند۔ سورج اور دوسرے سیاروں کی گردش۔ طلوع و غروب ــــ عرض البلد اور طول البلد کا حساب لکھا گیا ہے۔ کتاب تیمور کے پوتے سلطان الغ بیگ کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ جس کا ایک خطاب خاقان بھی تھا۔ اسی مناسبت سے کتاب کا نام زیج الخاقانی رکھا گیا ہے۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]	سنہ ۱۴۳۸ء [illegible]	"	کتاب [illegible] کتاب کا مصنف خود سلطان الغ بیگ ہے جو تیمور [illegible]

					کا پوتا تھا۔ الغ بیگ بہت بڑا منجم تھا۔ اس نے اس کتاب کی تصنیف میں اپنے عہد کے سب سے بڑے اور مشہور منجموں جیسے غیاث الدین جمشید۔ صلاح الدین قاضی زادہ رومی اور اس کے فرزند علی وغیرہ سے مدد لی ہے۔ اس کتاب کے سنہ تصنیف کے دوسرے سال یعنے ۸۴۹ھ میں الغ بیگ قتل ہو گیا۔
۴	زیچ عبد العلی	نظام الدین عبد العلی برجندی	–	نسخ	زیچ الغ بیگ (نمبر ۱۲) کی شرح۔
۵	تقویم النجوم	مظفر منجم	–	"	زیچ الغ بیگ کی مفصل شرح۔ کتاب شاہ عباس والی ایران کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۶	رسالہ علم نجوم	نامعلوم	–	عام	
۷	جدول اختیارات	"	–	"	
۸	نجوم الہند	عبد العزیز	–	شکستہ	
۹	صنعت اصطرلاب	"	–	نسخ	
۱۰	قواعد التقویم	منجم علی اردبیلی	–	عام	تقویم بنانے کا قانون اور قواعد
۱۱	تقویم اردبیل	"	–	"	سال ۱۱۸۲ھ مطابق ۱۷۶۸ء کی تقویم جو اردبیل میں لکھی گئی۔ اردبیل صوبہ آذربائجان کا صدر مقام تھا۔ اس تقویم میں آئندہ والے واقعات کی پیشین گوئیاں ہیں۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					میجر اسٹوارٹ نے لکھا ہے کہ یہ پیشین گوئیاں بالکل اسی طرح ٹھیک نکلیں جس طرح مور کی تقویم (Abuance) کی پیشین گوئیاں ٹھیک نکلی ہیں -
۱۲	نجوم کامل	عبداللہ		شکستہ آمیز	علم نجوم کے متعلق مکمل معلومات -

علم ہیئت پر عربی کتابیں

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۳	جفر جامع	خلیفہ چہارم حضرت علی	-	نسخ	کہا جاتا ہے کہ اس میں مسلمانوں کے مستقبل کے متعلق پیشین گوئیاں ہیں - لیکن جو زائچے دیئے گئے ہیں وہ سمجھ میں نہیں آتے - ان کے متعلق مشہور ہے کہ امام مہدی کی آمد پر معلوم ہوں گے -
۱۴	البارع احکام نجوم	علی ابن الرجال	-	"	کتاب ۱۴۱ ابواب پر مشتمل ہے -
۱۵	مجموعہ احکام النجوم	یحییٰ بن علی السکر المغربی	-	شکستہ آمیز	کتاب میں ۱۰۵۱ھ و ۱۰۵۲ھ مطابق ۱۶۴۱ء و ۱۶۴۲ء میں سیاروں کے اتصال کا بیان ہے -
۱۶	مجمل النجوم	خوشنہر	-	نسخ	
۱۷	مقالہ جامس النجوم	عبدالحسن	-	"	

۱۸	استخراج التقویم	–	–	شکستہ آمیز	یہ کتاب سرنگاپٹم میں ٹیپو سلطان کے حکم سے لکھی گئی۔ کتاب میں ساٹھ سال کی جنتری ہے جس میں آنے والے واقعات اور موسم وغیرہ کے متعلق پیشین گوئیاں ہیں۔ ان کے علاوہ علم جغرافیہ پر بھی ایک مختصر مضمون شامل ہے۔
۱۹	سلم السما	غیاث الدین جمشید سمرقندی	–	عام	کتاب فن نجوم پر ہے۔ سلم السما کا ترجمہ آسمان کی سیڑھی ہے۔ کتاب کا مصنف مشہور منجم غیاث الدین جمشید سمرقندی ہے جو زیج الخاقانی فی تکمیل زیج الخانی کا مصنف ہے۔
۲۰	شرح جغمنی	موسیٰ		نسخ	کتاب میں دو تشریحیں ہیں۔ ایک قاضی زادہ رومی کی کتاب کی تشریح اور دوسری ملخص فی الہیئۃ مصنفہ محمد بن عمر ابن الجغمنی کی کتاب کی تشریح ہے۔ کتاب سلطان الغ بیگ کے نام پر معنون کی گئی ہے۔

علم طب

(فارسی کتابیں)

۱	ذخیرۂ خوارزم شاہی	اسماعیل بن حسین بن محمد جرجانی		نسخ	دیباچہ میں سلطنت خوارزم کی تاریخ، وہاں کی آب و ہوا کی خوبیاں، زمین کی زرخیزی، پیداوار اور حکمرانوں کے حالات ہیں۔ اصل کتاب میں اصول صحت، علم جراحی، زہریات اور ادویات کا بیان ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲	خلعت علائی	اسماعیل بن حسین بن محمد جرجانی	۱۱۱۳ھ	نسخ	صحت برقرار رکھنے کے لئے ہدایات
۳	طب یادگار	-	-	عام	کتاب میں علم ادویہ اور علم دواسازی کا بیان ہے۔ کتاب چودہ[۱۴] ابواب پر مشتمل ہے۔
۴	کفایت المجاہدین	منصور محمد	۱۳۰۰ھ	نسخ	عورتوں کے امراض اور ان کا علاج کتاب سکندر شاہ ثانی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۵	دستور العلاج	سلطان علی خراسانی	۱۳۳۴ھ	عام	کتاب ابوسعید بہادر خاں مغل حکمران خراسان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۶	معدنِ شفا	علی بن حسن بخاری	۱۳۶۸ھ	شکستہ آمیز	"
۷	راحت الانسان	عبدالقوی بن شہاد	۱۳۶۷ھ	عام	
۸	تحفۂ خانی	محمود بن محمد طبیب شیرازی	۱۴۹۶ھ	نستعلیق	
۹	معدن الشفائی سکندر شاہی	میوا بن خواص خاں	-	عام	کتاب سکندر شاہ ثانی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۱۰	تحفۃ المومنین	محمد مومن بن محمد دیلمی	۱۵۱۲ھ	نستعلیق	علم الادویہ پر مکمل کتاب۔
۱۱	منتخب تحفۃ المومنین	حسن ناصر اللہ	۱۵۸۶ھ	"	کتاب نمبر ۱۰ تحفۃ المومنین کا خلاصہ۔

۱۲	تقویم الادویہ	نامعلوم	—	"	
۱۳	قرابادین معصومی	معصوم بن ابراہیم شیرازی	۱۶۴۹ء	"	
۱۴	اختیارات بدیع	علی بن حسین بغدادی		عام	
۱۵	ذخیرۂ الطب	اسماعیل بن حسین جرجانی		"	
۱۶	تشریح	معصوم بن ابراہیم شیرازی	۱۶۴۹ء	نستعلیق	جسم انسانی کی تشریح ۔
۱۷	تقویم الابدان	یحییٰ بن عیسیٰ جزلہ		نسخ	
۱۸	طب اکبری		تصانیف		طب کی مشہور کتابیں جو شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب رح کے طبیب خاص حکیم محمد اکبر ارزانی نے لکھی ہیں ۔ اور تینوں کتابیں شہنشاہ عالمگیر رح کے نام پر معنون کی گئی ہیں ۔
۱۹	قرابادین اکبری	محمد اکبر ارزانی	عہد	نستعلیق	
۲۰	قرابادین قادری		عالم گیر		
۲۱	ریاض عالمگیری	محمد رضا	"	عام	غذا لباس اور دوا پر ۔ کتاب شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۲۲	[illegible]	[illegible]	۱۲۰۱	"	
۲۳	[illegible]	[illegible]	—	"	
۲۴	[illegible]	[illegible]	۱۲۴۷	عام	تینوں کتابیں نواب محمد علی والاجاہ کرناٹک کے نام پر معنون کی گئی ہیں ۔ مصنف نواب محمد علی والاجاہ کا طبیب خاص تھا ۔
۲۵	[illegible]			"	
۲۶	[illegible]	[illegible]	۱۲۵۱	"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲۷	معدن تجربات	محمد مہدی	سنہ ۱۲۷۵ھ	شکستہ آمیز نستعلیق	
۲۸	فرہنگ طبیبان	نامعلوم	-		
۲۹	میزان الطب	-	-	"	طب کی مشہور کتاب ہے ۔
۳۰	[illegible]	نامعلوم	-	"	
۳۱	تجربۂ حکیم علی اکبر	حکیم علی اکبر	-	"	
۳۲	رسالہ طب	محمد معصوم	-	"	
۳۳	فن دوم در طب	علی یار خاں	-	عام	
۳۴	مجموعہ رسائل	ابوالفضل حسین	-	"	
۳۵	جامع الفوائد	یوسف بن محمد	-	نستعلیق	
۳۶	خلاصۃ الاخبار	"	-	"	
۳۷	خلاصۃ المجربات	محمد بن مسعود	-	"	مجربات کے علاوہ اس کتاب میں کاغذ بنانے کی ترکیب بھی لکھی ہوئی ہے ۔
۳۸	رسالہ چوب چینی	-	-	"	

۴۰	شفائے الرجل	—	—	—	
۴۱	تجربۂ بابا سپ حکیم	حکیم بابا سپ	—	شکستہ	
۴۲	بحر المنافع	مولود محمد	۱۷۹۴ء	״	کتاب اصول دایہ گری - بچوں کی بیماریوں کا علاج اور تعویذات پر ہے - حکیم مولود محمد نے سرنگاپٹم میں لکھی اور ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی ہے -
۴۳	تحفۂ محمدی	محمد نصیر افسر ترک	ٹیپو سلطان کے عہد میں لکھی گئی	نستعلیق	ایک سو ادویات کے نام حروف تہجی کی ترتیب پر لکھے گئے ہیں اور تشریح کی گئی ہے کتاب سرنگاپٹم میں لکھی گئی اور ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے - محمد نصیر افسر ترک ٹیپو سلطان کا اتالیق تھا -
۴۴	قانون در علم طب		״	نام	کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے سرنگاپٹم میں لکھی گئی - دیباچہ میں مترجم نے لکھا ہے کہ یہ کتاب یورپ کے عالم طبیبوں کی تصنیفات کا نتیجہ ہے -
۴۵	ترجمہ کتاب انگریزی		״	״	یہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں بیماری و انگریزی طریقہ علاج کا ذکر ہے - کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے ترجمہ کی گئی -
۴۶	ترجمہ کتاب فرنگ		״	״	ڈاکٹر کوبرن کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے جس میں ہاتھوں میں بل پڑنے کا طریقہ درج ہے - کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے لکھی گئی -
۴۷	تحفہ کاین علاج	محمد [illegible] شریف خاں	״	״	گھوڑوں کی بیماریوں کا علاج - کتاب ہندی سے ترجمہ کی گئی ہے -

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۴۸	رسالہ طب اسپان	زین الابین	۱۵۱۹ء	شکستہ	گھوڑوں کی بیماریوں کا علاج - کتاب شمس الدین مظفر شاہ کے نام معنون کی گئی ہے -

طب - عربی کتابیں

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۴۹	قانون فی الطب	بوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا	-	نسخ	بوعلی سینا دنیائے طب کا سب سے نامور حکیم اور مشہور فلاسفر ہے - اس کی یہ کتاب یورپ کی طبی درسگاہوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے - بوعلی سینا کے تصانیف کی ایک عربی فہرست روما (اٹلی) میں ۱۵۹۵ء میں شایع ہوئی اور ۱۶۰۸ء میں اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہوا - ۹۸۰ء میں بخارا میں پیدا ہوا اور ۱۰۳۶ء میں ہمدان میں وفات پائی -
۵۰	حل موجز القانون	نفیس ابن اویز	-	نسخ	مصنف سلطان الغ بیگ کا درباری طبیب تھا - اس کا زمانہ پندرہویں صدی کے وسط کا ہے -
۵۱	شرح نفیسی	"	-	"	(نمبر ۵۰) حل موجز القانون کی شرح - خود مصنف کے قلم سے -
۵۲	المغنی فی شرح الموجز	سعید الدین گازرونی		شکستہ	"
۵۳	شرح اسباب علامت	نفیس بن اویز		نسخ	یہ کتاب شرح ہے اسی نام کی کتاب کی جس کا مصنف نجیب الدین محمد عمر سمرقندی تھا - کتاب

۵۴	تذکرۂ ستویدی	محمد اسحاق		نسخ	سلطان الغ بیگ گورگانی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۵۵	حاوی صغیر	حافظ محمد		"	
۵۶	بحر الجواہر	محمد بن یوسف ہراتی		"	
۵۷	سلو المستہام	-		"	
۵۸	در المنتخب	نامعلوم		"	
۵۹	رسالہ صبا	"		"	
۶۰	تقویم الادویہ و مختصر جالینوس	ابو الفضل ابراہیم تبریزی		"	
۶۱	زبدۃ الحکم	[illegible] ابن محمد		"	کتاب سکندر بادشاہ کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۶۲	خواص الفواکہ	"			

(طب پر جملہ ۶۲ کتابیں)

فلسفہ

(عربی کتابیں)

۱	ہدایت الحکمت	اثیر الدین [illegible]	-	نسخ	[illegible] مصنفہ [illegible] کے نام سے مشہور ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲	صدر شرح ہدایت الحکمت	محمد بن ابراہیم صدر	—	شکستہ آمیز نسخ	کتاب دو جلدوں میں ہے اور ابن اثیر کی کتاب ہدایت الحکمت کی شرح ہے مصنف شیراز کا قاضی، قضاۃ (چیف جج) تھا۔
۳	شرح ہدایت الحکمت	قاضی میر حسین	—	نسخ	
۴	کتاب الشفا	حکیم ابو علی سینا	—	"	
۵	حاشیہ ملا صدرا بر الہیات	محمد بن ابراہیم صدر شیرازی	—	"	
۶	مطول معانی و بیان	سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی		"	کتاب تلخیص المفتاح المعانی و بیان کی شرح ہے جو جلال الدین محمد کاتب دمشقی القزوینی نے لکھی تھی۔ قزوینی کا سنہ وفات ۱۳۳۸ء ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قزوینی کی کتاب بھی کتاب مفتاح العلوم کی شرح ہے جو سراج الدین یوسف سکاکی نے لکھی تھی۔ سکاکی کا سنہ وفات ۱۲۲۸ء ہے۔
۷	مختصر معانی و بیان	"		"	مطول معانی و بیان (نمبر ۶) کا خلاصہ خود مصنف کے قلم سے۔
۸ تا ۱۲	پنج حاشیہ مطول	—		"	کتاب مطول معانی و بیان پر حاشیے۔ پانچ مختلف مصنفوں سے۔

۱۳	حاشیہ بر مختصر معانی و بیان	ملا زادہ			"	مختصر معانی و بیان نمبر ۹ پر حاشیہ۔
۱۴	شرح تہذیب المنطق	نجم الدین عبداللہ			"	صدالدین سعد الدین عمر کی کتاب منطق کی شرح۔
۱۵	شمسیہ	نجم الدین بن عمر بن علی قزوینی			"	علم بدیہہ اور منطق پر کتاب اور اس کی شرح۔ مصنف ناصر الدین طوسی کا ہمعصر اور دوست تھا۔ اس کا سنہ وفات ۶۷۵ھ ہے کتاب سلطان شمس الدین گورنر خراسان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۱۶	شرح شمسیہ	قطب الدین [illegible]			"	کتاب شمسیہ نمبر ۱۵ کی شرح۔
۱۷	[illegible]	[illegible]			"	کتاب شمسیہ نمبر ۱۵ پر حاشیہ۔
۱۸ ۱۹ ۲۰	[illegible]	—	—		"	ایک ہی نام کی تین کتابیں ہیں۔ ایک کا مصنف شمس الدین بن مبارک ہے۔ دوسری دو کتابوں کے مصنفین کے نام معلوم نہیں ہو سکے۔
۲۱	مواقف [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	نسخ	
۲۲	شرح مواقف	[illegible]			"	کتاب دو جلدوں میں ہے۔ مصنف شیراز کا مشہور فقیہ و منطقی تھا۔ سنہ وفات ۸۱۲ھ ہے۔ ۵۰ سال کی عمر تھی۔
۲۳	[illegible]				"	شرح مواقف نمبر ۲۲ کی شرح

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲۸	کتاب [illegible] ارسطاطالیس	-	-	نسخ	حکیم ارسطاطالیس کی کتاب اور اس پر سات شرحیں مختلف مصنفوں سے -
۲۹	[illegible] ارسطاطالیس	ابوزید عبدالرحمان حنین بن	-	"	ابوزید مذہبًا عیسائی اور خلیفہ متوکل باللہ کا طبیب خاص تھا۔ اس کا سنہ وفات ۲۶۴ھ ہے۔ ان کتابوں کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے ان کا ترجمہ ثابت بن قرہ نے کیا جو مشہور حکیم اور ریاضی دان تھا۔ ثابت بن قرہ خلیفہ معتضد باللہ کا طبیب خاص بھی تھا۔ اس کا سنہ وفات ۹۰۰ سنہ ہے -
۳۰	نقد ارسطو [illegible]	اسحاق بن حنین			
۳۱	کتاب تعلیقات و تحقیقات	نامعلوم	-	"	
۳۲	نہایت الحکم	"	-	"	
۳۳	مجموعہ الحکمت	"	-	"	
۳۴	روضۃ الجنان	ابوالحسن بن احمد	-	"	
۳۵	حکمت الاشراق	شیخ شہاب الدین سہروردیؒ معروف بہ شیخ مقتول	-	"	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح کو صلیبی جنگوں کے مشہور جنرل سلطان صلاح الدینؒ علبی نے یہ کہہ کر قتل کرا دیا کہ آپ مذہب سے زیادہ فلسفی عقاید کے [illegible] ہیں -
۳۶	معارف العلوم	محمد خلیل بن محمد شریف بدخشانی	-	"	

۳۷	بدایع الحکمت	نامعلوم	-	نسخ نستعلیق	
۳۸	ذخیرۃ الاسکندر	حکیم ارسطالیس		و بالتصاویر	مشہور ہے کہ حکیم ارسطالیس کی یونانی کتاب خلیفہ معتصم باللہ کو شہر عموریہ کے ایک گرجا میں ۸۳۵ء میں ملی۔ ایک طلائی صندوق میں مقفل تھی۔ کہا جاتا ہے کہ انجیلوں نے یہاں چھپائی تھی۔ کتاب علم طلسمات پر ہے اور اسکندر اعظم کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۳۹	تہذیب المنطق	سعد الدین تفتازانی	-	نسخ	
۴۰	مختصر المنطق	"	-	"	
۴۱	[illegible]	"	-	"	
۴۲	رسالہ مناظرہ		-	"	
۴۳	بحر المنطق	عبد اللہ بن طالب المرنی	-	"	مصنف خلیفہ معتضد باللہ کا منجم جسے پیشین گوئی کرنے والا کہا۔ خلیفہ نے اس کو ۸۹۹ء میں قتل کرا دیا۔
۴۴	علم النجوم	"		"	
۴۵	شرح ہیاکل	شیخ شہاب الدین سہروردی			جلال الدین بن محمد دوانی کی کتاب ہیاکل اور ایضاح پر شرح۔ یہ کتابیں خاندان چنگیز کے سلطان ابو سعید گورگانی کے نام پر معنون کی گئی ہیں۔ سلطان ابو سعید گورگانی کا سنہ وفات ۱۳۳۵ء ہے۔
۴۶	شرح الایضاح	[illegible]	-	"	
۴۷	[illegible]	[illegible]		"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
[illegible]	[illegible]	[illegible]		نسخ	
[illegible]	[illegible]			"	شرح عبدالباقی نے کی ہے۔
۵۰	[illegible]	[illegible] آبادی	—	"	
۵۱	شرح [illegible]	[illegible]	—	"	
۵۲	شرح [illegible]	محمد صادق	—	"	
۵۳	[illegible]	[illegible]	—	نستعلیق	کتاب امیر محمود [illegible] کے نام [illegible] کی گئی ہے۔
۵۴	[illegible]	[illegible]	—		کتاب امیر سید قاسم کے نام [illegible] کی گئی ہے۔ جملہ ۵۴ کتابیں۔

۲۸۲

علم تحقیق (زبانداني)

(فارسی کتابیں)

۱	[illegible]	امیر [illegible]	۱	نسخ	۱	نہایت مشہور کتاب ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف		خط	کیفیت
۲	شرح کافیہ	"	—	"	"
۳	تقویت المبتدی	یحییٰ بن ...	-	"	
۴	مجموعہ صرف	نامعلوم	—	"	"
۵	دستور المبتدی			نسخ	مشہور درسی کتابیں ہیں۔
۶	زبدہ در شرح زبدہ				
۷	کتاب میزان				
۸	کتاب منشعب				
۹	کتاب ... صرف				
۱۰	رسالہ ...				
۱۱	مختصر المختصر				
۱۲	مجموعہ ...				

علم نحو پر عربی کتابیں

۱۳	شافیہ	جمال الدین ابو عمرو		نسخ	یہ ابو عمرو عثمان ابن حاجب کے نام سے مشہور ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۴	شرحِ شافیہ	نظام الدین بی حسن		نسخ	
۱۵	کافیہ	جمال الدین		نسخ و نستعلیق	اس کتاب کے حاشیہ پر اسی کا فارسی ترجمہ ہے جو برہان الدین بن شہاب الدین الجامی نے کیا ہے ۔ کافیہ کا رسم الخط نسخ ہے اور ترجمہ کا نستعلیق ہے ۔ نہایت مشہور کتاب ہے ۔ اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۔
۱۶	شرح کافیہ رضی	رياضی الدین محمد بن حسن استرآبادی	۱۲۸۷ سنہ	نسخ	
۱۷	شرح کافیہ ملا جامی	مولانا جامی	۱۴۹۲ سنہ	"	
۱۸	حاشیہ ملا حصام بر شرح ملا	ابراہیم عاصم	-	"	
۱۹	حاشیہ غفور بر شرح ملا	عبدالغفور	-	"	
۲۰	حاشیہ عبدالحکیم بر "	عبدالحکیم	-	"	
۲۱ تا ۲۵	پنج حاشیہ بر "	مختلف مصنفین	-	"	شرح کافیہ ملا جامی پر پانچ شرحیں مختلف مصنفین سے ۔

۲۶	ترکیب کافیہ	عبدالحکیم	-	نسخ	
۲۷	حاشیہ بر حاشیہ عبدالغفور	"	-	"	ملا جامی کی کتاب کے حاشیہ (نمبر ۱۹) پر حاشیہ
۲۸	ہدایت النحو	-		"	مشہور کتاب ہے۔ اس کتاب کو پروفیسر ریلی نے ۱۸۰۳ء میں شائع کیا۔
۲۹	مصباح النحو	امام ناصر الدین بن ابو سعید المطرزی	-	"	
۳۰	مفتاح شرح مصباح		-	"	یہ چاروں کتابیں چار مختلف مصنفوں کی ہیں۔
۳۱	ضوء شرح مصباح		-	"	
۳۲	افادہ شرح مصباح		-	"	
۳۳	حاشیہ ہندی		-	"	
۳۴	منہل	محمد نعمان بن عمر بلخی	-	"	اگرچہ اس کتاب کا نام بھی منہل ہے مگر یہ اسی نام کی کتاب کی شرح ہے۔ منہل کا مصنف محمد بن ابو بکر ہے۔
۳۵	ناکبی شرح قطر الندیٰ [?]	ملا انصاری [?]	-	"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۳۶	مراح الارواح	مختلف مصنفین	—	نسخ	
۳۷	مغرب شرح مراح			"	
۳۸	حاشیہ شرح زنجانی			"	
۳۹	سادندی وغیرہ			"	
۴۰	مجموعہ آملی			"	
۴۱	رسالہ نحو			"	
۴۲	ارشاد در نحو			"	
۴۳	منتخب از شرح شواہد			"	
۴۴	الفیہ	جمال الدین ابن مالک		"	
۴۵	جامع المسائل در نحو	عبدالجمال			

جملہ ۴۵ کتابیں

فرہنگ ولغات

(فارسی کتابیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۱	فرہنگ جہانگیری	جمال الدین حسین انجو بن فخرالدین کشمیری	۱۰۰۵ھ	نستعلیق	کتاب شہنشاہ نورالدین جہانگیر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ لفظ سرخی میں اور معنی سیاہی

ہیں الگ الگ ہوئے ہیں۔

۲	[illegible]	محمد قاسم بن حسن [illegible] محمد سروری کاشانی	-	نسخ	کتاب شاہ عباس [illegible] بہادر خان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۳	[illegible] رشیدی	عبدالرشید [illegible] الحسینی	-	نستعلیق	کتاب شہنشاہ شاہجہان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۴	برہان قاطع	محمد حسین برہان	[illegible]	〃	کتاب عبداللہ قطب شاہ والی گولکنڈہ کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۵	[illegible]	الہ داد فیضی [illegible] سرہندی	-	〃	
۶	[illegible]	میر محمد دہلوی	سنہ ۱۲۱۹ھ	〃	
۷	[illegible]	[illegible]	-	〃	
۸	[illegible]	[illegible]	-	[illegible]	
۹	[illegible]		-		
۱۰	[illegible]			شکستہ	[illegible] سلطان [illegible] ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۱	فرہنگ ابراہیم شاہی	نا معلوم	[illegible]	شکستہ آمیز	ابراہیم شاہ ثانی دہلی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۱۲	لطایف اللغات	عبداللطیف ابن عبداللہ کبیر	-	نستعلیق	
۱۳	لطایف المعنی	نا معلوم	-	شکستہ آمیز	
۱۴	لغات الشعرا	"	-	-	
۱۵	فرہنگ خواجہ حافظ	خواجہ حافظ	-	-	

جملہ ۵ کتابیں

فرہنگ و لغات

(عربی کتابیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۶	صحاح اللغات	ابونصر اسمٰعیل بن حماد الفارابی الجوہری		نسخ	مصنف کا سنہ وفات ۱۰۰۲ھ ہے۔

۱۷	صراح اللغات	ابوالفضل محمد بن عمر بن خالد القرشی		نستعلیق	صحاح اللغات (نمبر ۱۶) کا خلاصہ
۱۸	النہایت فی غریب الحدیث	ابوالسعادت مبارک ابن اثیر الجزائری		نسخ	مصنف کا سنہ وفات ۱۲۰۹ء ہے۔
۱۹	مجموع البحار	علی بن حسام الدین ہندی القاہری		”	مصنف کا سنہ وفات ۱۵۷۹ء ہے۔
۲۰	مغربہ	ابوالفتح نصر بن الحکیم		”	مصنف کا سنہ وفات ۱۲۱۳ء ہے۔
۲۱	مہذب من تاج المصادر	نامعلوم		”	کتاب تاج المصادر کا خلاصہ ہے۔ تاج المصادر کے مصنف کا نام ابوجعفر علی بن احمد المکری البیہقی ہے۔ اس کا سنہ وفات ۱۱۴۹ء ہے۔
۲۲	ناموس یعنی بحر المحیط	مجد الدین محمد بن یعقوب بن محمد فیروزآبادی		”	نہایت مشہور کتاب ہے اور عباس شاہزادۂ عرب کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ مصنف کا سنہ وفات ۱۴۱۴ء ہے۔
۲۳	ترجمۂ قاموس	عبدالرحمان بن حسین		”	صرف باب الف اور ہمزہ کا ترجمہ۔
۲۴	کنز اللغات	محمد بن عبد الخالق جیہلانی		”	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
[illegible]	منتخب اللغات	عبد الرشید محمد زمانی مصنف فرہنگ رشیدیہ		نستعلیق	کتاب بہ شہنشاہ شاہ جہاں کے نام پر معنون کی گئی ہے -
۲۳	بحر الجواہر	محمد بن یوسف حکیم ہراتی		نسخ	
۲۴	لغت عربی	نامعلوم		نستعلیق	
۲۵	نصاب الصبیان	ابو نصر اسماعیل بن حماد الفارابی الجوہری		نسخ	
۲۶	شرح نصاب الصبیان	نظام بن کمال		نستعلیق	جملہ ۲۶ کتابیں

الٰہیات

(عقائد)

فارسی کتابیں

۱	عقائد اکبری	محمد اکبر بن حضرت محمد حسینی گیسو دراز گلبرگہ		نستعلیق	
۲	عقاید [illegible]	ابراہیم بن محمد		"	

۳	صواعق محرقہ	احمد بن الحجر	نسخ	
۴	عقائد محمد حسین	محمد حسین	نستعلیق	
۵	حقیقت علم الٰہی	محمد امین	"	
۶	شرح عقائد صوفیہ	"	"	
۷	مرات العقائد	امین الدین احمد	"	
۸	شرح سوالی	عادی درویش	"	
۹	قرائح سبع	حسین بن معین الدین	عام	
۱۰	شرح دیوان	—	"	
۱۱	احقاق الحق	کلیم اللہ	"	

الٰہیات پر عربی کتابیں

۱۲	احیاء علوم الدین	شیخ الامام حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی	نسخ	مشہور کتاب ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا سنہ وفات [illegible]ھ ہے۔ وفات شہر طوس میں ہوئی۔
۱۳	بیان العلم	[illegible]	"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۴	شرح عین العلم	علی بن سلطان القدسی		نسخ	
۱۵	خیرات الحسنات	"		"	
۱۶	فتوحات مکیہ	محی الدین ابی عبد اللہ ابن عربی دمشقی رح		"	اس نام کی ایک تاریخ بھی ہے ۔
۱۷	تجرید الکلام	نصیر الدین طوسی		"	مصنف کا سنہ وفات ۱۲۸۸ھ ہے ۔
۱۸	حاشیہ قدیم بر شرح جدید	جلال الدین محمد بن اسعد الصدیقی الدوانی		"	
۱۹	شرح تجرید الہیات	شمس الدین محمود الاصفہانی		"	
۲۰	شرح طوالع	"		"	
۲۱	عقاید غزالی	امام حامد محمد الغزالی رح		"	
۲۲	کافیہ الافلاسفیہ	"		"	
۲۳	انوار احمدیہ	عبد الوہاب بن احمد	۹۴۵ھ	"	
۲۴	یواقیت الجواہر	"		"	

۲۵	صحایف الکلام	علی بن حسام الدین الحنفیہ	"	
۲۶	شرح اسماالحسنیٰ	"	"	
۲۷	نہج الحق	ابوالمنصور جمال الدین	"	
۲۸	ارشاد یافعی	محی الدین	"	
۲۹	درۃ فاخرہ مع شرح	عبدالرحمان	"	
۳۰	روضۃ العلیا	محمد بن محمود	"	
۳۱	کتاب الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ	امام حافظ ابوالفضل ایاز بن موسیٰ القادری	ثلث	مصنف کا سنہ وفات ۱۱۱۰ھ ہے۔
۳۲	کتاب المجالس	ابو منصور محمد	نسخ	
۳۳	عقاید فرایہ	–	"	
۳۴	عقیدت الحافظیہ	–	"	
۳۵	رسالہ عقیدہ	–	"	
۳۶	تحقیق مذاہب	–	"	
۳۷	اسرار مخدوم		"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۳۸	جوامع الکلام	حسام الدین عفی عنہ		نسخ	
۳۹	شرح منازل	محمد صدر الدین شیرازی		"	
۴۰	شواہد الربوبیت	"		"	
۴۱	دستور العمل	عبد الوہاب		"	کتاب شہنشاہ عالمگیر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۴۲	رسالہ شریف در حکمت	محمد ابراہیم		"	
۴۳	رسالہ قضا و قدر	محمد صدر الدین شیرازی		"	
۴۴	عقائد یوسف احمد آبادی	یوسف احمد آبادی		"	
۴۵	رسالہ اکبری	سید شریف جرجانی		"	
۴۶	اشراقات علویہ	محمد رضا		"	جملہ ۴۶ کتابیں

فقہ (عربی کتابیں)

۱	ہدایہ شرح بدایت	شیخ برہان الدین		نسخ	مشہور کتاب ہے۔ مصنف شہر مرغینان ماوراء النہر میں سنہ ۱۱۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۱۹۴ء میں وفات پائی۔

۲	کفایہ شرح ہدایہ	امام [illegible]	نسخ	
۳	نہایہ شرح ہدایہ	حسام الدین	″	
۴	ترجمہ ہدایہ فارسی	عبد الحق سرہندی	نستعلیق	
۵	ہدایہ و نہایہ	محمد بن حسین	نسخ	
۶	مختصر وقایہ	عبید اللہ بن مسعود	″	وقایہ مشہور کتاب ہے۔ مصنف کا نام محمد [illegible] الشریعہ ہے۔
۷	شرح مختصر وقایہ	″	″	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	
۱۰	[illegible] مختصر [illegible]	[illegible] الحلبی	″	
[illegible]	[illegible]	[illegible] الدین [illegible]	″	
[illegible]	[illegible] مختصر [illegible]	[illegible]	″	
	[illegible]	[illegible]	″	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	″	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۹	کنز الدقائق فی فروع الحنفیہ	امام ابو البرکات عبداللہ بن احمد حافظ الدین نسفی		نسخ	حضرت امام ابو حنیفہ کی کتاب کا خلاصہ۔ امام ابو البرکات کا سنہ وفات ۱۳۱۰ھ ہے۔
۲۰	ترجمہ کنز الدقائق	ناصر الدین محمد الکرمانی		″	
۲۱	منتخب کنز الدقائق	محمود		″	
۲۲	شرح کنز الدقائق (چہار جلدوں میں)	ابو محمد محمود		″ ″	
۲۳	بحر الرائق	نامعلوم		″	
۲۴	اختلاف مذاہب	عون الدین یحییٰ بن ہبیرہ		″	
۲۵	عزیزیہ شرح وجیز	نامعلوم		″	حضرت امام غزالی رح کی کتاب وجیز کی شرح۔ اس کتاب کی دو جلدیں ہیں کتب خانہ سلطانی میں صرف دوسری جلد ہے۔
۲۶	خلاصۃ الفتاوی	احمد طاہر بن احمد بخاری	۱۱۲۸ھ	″	
۲۷	توضیح شرح تنقیح الاصول	عبید اللہ بن مسعود البخاری صدر الشریعہ	—	″	مصنف کا سنہ وفات ۱۳۴۶ھ ہے۔

۲۸	تلویح شرح توضیح	سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی	-	〃	اسی مصنف کی ایک کتاب متوکل نامی بھی ہے۔
۲۹	حاشیہ بر تلویح	عبداللہ بن شمس الدین	-	〃	
۳۰	حاشیہ بر شرح تلویح	حسین چلپی	-	〃	
۳۱	منہاج الغفار	نامعلوم	-	〃	
۳۲	سراج سراجیہ	سراج الدین سجاوندی	-	〃	
۳۳	غنیۃ الطالبین	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح	-	〃	
۳۴	نصاب الاحتساب	عمر بن ادریز		〃	
۳۵	احکام سلطانی	قاضی عبدالحسین		〃	
۳۶	تمہید ابواب الشکور	محمد بن عبداللہ		〃	
۳۷	تنویر الابصار	〃		〃	
۳۸	شرح تنویر الابصار	〃		〃	
۳۹	فقہ ابو لیث	ابو لیث سمرقندی		〃	
۴۰	غنیۃ المبتدی	〃		〃	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۴۱	زبدۃ الاحکام	نامعلوم		نسخ	
۴۲	رحمت الامت	"		"	
۴۳	مفتاح الصلوٰۃ	شیخ احمد بن سلیمان		"	
۴۴	ترجمہ مفتاح الصلوٰۃ فارسی	-		نستعلیق	
۴۵	منار الانوار	امام ابو البرکات عطاء اللہ بن احمد حافظ الدین		نسخ	
۴۶	دائرۃ الاصول شرح منار الانوار	تینوں مختلف مصنفین سے		"	
۴۷	نور الانوار				
۴۸	شرح انوار				
۴۹	روضۃ البہیہ فی شرح اللمعۃ الدمشقیہ	زین العابدین	۱۵۵۱ء	نسخ	

۵۰	تمہید قواعد الاصول	"		"	
۵۱	زواجر الکبائر	چار مختلف مصنفین سے		"	
۵۲	مسائل رضویہ				
۵۳	شرح منیہ المصلی				
۵۴	مسلم الثبوت				
۵۵	رسالہ احمد گیلانی	احمد گیلانی		"	
۵۶	کتاب حسامی	حسام الدین		"	
۵۷	تحقیق شرح حسامی	عبد العزیز			
۵۸	نہایۃ الاصول	نا معلوم			
۵۹	حاشیہ بر مواقف شمسیہ	میر سید شریف			
۶۰	نخبۃ الفکر	تین مختلف مصنفین سے		"	
۶۱	اصول امالی				
۶۲	حاشیہ مختصر الاصول				
۶۳	فتاویٰ مختصر شانی	امام احمد [illegible]		"	مختصر نگھوسیں لکھی گئی۔ مصنف کا نام میاں دانش مند قاضی ہے۔ سنہ تصنیف ۱۵۳۸ء

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۶۴	فتاوی ابراہیمی	ناصرالدین		نسخ	
۶۵	مکارم اخلاق	ابونصیر حسین		〃	

فقہ

(فارسی کتابیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۶۶	محیط الواعظین دو جلدوں میں	عمر بن محمد		مختلف خط	〃
۶۷	ترغیب الصلوٰۃ	محمد بن احمد زاد		نستعلیق	
۶۸	ہزار مسائل عبداللہ	عبداللہ بن سلام		〃	
۶۹	جبرۃ الفقہ	نامعلوم			مشہور کتاب ہے اور نصیر عبداللہ خراسانی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۷۰	مجموع السلطانی	—		〃	گیارہویں صدی کے شروع میں سلطان محمود غزنوی کے حکم سے غزنی کے عالموں نے تصنیف کی۔
۷۱	مجموع الخانی	کمال			بیرم خاں اتالیق شہنشاہ اکبر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔

۷۲	صلوٰۃ الفقہ	نامعلوم	-	،	
۷۳	رسالہ حج	عبداللہ	-	"	
۷۴	احکام الصلوٰۃ	"	-	"	
۷۵	دستور المصلین	سعد بن شریف جونپوری	-	"	
۷۶	رسالہ امیری	عبداللطیف	-	"	
۷۷	خلاصۃ الفقہ	"	-	"	
۷۸	کفایت العباد	نامعلوم		"	
۷۹	خلاصۃ الاحکام	محمد رضا		،	
۸۰	انتخاب الاحکام	"		"	
۸۱	شرح نام حق	"		،	نام حق ایک مشہور درسی کتاب ہے۔ یہ اسی کی شرح ہے۔
۸۲	شرح مسائل	غیاث الدین		"	
۸۳	کتاب فقہ	نامعلوم		،	
۸۴	معلم الاسلام	[illegible]		"	
۸۵	تیسیر الاحکام	شہاب الدین		"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۸۶	اساس الاسلام (خلاصہ)	محمد عبدہٗ		نسخ	
۸۷	جلائر البصائر	امین الدین		"	
۸۸	فقہ سنت وجماعت	محمد عبدہٗ		"	
۸۹	جامع عباسی	بہاالدین		"	
۹۰	صراط الولی	محمد محفوظ خاں		"	
۹۱	فتاویٰ فیروز شاہی	شریف محمد		"	کتاب فیروز شاہ دہلی کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۹۲	فتاویٰ محمدی	-		"	کتاب ۲۱۳ ابواب پر مشتمل ہے۔ ٹیپو سلطان کے حکم سے مجلس علما سرنگاپٹم نے لکھی ہے۔
۹۳	جامع عباسی	عبدالرحمان عباسی		"	کتاب ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔
۹۴	تابیۃ المسلمین	نامعلوم		"	"
۹۵	فخر الشیوخ	"		"	"

حدیث
(عربی کتابیں)

۱	چہل حدیث نبوی	نامعلوم		نسخ و نستعلیق	

۲	ترجمۂ احادیث	محی الدین بن شریف النبوی	نہایت خوبصورت نستعلیق	
۳	شرح چہل حدیث	تین مختلف مصنفین سے	نسخ	
۴	مبین المبین			
۵	مجالس سنیہ			
۶	شمائل ترمذی	ابوعیسیٰ محمد الترمذی	〃	مشہور کتاب ہے۔
۷	شرح شمائل ترمذی	شہاب الدین حجار	〃	
۸	مواہب لدنی	احمد بن الخطیب	〃	
۹	جمع مبارک	ابی عبداللہ	〃	
۱۰	منتخب المناقب فی ... الایام والاقارب	محمد بن حجار	〃	
۱۱	شہابیات	احمد بن علی	〃	
۱۲	صحیح البخاری	ابی عبداللہ محمد بن بخاری	〃	نہایت مشہور کتاب ہے امام بخاری رح نے ۶۰۰۰۰۰ حدیثوں میں سے جو روایت کی گئیں ۶۸۸۰ احادیث کو صحیح جان کر انتخاب فرمایا ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۳	شرح بخاری	نا معلوم		نسخ	
۱۴	ترجمہ شرح بخاری	•		نستعلیق	
۱۵	غایت التوضیح جامع الصحیح	عثمان بن عیسیٰ بن ابراہیم صادق		نسخ	
۱۶	تخریج احادیث الہدایہ	شیخ جمال الدین بن عبد اللہ بن یوسف		″	کتاب تین جلدوں میں ہے۔
۱۷	صحیح مسلم	مسلم بن حجاج نیشاپوری		″	نہایت مشہور کتاب ہے۔ مصنف کا سنہ وفات ۲۶۱ھ ہے۔
۱۸	شرح مسلم	—		″	
۱۹	مشکوٰۃ شریف	شیخ ولی الدین بن عبد اللہ بن عبد الحمید تبریزی		″	نہایت مشہور کتاب ہے۔
۲۰	مخازن المعروف	محمد احسان		عام	کتاب چار جلدوں میں ہے۔
۲۱	اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ	عبد الحق دہلوی	سنہ ۱۰۴۳ھ	″	کتاب دو جلدوں میں ہے۔
۲۲	تذکرۃ الموضوعات	محمد طاہر		نسخ	

۲۱	عقد النبوی	شیخ بن عبداللہ	"	
۲۲	انصاف الصلوٰۃ	یحییٰ بن عبدالرحمان	"	
۲۵	کافی اصول کلینی	کمال الدین علی جعفر بن یعقوب کلینی	"	اس کتاب کے پہلے صفحہ پر کسی سنی مسلمان نے یہ عبارت لکھی ہے : اس کتاب کے مصنف اور لکھنے والے پر خدا کا قہر نازل ہو۔
۲۶	کنز العمال	نا معلوم	"	کتاب دو جلدوں میں ہے ۔
۲۷	کتاب الطبری	عبداللہ ابن لہیعۃ الکرخی	"	"
۲۸	دقائق الحقائق	ابن سینا محمد	"	دونوں کتابیں علم الاخلاق پر ہیں۔
۲۹	قول السدید	"	"	
۳۰	تنبیہ الغافلین	ابو اللیث سمرقندی	"	
۳۱	تمییز الرجال		"	
۳۲	[illegible]	نا معلوم	نسخ	
۳۳	[illegible]	[illegible]	"	
۳۴	تاریخ [illegible]	-	"	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۳۵	رسالہ اعیاد	–		نسخ	تینوں کتابیں ایک ہی جلد میں ہیں۔ تینوں کتابیں علیحدہ علیحدہ مصنفوں کی ہیں۔
۳۶	رسالہ ابن مسعود	–		"	
۳۷	فتح الالبصار	–		"	
۳۸	شواہد الحسنات	سلیمان		"	
۳۹	جامع الصغیر	جلال الدین احمد سیوطی		"	

حدیث

(فارسی کتابیں)

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۴۰	تنبیہ الغافلین	نامعلوم		شکستہ	شرح نمبر ۲۹ کی۔
۴۱	رسالہ شمائل	سید عبد اللہ		نستعلیق	
۴۲	فوائد نظامیہ	محمد عبد اللہ		"	
۴۳	ذخیرۃ الملوک	علی ہمدانی		"	
۴۴	لباب الالباب	احمد عبد اللہ		"	

نمبر	نام کتاب	کاتب	سنہ	خط	کیفیت
۴۵	سفر سعادت	محمد یعقوب		نستعلیق	
۴۶	زبدۃ حدیث	محمد باقر		"	
	قرآن مجید				
۱	قرآن شریف			نسخ	رسم الخط نہایت خوبصورت اور نقش ونگار بھی اعلیٰ درجہ کا۔ حاشیہ پر پانچ تفسیریں لکھی ہوئی ہیں۔ تفسیر کشاف۔ مدارک۔ زاہدی۔ شاہی اور حسینی تفسیروں کا رسم الخط نہایت خوبصورت ہے
۲	"			ثلث	یہ قرآن مجید بھی نہایت خوبصورت خط ثلث میں تیس صفحوں پر تمام ہوا ہے۔ اعلیٰ سنہری متن اور کناروں پر خوبصورت نقش ونگار ہیں۔
۳	"			"	نمبر ۲ کی خوبیوں کے ساتھ۔ یہ قرآن مجید پہلے نواب عبدالقادر خاں کی ملکیت میں تھا۔
۴	"			"	یہ دونوں قرآن مجید ایران میں لکھے گئے ہیں۔
۵	"			"	
۶	"			بہاری	یہ قرآن مجید موٹے کاغذ پہ بہاری رسم الخط میں لکھا گیا ہے جو کوفی رسم الخط کی ایک شاخ ہے۔ کاتب کا نام بدرالدولہ ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۷	قرآن شریف			نسخ	یہ تینوں قرآن مجید خوبصورت خط نسخ میں ہیں اور بین السطور میں فارسی ترجمہ ہے۔
۸	"			"	
۹	"			"	
۱۰	"			"	ان دونوں کا خط نسخ نہایت خوبصورت ہے اور دونوں کے حاشیوں پر تفسیر حسینی لکھی ہوئی ہے۔
۱۱	"			"	
۱۲	"			"	یہ قرآن مجید نہایت ہی خوبصورت نسخ اور بہت ہی اعلیٰ درجہ کے نقش و نگار سے مزین ہے۔ یہ پہلے شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کی ملکیت میں تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی قیمت ایک ہزار پونڈ سے زیادہ ہے ــــ اس نوٹ کے بعد میجر اسٹوارٹ نے لکھا ہے:۔ "یہ قرآن مجید اب اس قیمتی لائبریری میں ہے جو بہت بڑے اور سب سے اچھے بادشاہ کی ہے۔" (نوٹ: میجر اسٹوارٹ نے یہ تعریف جارج شاہ انگلستان کی کی ہے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے یہ نسخہ جارج کی نذر کیا تھا اس بہت بڑے اور سب سے اچھے بادشاہ کی واقعی تعریف رینالڈس کی کتاب مسٹریز آف دی کورٹ آف لنڈن میں دیکھی جائے جس کے صلہ میں رینالڈس کو جلاوطن ہونا پڑا۔ محمود)

۱۳	قرآن شریف			نسخ	ہر قرآن مجید تیس صفحوں پر ہے ۔ یعنے ہر صفحہ پر ایک پارہ ہے ۔ تینوں اعلیٰ درجہ کے سنہری نقش ونگار سے مزین ہیں ۔
۱۴	〃				
۱۵	〃				
۱۶	〃				
۱۷	〃			〃	یہ قرآن مجید ۳۰ صفحوں پر ہے ۔ سابق میں نواب عبدالکریم خاں کی ملکیت میں تھا ۔ اس پر دیباچہ لکھا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ کس طرح ٹیپو سلطان کی ملکیت میں آیا ۔
۱۸	〃			〃	یہ قرآن مجید ۲۰ صفحوں پر ہے ۔ سابق میں نواب عبدالحکیم خاں والی کرپہ کی ملکیت میں تھا ۔ یہ دونوں قرآن مجید یعنی نمبر ۱۷ اور ۱۸ کا رسم الخط نہایت خوبصورت نسخ ہے ۔ اور دونوں نقش ونگار سے مزین ہیں ۔
۱۹	〃			ریحان	نہایت خوبصورت خط ریحان اور نقش ونگار سے مزین ہے ۔ کاتب کا نام سلطان علاؤالدین سلجوقی ہے ۔ یعنے سلطان سلجوقی نے اس کی کتابت ۵۸۵ ھ میں کی تھی ۔
۲۰	〃				نہایت خوبصورت خط ریحان اور نقش ونگار سے مزین ہے ۔ کاتب کا نام گلاب خاں ہے ۔
۲۱	〃			ثلث	متن میں فارسی ترجمہ ہے ۔
۲۲	〃			〃	〃

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
٢٣	قرآن شریف			نسخ	نہایت خوبصورت لکھا ہوا - متن میں فارسی ترجمہ ہے -
٢٤	"			"	" "
٢٥ تا ٣٢	"			"	یہ آٹھ حمائل شریف ہیں - سادے - خط نسخ ہیں
٣٣	"			"	نہایت خوبصورت خط اور اعلیٰ درجے کے نقش و نگار سے مزین - کہا جاتا ہے کہ نواب دلیر خاں حاکم سادھورہ کو اس پر تین ہزار ہگوڈے خرچ آیا تھا یعنے بارہ سو پونڈ -
٣٤ تا ٤٢	"			"	یہ چھوٹی تقطیع کے ۹ قرآن مجید ہیں جو خوبصورت خط نسخ میں ہیں -
٤٣	"			"	تیس علیحدہ جلدوں میں ہے - ہر جلد میں ایک پارہ لکھا ہوا ہے -
٤٤	"			"	پندرہ علیحدہ جلدوں میں ہے - ہر جلد میں دو پارے ہیں -

ان ۴۴ جلدوں کے علاوہ ۳۵ جلدوں میں قرآن مجید کی مختلف سورتیں مختلف رسم الخط میں لکھی ہوئی ہیں -

(عربی و فارسی)

نوٹ: جو کتابیں فارسی میں ہیں، ان کے نام کے ساتھ قوسین میں فارسی لکھا گیا ہے

۱	کشاف الحقائق التنزیل	امام ابو القاسم بن عمر الزمخشری		نسخ	یہ تفسیر نہایت عمدہ خط نسخ میں لکھی ہوئی ہے۔ اور نسخہ بھی نہایت قدیم ہے۔
۲	حاشیہ کشاف	سعد الدین تفتازانی		"	
۳	حاشیہ شریف	سید شریف جرجانی		"	
۴	شرح کشاف الحقائق (فارسی)	نامعلوم		شکستہ	
۵	ترجمہ [illegible] الکشاف (فارسی)	"		"	
۶	معالم التنزیل تفسیر بغوی	ابو محمد (بن) مسعود سید [illegible] البغوی		نسخ	متن عربی ہے۔ مصنف کا سنہ وفات ۱۱۲۲ھ ہے۔ [illegible] بغوی کی تصنیف ہے۔

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیت
۷	انوار التنزیل تفسیر بیضاوی	ناصر الدین ابو سعید بیضاوی قاضی شیراز		نسخ	میجر اسٹوارٹ نے یہاں لکھا ہے کہ شیعہ اور سنی تراجم قرآن مجید میں بہت کم فرق ہے۔ لیکن تفسیروں میں اختلاف ہے ـــــ بیضاوی کا سنہ وفات ۱۲۹۲ھ ہے۔
۸	حاشیہ شہاب خفاجی	مولانا شہاب الدین			یہ تینوں کتابیں تفسیر بیضاوی پر حاشیے ہیں۔
۹	حاشیہ عصام الدین	عصام الدین			
۱۰	حاشیہ عبد الحکیم	عبد الحکیم			
۱۱	تفسیر جعفری	حضرت امام جعفر صادق		〃	اس تفسیر کی اہل شیعہ بہت قدر کرتے ہیں۔ یہ پہلے سات پاروں کی تفسیر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق چھٹویں امام ہیں اور آپ کا سنہ وفات ۱۵۶ھ ہے۔
۱۲	تفسیر التفسیر	محمد ہاشم جیلانی		〃	بیضاوی رح کی تفسیر کی تفسیر۔ صرف پہلی سورت کی۔
۱۳	تفسیر حسینی (فارسی)	حسین واعظ کاشفی		〃	نہایت مشہور تفسیر ہے۔ یہ تفسیر سلطان ابو الغازی بہادر والی خراسان کے وزیر علی شیر کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ خط نہایت خوبصورت اور اعلیٰ نقش ونگار سے مزین ہے۔ رسم الخط نہایت خوبصورت ہے اور اعلیٰ درجہ کے نقش ونگار سے مزین ہے۔
۱۴	تفسیر کبیر	امام فخر الدین رازی رح			مشہور تفسیر ہے۔ کتاب چار جلدوں میں ہے۔
۱۵	تفسیر شاہ	شاہ محمد بن سلطان علی	۱۲۴۶ھ	〃	قرآن مجید کی ۲۰ سورتوں کی تفسیر

۱۶	کاشف الحقایق و قاموس الدقائق (فارسی)	احمد بن محمد گجراتی		″	آیاتِ قرآنی سرخی سے لکھی ہوئی ہیں۔
۱۷	مدارک التنزیل	-			تینوں کتابیں مختلف مصنفوں کی ہیں اور تینوں میں آیاتِ قرآنی سرخی سے لکھی ہوئی ہیں۔
۱۸	عرائس التنزیل	-			
۱۹	تفسیر توضیح	-			
۲۰	تفسیر جواہر	-		-	
۲۱	خلاصۃ المنہج (فارسی)	فتح اللہ کاشانی	-	-	پہلی اٹھارہ سورتوں کی تفسیر
۲۲	تفسیر زوارہ ″	-	-	ثلث	
۲۳	تفسیر بحر مواج ″	-	-	نسخ	بقیہ ۹۶ سورتوں کی تفسیر
۲۴	کتاب تبیین •	امام اجل بن زید الطوسی	-	•	سورۂ یوسف کی تفسیر
۲۵	تفسیر سہ سورہ ″	″	-	•	پہلی تین سورتوں کی تفسیر
۲۶	قصص الانبیاء و تفسیر •	[illegible] حکیم دہلی	۱۲۱۳ھ	نستعلیق	
۲۷	[illegible] الکلام •	سید [illegible] جہانی	-	نسخ	
۲۸	خلاصہ متخص ″		-	″	

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۲۹	اقسام آیات قران	مصطفےٰ بن محمد سعید	—	نسخ	
۳۰	نجوم القرآن	"	—	"	
۳۱	سجاء الدین	نامعلوم		"	سورتوں اور آیات کا شمار، تقسیم اور پڑھنے کی ہدایات۔
۳۲	جواہر القران	"		"	فہرست قرآن مجید۔
۳۳	وقوفِ سجاوندی	عبدالرشید سجاوندی		"	قرآن مجید صحیح پڑھنے کے لئے ہدایات۔
۳۴	شرح سجاوندی	"		نستعلیق	قرآن مجید کی تفسیر۔
۳۵	حیات الفواد در علم تجوید	محمد بن حسن		"	علم تجوید میں۔
۳۶	قرات قران مجید	نامعلوم		نسخ	
۳۷	تحفۃ القرائ	"		"	
۳۸	قرایت علم تجوید	"		"	
۳۹	قواعد قران	—		"	
۴۰	رسالہ تجوید	—		"	
۴۱	رکوعات قران مجید	نامعلوم		شکستہ آمیز	یہ کتاب ٹیپو سلطان کے حکم سے لکھی گئی ہے۔

اوراد

(عربی و فارسی کتابیں)

۱	حصن حصین	محمد الجزائری		نسخ	مشہور کتاب ہے۔
۲	شرح حصن حصین	علی بن سلطان		•	
۳	شرح حصن حصین (فارسی)	حافظ کاشمیری		نستعلیق	
۴	دلائل الخیرات	—		نسخ	〃
۵	مطالع المسرات	—		〃	
۶	مجموعہ اوراد فتحیہ	امیر سید علی ہمدانی		〃	
۷	مصابیح وادعیات	نامعلوم		〃	
۸	اوراد فتحیہ			〃	
۹	اوراد یوسفی				
۱۰	ادعیہ و اوراد				
۱۱	کنز العباد				
۱۲	حزب اعظم				

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۳	[illegible] الوجیز				
۱۴	مجموعہ شاہی				
۱۵	لطایف شاہی				
۱۶	ترتیب الاوراد				
۱۷	مرتع الحسنات				
۱۸	لطائف شاہی				
۱۹	حرز یمانی				
۲۰	اوراد قادریہ				
۲۱	مخزن الدعوات				
۲۲	رسالہ ادعیہ				
۲۳	خلاصہ اوراد				
۲۴	زاد السعادۃ				
۲۵	حزب البحر				

۲۶	شرح حزب البحر				
۲۷	درود مسدسیہ				
۲۸	دعاء حسن البصری				
۲۹	نوادر ہامی				مختلف معمولات اور موقعوں کے لئے منتخب ادعیات و اوراد۔
۳۰	زبدۃ الدعوات وغیرہ		نامعلوم	نستعلیق	اس کتاب کے آخر میں ایک نصیحت بھی لکھی ہوئی ہے جو ایک باپ نے اپنے نئے شادی شدہ بیٹے کو کی تھی۔
۳۱	[illegible]				
۳۲	[illegible]				
۳۳	[illegible]				
۳۴	چٹک [illegible]				
۳۵	[illegible]				

درجملہ ۳۵ کتابیں

مختلف

چنگ مختلف المضمون بائیس کتابیں

یہ کتابیں فارسی و عربی میں مختلف موضوعات پر مختلف مصنفوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور تمام اقتباسات ہیں۔

ہندی و دکنی کتابیں

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱	تذکرۂ شعرائے ہندی	فتح علی حسینی	۱۱۶۵ھ	شکستہ آمیز	بمقام دہلی۔ اس میں ایک سو شعرا کے حالات ہیں اور ان کے کلام کا نمونہ بھی دیا گیا ہے۔
۲	علی نامہ	ملا نصرتی		نسخ	مصنف علی عادل شاہ بیجاپور کا درباری شاعر ہے۔ یہ کتاب شاہنامۂ فردوسی کے جواب میں شاہنامۂ دکن ہے۔ اس میں علی عادل شاہ کی تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ اور کتاب اسی بادشاہ کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ علی عادل شاہ ۱۵۵۶ء میں تخت نشین ہوا۔ نہایت علم دوست اور عالموں کا سرپرست تھا۔ (نوٹ: اس کے عہد کا سب سے مشہور واقعہ تالیکوٹہ کی جنگ ہے جس میں دکن کی اسلامی سلطنتوں نے متحد ہو کر ہندوؤں کی عظیم الشان سلطنت وجیانگر کا خاتمہ کر دیا تھا یہ جنگ ۱۵۶۵ء میں ہوئی تھی۔ اس کا مفصّل حال تاریخ جنوبی ہند میں دیا گیا ہے۔ محمود)
۳	گلشن عشق	〃		نستعلیق	راجہ منوہر کنور اور شاہزادی مدماوتی کی عشقیہ داستان۔ کتاب مصوّر ہے۔ اور تصویریں آرٹ کا

					بہترین نمونہ ہیں ۔
۴	گلدستہ عشق	"		"	مجموعہ غزلیات ۔
۵	کلیات قطب شاہ	سلطان محمد قلی قطب شاہ والی گول کنڈہ		نسخ نستعلیق	رسم الخط نہایت خوبصورت ہے ۔ یہ کتاب سابق میں نواب عبداللہ قطب الملک کی ملکیت میں تھی ـــــ قطب شاہ بارہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ شہر حیدرآباد کا بانی اور نہایت علم دوست تھا
۶	قصہ ماہ پیکر	فائز دکنی		شکستہ	قصہ
۷	قصہ رضوان شاہ و روح افزا	"		"	"
۸	قصہ بہرام و گل اندام	طبعی باشندہ گول کنڈہ		"	مثنوی - ۱۳۴۰ ابیات ہیں ۔ سو صفحات پر مشتمل ہے ۔ اور کتاب گول کنڈہ کے آخری بادشاہ سلطان ابوالحسن تانا شاہ کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۹	پھول بن	ابن نشاطی		"	ابن نشاطی عبداللہ قطب شاہ کا درباری شاعر تھا۔ کتاب میں مختلف عنوانات پر مختلف مضامین نظم و نثر ہیں ۔ کتاب مصور ہے ۔
۱۰	طوطی نامہ	"			قصہ
۱۱	قصہ پدماوت دکھنی	"		نستعلیق	قصہ
۱۲	قصہ لعل و گوہر	عماد الدین [illegible] عاجز دکھنی		"	سلطان شہید کے حکم سے اس کا ترجمہ میر حسن عزت نے ۱۱۹۲ھ میں سرنگاپٹم میں کیا ۔

نمبر	نام کتاب	مصنّف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
۱۳	سری گنیتن	نامعلوم		شکستہ آمیز	اس نام کی سنسکرت کتاب کا ترجمہ
۱۴	دیوان یقین	انعام اللہ خاں یقین		"	انعام اللہ خاں یقین کا دیوان
۱۵	سندر سنگھار	نامعلوم		"	یہ بھی سنسکرت کا ترجمہ ہے ۔ مختلف عنوانات پر نظمیں ہیں
۱۶	دہوری	شاہ گجراتی درویش		عام	تصوف پر تین سنسکرت نظموں کا ترجمہ ۔
۱۷	بھوک بل لیتی کوک شاستر			شکستہ	سنسکرت سے ہندی میں ترجمہ ۔ کتاب ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ۔ یہ کتاب بریشاہ کی فارسی کوک شاستر کا ترجمہ ہے ۔
۱۸	مفرح القلوب	حسین علی ۔ مترجم		"	اس نام کی فارسی کتاب کا ترجمہ ۔ حسین علی ٹیپو سلطان شہید رح کا درباری شاعر اور ملک الشعرا تھا ۔ کتاب سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے ۔
۱۹	دیوان رفیع سودا	مرزا رفیع سودا لکھنوی		نستعلیق	مشہور دیوان ہے ۔
۲۰	قصاید رفیع سودا	"		"	مرزا رفیع سودا کے قصائد ۔
۲۱	روضۃ الشہدا	سیوا متوطن گلبرگہ		عام	اس کتاب کا ماخذ فارسی روضۃ الشہدا ہے ۔ مرثیئے
۲۲	رسالہ سرود وراگ	نامعلوم			قدیم دکنی د ہندی غزلیات کا مجموعہ
۲۳	رسالہ نظم	"		عام	کتاب پرانی زبان میں ہے ۔ بدرہی زبان خالص ہندوؤں کی زبان ہے جو ہندی سے زیادہ

برج بھاشا سے تعلق رکھتی ہے اور بنارس اور اس کے اطراف بولی جاتی ہے۔ یعنے دریائے گنگا کے مشرقی جانب۔ کتاب میں نظمیں ہیں۔

ہندی و دکنی کتابیں

نثر میں

۲۴	نشاط العشق شرح غوثیہ	حضرت عبداللہ بن حضرت حسین گیسو دراز رح	حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی کتاب پر شرح۔
۲۵	ترجمہ مفتاح الصلوٰۃ	شیخ محمد برہان پوری	فارسی مفتاح الصلوٰۃ کا ترجمہ۔
۲۶	خلاصہ سلطانی	سید حسام الدین محمد	کتاب ٹیپو سلطان کے نام پر معنون کی گئی ہے۔ اس میں احکام فقہ کا خلاصہ دیا گیا ہے۔
۲۷	کتاب زبان تلنگی	—	کتاب تلنگی زبان کی کتاب نما ہے۔ (تلنگی زبان آندھرا میں بولی جاتی ہے اور ایک قدیم زبان ہے)

(جملہ ۲۷ کتابیں)

ترکی زبان کی کتابیں

[illegible]	تزک بابری	شہنشاہ ظہیر الدین [illegible]	—	عام	کتاب خالص ترکی زبان میں ہے [illegible] کا فارسی ترجمہ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں عبدالرحیم خان

نمبر	نام کتاب	مصنف	سنہ تصنیف	رسم الخط	مختصر کیفیات
					خانخاناں نے کیا تھا۔
۲	کتاب صرف و نحو (ترکی)				خاص ترکی زبان کی کتاب بالکل نایاب تھی۔ یہ کتاب کلکتہ میں کسی منشی سے بھی نہیں پڑھی جا سکتی تھی ایک مغل سوداگر نے جو ایران سے آیا ہوا تھا، اسے پڑھا ترکی زبان کا گرامر۔ (قواعد) (دو کتابیں)

نوٹ

کتب خانہ سلطانی کی فہرست یہاں ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد میجر اسٹوارٹ نے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہے:-

میرے بہت سے ہم وطنوں کو جو مشرقی لٹریچر کے دلدادہ ہیں۔ افسوس ہے کہ وہ مشرق کو کتابوں کی تلاش میں جا نہ سکے۔ اس لئے میں نے اس فہرست میں کتابوں کے ناموں کے ساتھ تفصیل بھی دی ہے۔ اس کتب خانہ کے انگلستان پہنچ جانے کے بعد میں کہہ سکتا ہوں کہ اب مشرق میں بہت کم لٹریچر باقی رہ گیا ہے۔ مشرق سے میری مراد ہندوستان کے علاوہ ایران اور ملک عرب بھی ہے۔ اب اس کے بعد کتابیں اگر کہیں ہیں تو نظام حیدرآباد اور نواب اودھ کے کتب خانوں میں ہیں۔

اگرچہ بے حساب لٹریچر یورپ میں پہنچ گیا ہے مگر افسوس ہے کہ مشرق میں بہت سا لٹریچر یا تو جل گیا یا کیڑے کھا گئے یا اور کسی طرح ضائع ہو گیا۔ نتیجہ یہ کہ بہت سے قدیم مصنفین اس لئے گمنام ہو گئے ہیں کہ ان کی کتابوں کا پتہ بھی نہیں ملتا۔ اور بہت عرصہ دراز سے کوئی نئی کتاب بھی نہیں لکھی گئی۔ یہ معلوم

کرنے کے لیئے کہ مشرق میں ابھی کچھ لٹریچر باقی ہے یا نہیں میجر مالکم اور ایلیٹ کو جو ایران اور عرب کو سفیر بنا کر بھیجے گئے کتابوں کی تلاش کا حکم دیا گیا۔ یہ ان زبانوں کے ماہر ہیں۔ انہوں نے اپنے رسوخ کے ذریعہ بہت کچھ جدوجہد کی۔ مالکم ایران سے صرف چار کتابیں لے آیا اور ایلیٹ ۲۲ کتابیں لایا۔ ان کی فہرست بھی یہاں دی جاتی ہے۔

فارسی کتابیں جو ایران سے میجر مالکم لے آیا

۱ - جامع التواریخ قدیم — اس کتاب کی نقل اردبیل میں ۱۲۵۶ء میں ہوئی ہے۔ کتاب میں یہودیوں کی تاریخ بھی ہے۔

۲ - خمسہ نظامی — نظامی کی پانچ کتابیں۔

۳ - گنج الجواہر

۴ - جنگ مرشق

عربی کتابیں جو ایلیٹ ملک عرب سے لایا

۱ - محاکمات — از قطب الدین رازیؒ

۲ - کتاب تواریخ مختصر — از نصرانی

۳ - فضائل الباہرہ فی [illegible] طاہرہ — نامعلوم

۴ - تسہیل المنافع فی علم طب — از برہان الدین ابراہیم

۵ - مغنی اللبیب در نحو — از ابو محمد عبداللہ بن ہشام

۶ - الفوائد

۷ - کشف اللغات
۸ - مقامات حریری
۹ - شرح الفیہ
۱۰ - البہجۃ المرضیہ
۱۱ - بہجت العاقل
۱۲ - مطول شرح تلخیص
۱۳ - مختصر " "
۱۴ - شرح شافیہ
۱۵ شرح کافیہ رضی

۱۶ - فوائد ضیائیہ شرح ملا جامی
۱۷ - منہل
۱۸ - مصباح
۱۹ - وافیہ شرح کافیہ
۲۰ - الموشح " "
۲۱ - توضیح شرح تنقیح
۲۲ - انوار التنزیل
۲۳ - لغات عربی و فرنگ

نمونہ کلام علی حسین

ملک الشعراء دربارِ حیدری و دربارِ سلطانی

ملک الشعرا علی حسین کے کلام کا نمونہ اس مستزاد کے ذریعہ صرف اس لئے یہاں دیا جاتا ہے کہ یہ سلطنت خداداد کی ایک تاریخی دستاویز ہے جو میسور کے بعض خاندانوں میں نہایت حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔ اس سے یہ بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آج سے پونے دو سو سال پیشتر وہ زبان جس کو اس زمانہ میں ہندی اور آج اردو کہا جاتا ہے کس حالت میں تھی۔ ممکن ہے کہ اس مستزاد کے چند ابیات مذاقِ سلیم پر گراں گذریں لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حیدرآباد اور سرنگاپٹم میں جو رقابت اور دشمنی تھی یہ ابیات اس کے حامل ہیں۔ چونکہ دونوں ملکوں کے حکمرانوں میں دشمنی تھی اس لئے اس زمانہ کے شعرا بھی اپنے بادشاہ کی تعریف اور دشمنوں کی تضحیک کیا کرتے تھے حیدرآباد کے شعرا اگر حیدر علی کی ہجو کرتے تھے تو سرنگاپٹم کے شعرا نظام علی خاں کو آڑے لیتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مستزاد کی اس زمین میں حیدرآباد کے ملک الشعرا نے نواب حیدر علی کے خلاف لکھا تھا تو علی حسین نے بھی جو دربار حیدری کا ملک الشعرا تھا اس کا جواب اسی زمین اس مستزاد سے دیا تھا جو حد درجہ مشہور ہوگیا۔ اور اب تک چند خاندانوں میں محفوظ چلا آتا ہے۔ ایک حد درجہ سنگلاخ زمین میں ملک الشعرا علی حسین نے جو تاریخی گل کھلائے ہیں وہ اس کی قادر الکلامی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اس نظم کو دیکھتے ہوئے اس میں شک نہیں رہتا کہ وہ ملک الشعرا کے خطاب کا ہر طرح سے سزاوار تھا۔ اور کمال یہ ہے کہ اس نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ بالکل تاریخی واقعات پر مبنی ہے۔

جواب نواب حیدر علی خاں بہادر

۱۔ دے تیغ و علم فتح کیا مجھ کو مبارک — قدرت سے یکایک
مالک مرا اللہ تعالیٰ و تبارک — عزّت کا اتابک

۲۔ کر ملک عطا فوج دیا اور خزانہ — وہ شاہِ یگانہ
اور نعمت الوان کا کھا سبزہ بچھا یک — ہر اک کا مزہ چک

۳۔ شوخی کی نہ کر بات مرے سے ارے اُزبک — جلی سی نہ رہ سک
کیا تجھ کو سمجھتا ہوں میں اپنے باغی کے کودک — بس کر ترا بک بک

۴۔ مردوں کو ہے جنگ اور تجھے راگ ہے اور رنگ — ہر دنگ پہ چڑھا بنگ
دھرتال تو مردنگ پہ رہ باجتا ڈھولک — گاتا ہوا دیپک

۵۔ باتوں سے گذر مرد ہو کچھ ہاتھوں کو ہلا — میدان میں دگرنہ
ہاتوں میں پہن بنگڑیاں کانوں میں لولک — رہ بیٹھ بہ کوشک

۶۔ ما سرور و سالار سپاہیم تو باغی — از خسروِ دہلی
برباد کیا شاہی کو کچھ دل میں دغا رک (دکھ) — آقا ترا بو بک

۷۔ باغی کو نہیں کہتے دزیر اہلِ فراست — در عین بغاوت

کہتا ہے تو مئیں میرا ہوں اے گیدی دبنک — کچھ دل میں نہ رک (رکھ) شک

۸۔ میں لشکرِ شیرانِ دلاور کا ہوں سلطان — اے روبہ (روباہ) نادان

لگ جاوے اگر تجھ کو مرے پنجہ کا اک ناک (ناخن) — کھا جاوے تو غلطک

۹۔ ہم نام ہیں حیدر کا ہوں نواب بہادر — عالم پہ ہے روشن

ہے گول جو گنڈا ترا تو اس کی ستے بندک — البور کی سہلک (چھپکلی)

۱۰۔ جب میرے زرہ پوش سواراں کے قطاراں — ہیں جو کہ غضنفراں

گر میاں سے لیں کھینچ کے تیغوں کو یکایک — تر ہو تری خستک

۱۱۔ نقارے کا گر شور مرے رند سنیگا — گھبرا کے نکل جاوے

گر برق بدر خشوں کا نئے دیکھے تا اک — کھا جاوے گا ...

۱۲۔ اقبال مرا دیکھ کے شرمندہ ہے دارا — ہے کیا تو بچارا

جمشید بھی حشمت کو مری دیکھ یکایک — ہو جاوے چھکا پھاک

۱۳۔ عالم پہ چمکتا ہے مرے تیغ کا خورشید — پر دیک (دیکھ) سکے کیوں

دشمن کا نسب تیغ کے اندھیر کی شپرک — آنکھوں کو کھلی رک (رکھ)

۱۴۔ معلوم ہو گر توپ و بندوق و شمشیر — میدان میں ہے ...

تیری مری جس وقت کہ بھڑ جاویگی چلمک — تجکوں کھا گئی رنگ

۱۵۔ میں شعلۂ آتش ہوں نہ ہو مجھ سے مقابل — تابش سے یکایک

پک بند ہو جل جاویں ترے بال و پر پک — تا ... سے ...

۱۶- میں ابر ہوں پہ آب کردوں دوست کو سیراب | دامن میں ہے آتش
دشمن کو کرے خاک مرے برق کی چشمک | جوں سوختہ پا چلک

۱۷- میں مرد بلی اور تو طلی مجھ سے اکڑ کر | مت رہیو بگڑ کر
ڈالونگا رگڑ تجھ کو میں جوں چٹنی میں ادرک | باروت میں گندک

۱۸- گر ایک پیادہ مرا لے ہاتھ میں نیزہ | آ فوج کی غٹ میں
جب مارےگا تو پڑتے نہ بنے ہاتھی کی مستک | اک بیٹھ کے بلیک

۱۹- اور تیر تو لونگ آج عطا مجھ کو ہے ایسی | گل جس سے کہ اجاڑے
اک دم میں ترے بلبل گلزار کی مرغک | جوں غنچۂ ابرک

۲۰- چمن کی طرح ہم سے [illegible] نہ رہ جا | یاں کچھ تو سنبھل جا
لگ جاویگی ہاں کہیں تلوار میں نازک | چھٹ دامن تلک

۲۱- چھوٹا ہوا شہباز مرا پھرتا ہے چوکھونٹ | ہیں مرغ دبک کر
پنجے میں کہیں آوے نہ بچکے تری زردک | جوں کوئل و سبزک

۲۲- سیرک کے لئے پنجرہ سے میدان میں آجا | تو اڑ کے اٹے قمری
نکلیگا [illegible] کبھی چھوڑ کے کایک | پا بادے گا کچھ ذک

۲۳- ہے سورۂ اذا جا کا مراد ہمیشہ | اور انا فتحنا
یا دست مراد دہ شہ طٰہٰ و تبارک | حاجات بر نلک

۲۴- ہر دشمن [illegible] تو سمجھ کر نہ [illegible] | شاید کہ دب اس میں

بیٹھا ہو کہیں شیر نر اور سشر نہ کوئی یک — آہستہ قدم رک
۲۵۔ نہ باپ نہ دادا مرا کوئی ہو گیا نائیک — عالم پہ خبر ہے
کیوں منہ سے یہ کہوں کھاتا ہے اور رہا ہے جھک — اسے روئے مبارک
۲۶۔ پوشیدہ ہے صندوق میں جب تک ہے جوہر — کنکر ہے یا گوہر
ظاہر ہو سبھوں پر کھلے جس وقت کہ دہک — پہچان لے ہر یک
۲۷۔ ہے چین قلی دادا ترا اک بندۂ جیبی — بابا ترا باغی
اور شیر طانن کا تو یہ دردہ ہے بالک — ہے وہ تری مالک
۲۸۔ چنگم کے سپر گھاٹ پہ تو ہوتا بہت نابود — واں ہم نے ہو موجود
پنجے سے فرنگی کے چھڑایا تجھے مردک — لے کر تری کمک
۲۹۔ اس مستر اعظم کو تو پھر یار بنایا — یہ شوق ہوا ہے
جو بار دگر مار دی اس نے تری.... — اسے مستر کہ چک
۳۰۔ جب تبریز میں تو جاوے ترا بار ہے سات — بندوق لے سنگات
تخشر بیت بھی ہمراہ چلے سر پہ کلہ رک — وے کافر زیرک
۳۱۔ ہم دونوں کا حق اور حق اسپہ ہو ظاہر — گر غور سے دیکھے
آنکھوں کو لگا اپنی تو انصاف کی عینک — بد مرد ہو نیک

بعض ابیات اور الفاظ کی تشریح اور معنی

(نوٹ: ابیات کے ساتھ نمبر دیئے گئے ہیں۔ ابیات یا الفاظ کی تشریح یا معنی اسی نمبر سے دیئے جاتے ہیں۔

۱ و ۲۔ یہ ابیات خدائے تعالیٰ کی حمدیں ہیں۔

۳۔ ازبک۔ ایک تاتاری قبیلہ کا نام ہے۔ نظام علی خاں والیٔ حیدرآباد کے دادا کا نام چین قلیچ خاں تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ تاتاری قبیلۂ ازبک سے تھا۔

باغی کے کودک۔ کودک یعنی بچہ۔ یہ نظام علی خاں کی جانب اشارہ ہے۔ باغی سے مراد نظام الملک اوّل ہے جو سلطنت مغلیہ کا وزیر اعظم اور دکن کا صوبہ دار تھا۔ اسی نے نادر شاہ کو ایران سے بلایا تھا۔ سلطنت مغلیہ کی تباہی کی ذمہ داری نظام الملک کی غداری پر ہے جس نے اپنی آزاد سلطنت قائم کرنے کے لئے نادر شاہ کو ہندوستان پر چڑھائی کرنے کی دعوت دی۔ اور بعد میں مغلیہ حکومت سے باغی ہو کر اپنی علیحدہ حکومت دکن میں قائم کی۔

۴۔ حیدرآبادی نوج کے ساتھ ہمیشہ ارباب نشاط کے طائفے رہتے تھے۔ غالباً یہ اشارہ اس جانب ہے۔

۵۔ بنگڑیاں۔ مرہٹی لفظ ہے اس کی معنی "چوڑیاں" ہے۔

۶۔ بہ بک۔ نظام الملک اوّل کی جانب اشارہ ہے۔

۷۔ نظام الملک اوّل سلطنت مغلیہ کا وزیر اعظم بھی تھا۔

۸۔ میر بہ معنی سید۔

۹۔ گولکنڈہ اور الپور۔ مملکت حیدرآباد کے مشہور شہر اور قلعے ہیں۔

۱۲۔ زردک۔ ایک زرد رنگ کے چھوٹے سے پرندہ کا نام ہے۔ یہاں نظام علی خاں کو زردک سے اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کہ حیدرآباد کا سرکاری رنگ زرد ہے۔

۲۵ - حیدرآباد میں نواب حیدر علی کو تحقیراً نائیک کہا جاتا تھا۔ نائیک کے معنی ایک چھوٹے سے فوجی عہدے کے لیے جاتے تھے اور اسی بنا پر جب نواب حیدر علی نے ٹیپو سلطان کی نسبت نظام کے خاندان میں کرنی چاہی تو نظام نے یہ کہہ کر انکار کردیا کہ حیدر علی نائیک خاندان سے ہیں۔ نائیک کا لفظ جنوبی ہند میں نہایت قدیم زمانہ سے مستعمل تھا۔ راجگان مدورا کا لقب نائیک تھا۔ بعد میں وجیانگر کی ہندو سلطنت نے اپنے باج گذار راجاؤں کو بھی لقب دیا۔ ایک چھوٹے سے فوجی دستے کے افسر کے لئے بھی یہی خطاب وضع کیا گیا۔ نواب حیدر علی اوائل میں میسوری فوج کے سپہ سالار تھے مگر حیدرآباد نے بجائے سپہ سالار کے تحقیراً ان کے نام کے ساتھ نائیک لکھنا شروع کیا۔

۲۷ - شیر طائن - طائن کا دودھ - طائن - دکن اور جنوبی ہند کی ایک مشہور خانہ بدوش قوم ہے جس کو لبنانی یا لبناڑہ کہا جاتا ہے۔ جب تک ریل گاڑی کی ایجاد ہندوستان میں نہیں ہوئی تھی یہ قوم غلہ اور سامان تجارت ایک مقام سے دوسرے مقام کو اپنے بیلوں پر لے جاتی تھی۔ فوج کی بار برداری ان کے ذمہ تھی۔ اس قوم کی عورتوں کے خدوخال یورپ کی رومانی خانہ بدوش قوم سے مشابہ ہیں۔ پہلے اس شعر میں شیر اور بالک کے الفاظ شاعر نے اس لئے استعمال کئے ہیں کہ نظام علی خاں کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ایک لبنانی عورت کے بطن سے تھا۔

۲۸ - چنگی گھاٹ کی لڑائی ایک مشہور لڑائی ہے۔ یہ لڑائی انگریزوں اور نظام علی کے درمیان ہوئی تھی۔ چنگی گھاٹ کے درے میں نظام علی خاں اور اس کی فوج محصور ہوگئی تھی۔ نواب حیدر علی خاں کو جب یہ خبر ملی کہ انگریزوں نے حیدرآبادی فوج کو محاصرہ میں لے لیا ہے تو انہوں نے عقب سے انگریزی فوج پر حملہ کردیا۔ جس کی وجہ سے نظام علی خاں اور اس کی فوج کامل تباہی سے

بچ گئی - یہ واقعہ میسور کی پہلی جنگ (۱۷۶۷ء - ۱۷۶۹ء) سے تعلق رکھتا ہے -

۲۹ - مسند اعظم - انگریز کی جانب اشارہ ہے - چونکہ نظام علی خاں انگریزوں سے ملا ہوا تھا اس لئے یہاں شاعر نے اس کو مسند کوچک کہا ہے -

---

ذخیرہ محمد اقبال مجددی لاہور

اشرف پریس ۷ - ایبک روڈ لاہور میں باہتمام شیخ محمد اشرف پرنٹر چھپی